بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال رسول الله ﷺ:

مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْراً يُّفَقِّهْهُ فِيْ الدِّيْنِ.

(صحيح البخاري ١٦/١ رقم: ٧١، صحيح مسلم ٣٣٣/١ رقم: ١٠٣٧)

درسی سوال وجواب

مسلم شریف اور ترمذی شریف کے درس کے دوران پوچھے گئے
۵۰۰ سے زائد فقہی وعلمی سوالات کے جوابات کا مستند اور مدلل مجموعہ

اِفادات:

حضرت مولانا مفتی سید محمد سلمان صاحب منصورپوری

اُستاذ حدیث ونائب مفتی جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

جمع وضبط:

ضیاء الرحمٰن آسامی

وشرکاء دورۂ حدیث شریف مدرسہ شاہی مرادآباد

تحقیق ومراجعت:

شرکاء شعبۂ تکمیل اِفتاء مدرسہ شاہی مرادآباد (۳۷-۱۴۳۶ھ)

ناشر

المركز العلمي للنشر والتحقيق

لال باغ مرادآباد

○ نام کتاب : درسی سوال وجواب

○ اِفادات : حضرت مولانا مفتی سید محمد سلمان صاحب منصور پوری

○ جمع وضبط : ضیاء الرحمٰن آسامی (وشرکاءدورۂ حدیث شریف مدرسہ شاہی ۳۷-۱۴۳۶ھ)

○ تحقیق ومراجعت : رفقاءشعبۂ تکمیل اِفتاء مدرسہ شاہی ۳۷-۱۴۳۶ھ

○ کمپیوٹر کتابت : محمد اسجد قاسمی مظفر نگری

○ ناشر : المرکز العلمی للنشر والتحقیق، لال باغ مرادآباد

09412635154 - 09058602750

○ تقسیم کار : فرید بک ڈپو (پرائیویٹ) لمٹیڈ دریا گنج دہلی

011-23289786 - 23289159

○ اِشاعتِ اول : شعبان المعظم ۱۴۳۷ھ مطابق مئی ۲۰۱۶ء

○ اِشاعتِ ثانی : شوال المکرّم ۱۴۳۷ھ مطابق جولائی ۲۰۱۶ء

○ صفحات : ۴۰۰

○ قیمت : ۲۵۰/روپئے

ملنے کے پتے:

○ مرکز نشر وتحقیق لال باغ مرادآباد 09058602750

○ کتب خانہ یحیوی محلّہ مفتی سہارن پور

○ کتب خانہ نعیمیہ دیوبند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسائل کی پوچھ تاچھ

قَالَ اللّٰهُ تبَارَکَ وَتَعَالیٰ:

فَسْئَلُوْآ أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ○

[الأنبيآء: ٧]

ترجمہ: پس پوچھ لو جانکار لوگوں سے اگر تم نہ جانتے ہو۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

إِنَّمَا شِفَاءُ الْعِيِّ السُّوَالُ.

(سنن أبي داؤد ٤٩/١ رقم: ٣٣٦، سنن ابن ماجة ٤٣/١ قم: ٥٧٢)

ترجمہ: عاجز (ناواقف) شخص کے لئے اطمینانِ قلب کا ذریعہ (معتبر اور جانکار لوگوں سے مسئلہ کے بارے میں) سوال کر لینا ہے۔

پیش لفظ

الحمد لله رب العالمین، والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین، وعلیٰ آله وصحبه أجمعین، أما بعد !

عرض ہے کہ اِس سیہ کار کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد میں اشتغال بالحدیث النبوی الشریف کی نعمت سے سرفراز فرما رکھا ہے۔ کئی سالوں سے مسلم شریف اور ترمذی شریف کی ایک ایک جلد ناکارہ سے متعلق رہتی ہے۔ مسلم شریف ششماہی اول تک بحمدہٖ تعالیٰ پوری ہوجاتی ہے، جب کہ ترمذی شریف کا سبق پورے سال جاری رہتا ہے۔ دورانِ درس طلبہ کو کھلی چھوٹ ہوتی ہے کہ وہ جو بات درس کے موضوع سے متعلق پوچھنا چاہیں وہ زبانی یا تحریری طور پر پوچھ لیا کریں، چناں چہ حسبِ معمول اس سال بھی طلبہ پرچیاں دے کر اور زبانی طور پر مسائل وغیرہ پوچھتے رہے، اور احقر معمول کے مطابق اختصار کے ساتھ اُن کے جوابات دیتا رہا۔ اور جواب دیتے وقت یہ خیال بھی نہ تھا کہ یہ سوال وجواب محفوظ اور ضبط کئے جا رہے ہیں۔

لیکن احقر کی حیرت کی انتہاء نہ رہی جب غالباً جمادی الثانیہ ۱۴۳۷ھ کے اوائل میں دورۂ حدیث شریف کے ایک ہونہار طالبِ علم مولوی ضیاء الرحمٰن آسامی سلمہ اور اُن کے بعض ساتھیوں (مولوی ممتاز احمد سیتاپوری، مولوی محمد اسجد مئوی، مولوی محمد شاداب بیگوسرائیوی سلمہم) نے عصر کے بعد احقر سے ملاقات کی، اور ایک ضخیم کاپی پیش کی، جس میں باب وار ترتیب کے ساتھ اس وقت تک پوچھے گئے کئی سو سوالوں کے جوابات بڑے سلیقہ سے جمع کردئے گئے تھے۔ احقر کو اِن طلبہ کی محنت وکاوش کی بڑی قدر آئی اور علمی انحطاط کے دور میں اُن کی علمی دلچسپی پر دلی مسرت ہوئی، اور اُن کی حوصلہ افزائی کی خاطر اِس مجموعہ کو قابلِ اِشاعت بنانے کا اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر اِرادہ کرلیا۔

چناں چہ اولاً سب سوال وجواب کمپیوٹر پر ٹائپ کرائے، اس کے بعد خیال آیا کہ اِن مسائل کو حوالہ جات سے مدلل کردیا جائے، اِس کے لئے تکمیلِ افتاء مدرسہ شاہی کے طلبہ کا تعاون لیا گیا، (جن کی تعداد اِس سال ۳۳ ہے) اُنہوں نے بڑی محنت اور عرق ریزی سے سبھی مسائل کے اُردو وعربی حوالہ جات جمع کردئے۔ پھر احقر نے سب پر نظر ثانی کی جہاں زیادہ اختصار تھا اُس کی وضاحت کی اور جہاں کچھ تفصیل کی ضرورت ہوئی اُس کا اِضافہ کیا۔ اور بعض جگہ ردوبدل بھی کرنا پڑا۔

اولاً اِرادہ تھا کہ ایک مجموعی عنوان لگا کر سب مسائل بلا عنوان لکھے جائیں؛ لیکن پھر احساس ہوا کہ اگر ہر مسئلہ پر عنوان لگ جائے تو اِستفادہ اور تلاش میں زیادہ سہولت ہوگی، اِس لئے سب مسئلوں پر الگ الگ عنوانات لگائے گئے، اور ترتیب کی درستگی پر بھی کافی محنت کی گئی۔

اِس مجموعہ کی کمپیوٹر کتابت اور تہذیب وتزئین میں جناب مولوی محمد اسجد قاسمی مظفرنگری سلمہ نے بڑی محنت اور دلچسپی کا ثبوت دیا، کچھ جزوی کتابت مولوی محمد نعیم ارریاوی سلمہ نے بھی کی۔ **فجزاهم اللّٰه تعالیٰ أحسن الجزاء۔**

بہر حال جو کچھ محنت ہوسکی وہ اَب کتابی شکل میں قارئین کے سامنے پیش ہے۔

احقر کی نظر میں یہ کتاب سالِ رواں (۱۴۳۶ھ-۱۴۳۷ھ) کے شرکاءِ دورۂ حدیث وتکمیل افتاء مدرسہ شاہی کی محنتوں کا ایک حسین گلدستہ ہے، جس کی مہک قارئین ضرور محسوس کریں گے۔ اللہ تعالیٰ اِن سبھی فضلاء کو دارین میں بہترین بدلہ عطا فرمائیں اور اُن کے علم وعمل میں ترقی کے فیصلے فرمائیں، آمین۔

اِس کتاب کی پہلی اِشاعت میں عجلت کی وجہ سے عبارت کی کچھ غلطیاں رہ گئی تھیں، جن پر دوبارہ گہری نظر ڈالی گئی اور ضروری تصحیح کر کے نظر ثانی کے بعد اس کی اِشاعت ہورہی ہے۔

اِس دوسری اِشاعت میں بالخصوص مولوی مفتی عیاض احمد مئوی سلمہ شریک تکمیل افتاء مدرسہ شاہی اور اُن کے رفقاء، نیز عزیزم مولوی مفتی محمد ابراہیم قاسمی زید علمہ (مرتب: کتاب النوازل) نے بھی حوالوں کی مراجعت میں کافی محنت کی ہے۔ **فجزاهم اللّٰه تعالیٰ أحسن الجزاء۔**

قارئین سے گذارش ہے کہ مطالعہ کے دوران کوئی فروگذاشت نظر سے گذرے تو اُس پر ضرور مطلع فرمائیں، نوازش ہوگی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اِس کتاب کو ہمارے والدین محترمین، اَساتذۂ کرام اور اُس سبھی کتابوں کے مؤلفین کے لئے صدقہ جاریہ بنائیں، جن کی کتابوں سے اِس مجموعہ میں اِستفادہ کیا گیا ہے۔ اور تا زندگی ہم سب کو اور ہماری نسلوں کو دین کی مخلصانہ خدمات کے لئے قبول فرمائیں، آمین۔ **وصلی اللّٰه تعالیٰ علیٰ خیر خلقه محمد وآله وصحبه أجمعین۔**

فقط والسلام

احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

خادم مدرسہ شاہی مرادآباد

۲۷/۱۰/۱۴۳۷ھ مطابق ۲/اگست ۲۰۱۶ء منگل

اظہارِ مسرت ودعاء:

مخدومِ مکرم، والدِ ماجد، حضرت الاستاذ

امیر الہند حضرت مولانا قاری سید محمد عثمان صاحب منصورپوری زید مجدہم ومدظلہم

اُستاذِ حدیث دارالعلوم دیوبند وصدر جمعیۃ علماء ہند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم، اما بعد:

یہ معلوم ہوکر بے حد مسرت ہوئی کہ اِمسال عزیزم مولوی مفتی محمد سلمان سلمہ کے درس ''مسلم شریف'' و''ترمذی شریف'' میں شریک بعض طلبہ نے دورانِ درس مختلف اوقات میں جو علمی وفقہی سوالات زبانی یا تحریری طور پر کئے اور آں عزیز نے اُن کے جوابات دئے، اُن کو از خود سوالات وجوابات کی شکل میں صفحۂ قرطاس پر لاکر اُس کا مسودہ اپنے استاذ کو دکھایا؛ پھر اُنہوں نے اِس مسودہ پر نظرِ ثانی کرکے اِس کو فقہی ابواب کے موافق مرتب کیا اور طلبہ تکمیلِ افتاء کے ذریعہ اس کو مدلل کرادیا۔

بعد ازاں راقم الحروف نے مسودہ کے مختلف مقامات پر نظر ڈالی، اَندازہ ہوا کہ اِس علمی ذخیرہ سے بحمدہ تعالیٰ دوسرے طلبہ وعلماء بھی پوری بصیرت کے ساتھ استفادہ کرسکتے ہیں۔

بلاشبہ مولوی ضیاء الرحمٰن آسامی اور اُن کے رفقاء دورۂ حدیث مدرسہ شاہی مرادآباد کی یہ محنت قابلِ تحسین وتقلید ہے، یہ کام اُسی وقت انجام دیا جاسکتا ہے جب طالبِ علم کما حقہ مطالعہ کرکے سبق میں حاضر ہو اور پوری توجہ کے ساتھ استاذ کی تقریر کو سنے، اور موقع کے مناسب ضروری سوال کرے، اِس طرح طلبہ کی استعداد میں ترقی اور پختگی پیدا ہوجاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق خاص

سے ان طلبہ کو یہ کام کرنے کا موقع ملا، نیز اِس بہانے طلبہ افتاء کو بھی تمرین ومراجعت کی توفیق نصیب ہوئی، جس کے نتیجہ میں ایک وقیع علمی وفقہی مواد جمع ہو گیا ہے۔

خداوندِ کریم ان سب طلبہ کے علم وعمل میں ترقی عطا فرمائیں، اورآں عزیز کومزید اِفادہ کی توفیق مرحمت فرمائیں، آمین۔

فقط واللہ الموفق

احقر محمد عثمان عفی عنہ

خادم تدریس دارالعلوم دیوبند

یکم شعبان المعظم ۱۴۳۷ھ

رائے عالی:

مکرم ومحترم حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی زید مجدہم

صدر مفتی واُستاذِ حدیث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

الحمد للّٰہ و کفی و سلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ، أما بعد !

حضرت اَقدس مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری دامت برکاتہم کے ’’درسی سوال وجواب‘‘ سرسری طور پر دیکھنے کی سعادت حاصل ہوئی، جس میں طلبۂ دورۂ حدیث شریف نے اثناء درس سوالات پیش کئے، اور مفتی صاحب موصوف نے اُن کے جوابات دئے، پھر طلبہ دارالافتاء ۳۷-۱۴۳۶ھ کے ذریعہ سے اِن مسائل کو کتابوں کے حوالہ کے ساتھ درج کیا گیا، جس سے ہر مسئلہ مدلل اور مستحکم بنتا چلا گیا۔ الحمد للہ اَب یہ سوال وجواب کتابی شکل میں بہت بہترین انداز سے ناظرین کے سامنے پیش کئے جارہے ہیں۔

اِس میں سوالات جمع کرنے والے خاص طور پر دورۂ حدیث شریف کے طالبِ علم مولوی ضیاء الرحمٰن آسامی سلمہ اوراُن کے ساتھیوں کی کوشش شامل رہی ہے۔

اِسی طرح مسائل کو مدلل کرکے عربی عبارتوں کو جمع کرنے میں طلبہ افتاء کی محنت شامل رہی ہے، اور اُنہی کی محنت کے ذریعہ سے مسائل مدلل ومبرہن ہوکر سامنے آئے ہیں، اِس لئے یہ سارے طلبہ حوصلہ افزائی کے مستحق ہیں۔

اللہ تعالیٰ اِن سب طلبہ کو حدیث وفقہ میں اچھی مناسبت پیدا کرکے خدمتِ دین کے لائق بنائے، اور اِس کتاب کو شرفِ قبولیت اور محنت کرنے والوں کے لئے ذریعۂ نجات بنائے، آمین۔

والسلام
شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
خادم جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد
۱۳؍شعبان ۱۴۳۷ھ بروز بدھ

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

حسنِ ترتیب

مسائلِ نماز	۵۳

مسائلِ سجدۂ سہو ۶۸

متعلقاتِ امامت ۸۲

صف بندی کے مسائل ۸۵

سنن ونوافل ۸۹

مسائلِ تراویح ۹۵

جمعہ کے اَحکام — ۱۰۶

مسائلِ عیدین — ۱۱۴

سجدۂ تلاوت ۱۲۲

مسافر کے اَحکام ۱۲۴

ذکر و دعا ۱۳۵

مسائلِ جنازہ ۱۳۷

مسائلِ روزہ ۱۷۷

مسائلِ اعتکاف ۲۰۲

مسائلِ صدقۂ فطر ۲۲۲

مسائلِ حج ۲۲۶

مسائلِ نکاح ۲۴۴

مسائلِ مہر ۲۶۱

مسائلِ رضاعت ۲۶۶

مسائلِ عزل ۲۷۱

مسائلِ طلاق وغیرہ ۲۷۶

مسائلِ عدت ۲۸۷

اَحکامِ مساجد و مدارس ۲۹۰

مسائلِ بیوع ۳۰۸

مسائلِ سود ۳۱۲

مسائلِ رہن ۳۲۱

اِجارہ کے مسائل ۳۲۴

صید و ذبائح ۳۲۸

مسائلِ اُضحیہ ۳۳۸

مسائلِ عقیقہ ۳۴۶

حظر و اِباحت ۳۴۹

سلام ومصافحہ ۳۶۰

متفرقات ۳۶۳

مسائلِ طہارت

موبائل کی اسکرین پر بلا وضو قرآنی کلمات پر ہاتھ لگانا

سوال (۱):- اسکرین ٹچ موبائل میں جب قرآنِ کریم کھلا ہوا ہوتو بغیر وضو کے اُس کی اسکرین پر انگلی رکھ کر قرآن پڑھ سکتا ہے؟

جواب :- جب اسکرین پر قرآنی آیات واضح ہوں، تو بغیر وضو اسکرین پر انگلی رکھ کر قرآن پڑھنا جائز نہیں ہے؛ بلکہ اس وقت موبائل پر بھی بلا وضو ہاتھ رکھنا صحیح نہیں ہے۔ (کتاب النوازل ۳/۱۰۷)

ويمنع مسه أي القرآن ولو في لوح، أو درهم أو حائط ...... بغلافه المنفصل، أي كالجراب والخريطة دون المتصل كالجلد المشرز هو الصحيح، وعليه الفتوىٰ؛ لأن الجلد تبع له. (شامي، كتاب الطهارة / باب الحيض ۱/٤۸۸ زكريا)

نماز کے دوران ریاح خارج ہونے کا وسوسہ

سوال (۲):- جب کوئی شخص رکوع یا سجدہ میں جاتا ہے تو اپنی مقعد میں ہوا محسوس کرتا ہے، اور جب کھڑا ہوتا ہے یا بیٹھتا ہے، تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ ہوا باہر نکل گئی ہے، تو کیا حکم ہے؟

جواب :- مسئولہ صورت میں جب تک ریاح خارج ہونے کا یقین یا غالب گمان نہ ہوجائے، اُس وقت تک وضو نہ ٹوٹے گا، محض وسوسہ کا اعتبار نہیں ہے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا

وضوء إلا من صوت أو ريح.

وفي رواية عنه: إذا كان أحدكم في المسجد فوجد ريحًا بين إليتيه فلا يخرج حتى يسمع صوتًا أو يجد ريحًا. (سنن الترمذي، أبواب الطهارة / باب ما جاء في الوضوء من الريح ۲۳/۱)

وقال العلامة الكشميري في هامشه: قوله: "لا وضوء إلا من صوت أو ريح" كناية عن تيقن الحدث. (العرف الشذي علىٰ جامع الترمذي ۲۳/۱ المكتبة الأشرفية ديوبند)

○ گلہری کا جھوٹا پاک ہے یا ناپاک؟

سوال (۳):- گلہری کا جھوٹا پاک ہے یا ناپاک؟

جواب:- گلہری چوہے کے درجہ میں ہے، اُس کا جھوٹا پاک مگر مکروہ ہے۔

وسؤر ما يسكن البيوت كالحية والفأرة مكروه؛ لأن حرمة اللحم أوجبت نجاسة السؤر إلا أنه سقطت النجاسة لعلة الطواف، فبقيت الكراهة.

(الهداية، كتاب الطهارة / باب الماء الذي يجوز به الوضوء ۱۴۵/۱)

وسؤر سواكن البيوت مما له دم سائل كالفأرة والحية والوزغة مكروه للزوم طوافها. (مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي، كتاب الطهارة / فصل في بيان أحكام السؤر ۳۲)

مسائلِ اَذان واِقامت

وقت سے قبل دی گئی اذان کا حکم

سوال(۴):- اگر وقت سے پہلے اذان دے دی تو کیا حکم ہے؟

جواب:- وقت ہونے کے بعد دوبارہ اذان دی جائے گی۔ (کتاب المسائل ۱/۲۵۲، احسن الفتاویٰ ۲/۲۹۰)

وأما بيان وقت الأذان والإقامة فوقتهما ما هو وقت الصلوات المكتوبات حتى لو أذن قبل دخول الوقت لا يجزئه ويعيده إذا دخل الوقت في الصلوات كلها في قول أبي حنيفة ومحمد. (بدائع الصنائع ۱/۳۸۱ زكريا)

تقديم الأذان على الوقت في غير الصبح لا يجوز اتفاقًا، وكذا في الصبح عند أبي حنيفة ومحمد رحمهما اللّٰه تعالىٰ، وإن قدم يعاد في الوقت. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الصلاة / الباب الثاني في الأذان ۱/۵۳)

فيعاد أذان وقع بعضه قبله كالإقامة أي في أنها تعاد إذا وقعت قبل الوقت.

(شامي، كتاب الصلاة / باب الأذان، مطلب في المواضع التي يندب لها الأذان ۲/۵۰ زكريا)

اذان واِقامت اور نماز کی نیت سے قبل بسم اللہ پڑھنا

سوال(۵):- اذان واِقامت اور نماز کی نیت کرتے وقت بسم اللہ پڑھنا کیسا ہے؟

جواب:- اَذان واِقامت سے قبل بسم اللہ پڑھنا اچھا ہے، مگر بلند آواز سے نہ پڑھے۔

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: كل كلامٍ أو أمر ذي بال لا يفتح بذكر اللّٰه عزوجل فهو أبتر، أو قال: أقطع.

(المنسد للإمام أحمد بن حنبل ٣٥٩/٢ رقم: ٨٦٩٧ دار الحديث القاهرة)

وقد روى هٰذا الحديث عدة أصحاب المتون بألفاظه المختلفة من طرق مختلفة، فانظر: (رواه ابن ماجة، كتاب النكاح / باب خطبة النكاح ١٣٦/١ رقم: ١٨٩٤ دار الفكر بيروت، وأبوداؤد، كتاب الأدب / باب الهدي في الكلام رقم: ٤٨٤٠ دار الفكر بيروت، والنسائي في السنن الكبرىٰ / باب ما يستحب من الكلام عند الحاجة ١٢٧/٦ رقم: ١٠٣٢٨، والطبراني في المعجم الكبير ٧٢/١٩ رقم: ١٤١ دار إحياء التراث العربي بيروت، والدار قطني / أول كتاب الصلاة ٢٣٥/١ رقم: ٨٧٣ دار الكتب العلمية بيروت، والبيهقي في شعب الإيمان ٩٠/٤ رقم: ٤٣٧٢ دار الكتب العلمية بيروت)

○ ایک مؤذن کا کئی مسجدوں میں اَذان دینا

سوال (٦):- ایک مؤذن تین چار مسجدوں میں اذان دے سکتا ہے یا نہیں؟

جواب:- ایک مؤذن کا کئی مسجدوں میں اَذان دینا مکروہ ہے۔ (کتاب المسائل ۲۵۳/۱، احسن الفتاویٰ ۲۹۰/۲، فتاویٰ رحیمیہ ۱۵/۳)

ویکره أن یؤذن في مسجدین؛ لأنه یکون في إحداهما داعیًا إلیٰ ما لا یفعل. (حلبي كبير ٣٧٦، الفتاوىٰ التاتارخانية ١٤٦/٢ زكريا، الدر المختار ١٧١/٢ زكريا، صغيري ١٩٧)

○ ٹرین میں نماز باجماعت کے وقت اَذان کا حکم

سوال (۷):- کیا ٹرین میں جماعت سے نماز پڑھنے کی صورت میں اذان دی جائے گی؟

جواب:- ٹرین میں بھی جماعت کے لئے اَذان دینی چاہئے، اور اگر صرف اِقامت پر اکتفاء کریں، تو اس کی بھی گنجائش ہے۔ (کتاب المسائل ۲۵۵/۱)

فان کان مسافرًا یکره له ترکهما معًا، وإن ترک الأذان واکتفی بالإقامة جاز. (حلبي كبير ٣٧٢، البحر الرائق ٤٦٠/١، الدر المختار ٥٨/٢ بيروت، ٦٣/٢ زكريا)

○ بیٹھ کر اَذان دینا

سوال (۸):- کیا اَذان کھڑے ہوکر دینا ضروری ہے؟ بیٹھ کر دے سکتا ہے یا نہیں؟

جواب:- بلاعذر بیٹھ کر اَذان دینا مکروہ ہے، اِعادہ مستحب ہے۔ (کتاب المسائل ۱/۲۵۵، کتاب النوازل ۳/۳۰۳)

عن عطاء رحمه اللّٰه: أنه كره أن يؤذن وهو قاعدٌ إلا من عذر. (المصنف لابن أبي شيبة ٣٤٣/٢ رقم: ٢٢٣٢ المجلس العلمي بيروت)

عن عبد الجبار بن وائل عن أبيه قال: حق وسنة مسنونة أن لا يؤذن إلا وهو طاهر، ولا يؤذن إلا وهو قائم. (السنن الكبرىٰ للإمام البيهقي، كتاب الصلاة / باب لا يؤذن إلا وهو طاهر ٧٤٢/١ رقم: ١٨٥٩ دار الحديث القاهرة)

ويكره أن يؤذن قاعدًا. (حلبي كبير ٣٧٥ المكتبة الأشرفية ديوبند)

ولو أذن لا يعاد. (الفتاوىٰ التاتارخانية ١٤٥/٢ رقم: ١٩٨٣ زكريا، بدائع الصنائع ٣٧٤/١، الدر المختار مع الشامي ٦٠/٢ زكريا، البحر الرائق ٢٦٣/١ كوئٹه)

○ جلسہ کے لاؤڈ اِسپیکر سے مسجد کی اَذان دینا

سوال (۹):- اگر مسجد کے بغل میں کوئی جلسے وغیرہ کی محفل لگی ہوئی ہو، جس میں مائک کا انتظام ہو، تو اس مائک سے مسجد کی اَذان دے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:- اگر یہ جلسہ مسجد کے قریب ہو تو اُس کے مائک سے اذان دے سکتے ہیں، یہ اذان مسجد کی ہی مانی جائے گی۔ (کتاب النوازل ۳/۲۸۹-۲۹۱، فتاویٰ ریاض العلوم ۲/۲۸۵)

عن عروة بن الزبير عن امرأة من بني النجار قالت: كان بيتي من أطول بيت حول المسجد، فكان بلال يؤذن عليه الفجر ......الخ. (سنن أبي داؤد، كتاب الصلاة / باب الأذان فوق المنارة ٧٧/١ رقم: ٥١٩)

وينبغي أن يؤذن على المئذنة أو خارج المسجد، ولا يؤذن في المسجد كذا في فتاوىٰ قاضي خان. والسنة أن يؤذن في موضع عال يكون أسمع لجيرانه ويرفع صوته ولا يجهد نفسه، كذا في البحر. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الصلاة / الباب

الثاني في الأذان، كلمات الأذان والإقامة وكيفيتهما ۱/ ۵۵)

فيه استحباب رفع الصوت بالأذان ليكثر من يشهد له ولو أذن على مكان مرتفع ليكون أبعد لذهاب الصوت، وكان بلال رضي الله عنه يؤذن على بيت امرأة من بني نجار، بيتها أطول بيت حول المسجد. (عمدة القاري ۵/ ۱۱۵ بيروت، شامي / باب الأذان ۱/ ۳۸۴ كراچی، الفتاویٰ التاتارخانية ۲/ ۱۳۸ رقم: ۱۹۶۵ زكريا، البحر الرائق / باب الأذان ۱/ ۲۵۵ كوئٹه)

○ بیماری کی بناپر مؤذن کا اذان کے بعد گھر چلے جانا

سوال (۱۰):- مؤذن بیمار ہونے کی بناپر اذان دے کر گھر چلا جاتا ہے اور جماعت کے ساتھ نماز نہیں پڑھتا؟

جواب:- بیماری کے عذر کی وجہ سے مذکورہ مؤذن اذان کے بعد گھر جا سکتا ہے۔

عن أبي الشعثاء قال: خرج رجل من المسجد بعد ما أذن فيه بالعصر، فقال أبو هريرة رضي الله عنه: أما هٰذا فقد عصیٰ أبا القاسم صلى الله عليه وسلم.

قال أبو عيسىٰ: وعلىٰ هٰذا العمل عند أهل العلم من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم ومن بعدهم أن لا يخرج أحد من المسجد بعد الأذان إلا من عذرٍ أن يكون على غير وضوء أو أمر لا بُدَّ منه. (سنن الترمذي، أبواب الصلاة / باب ما جاء في كراهية الخروج من المسجد بعد الأذان ۱/ ۵۰)

○ فجر کی اَذان میں ''الصلوٰۃ خیر من النوم'' چھوٹ گیا

سوال(۱۱):- فجر کی اذان میں ''الصلوٰۃ خیر من النوم'' بھولے سے چھوٹ جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب :- اَذان مکمل ہونے سے پہلے یاد آجائے تو دہرالے، ورنہ دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ (مستفاد: کتاب المسائل ۱/ ۲۵۶)

وبعد فلاح الفجر الصلاة خير من النوم مرتين. قوله: بعد فلاح الخ فيه ردّعلى من يقول إن محله بعد الأذان بتمامهٖ وهو اختيار الفضلي، بحر عن

المستصفیٰ. (الدر المختار مع الشامي ۲/ ۵٤ زکریا)

○ بیک وقت کئی اذانیں سنے تو کس کا جواب دے؟

سوال (۱۲):- اگر کئی مسجد کی اذان بیک وقت سنائی دیں تو جواب کیسے دیں؟

جواب :- اپنی قریبی مسجد جہاں نماز پڑھنے کا اِرادہ ہے اُس کی اذان کا جواب دیں۔

(کتاب المسائل ۱/ ۲۵۸)

والـذي ینبغي إجابة الأول سواء کان مؤذن مسجده أو غیره، فإن سمعهم معًا أجاب معتبرًا کون إجابته لمؤذن مسجده، ولو لم یعتبر ذٰلک جاز. (شامي، کتاب الصلاة / باب الأذان ۲/ ۷۰ زکریا)

سئل ظهیر الدین عمن سمع الأذان فی وقت واحد من الجهات ماذا یجب علیه؟ قال: إجابة أذان مسجده بالفعل. (الفتاویٰ التاتارخانیة، کتاب الصلاة / باب الأذان، فصل في المتفرقات ۲/ ۱۵٤ رقم: ۲۰۱۱ زکریا، مجموعة المسائل ۱۷۵، حلبی کبیر ۳۷۹ المکتبة الأشرفیة دیوبند، فتح القدیر ۱/ ۲۵٤)

○ جو شخص پہلے سے مسجد میں موجود ہو، کیا وہ اذان کا جواب دے گا؟

سوال (۱۳):- جو شخص اَذان سے پہلے مسجد میں ہے، وہ اَذان کا جواب دے گا یا نہیں؟

جواب:- اُس پر اذان کا جواب دینا مستحب اور موجبِ ثواب ہے۔

ولو کان في المسجد فلیس علیه أن یجیب باللسان، حاصله: نفي وجوب الإجابة باللسان، وبه صرح جماعة وأنه مستحب، قالوا: إن قال: نال الثواب الموعود وإلا لم ینل. (فتح القدیر / باب الأذان ۱/ ۲٤۸، إمداد الأحکام ۲/ ٤۷)

○ مسجد میں موجود شخص حیعلتین کے جواب میں کیا کہے؟

سوال (۱۴):- جو شخص مسجد میں حاضر ہو وہ ''حی علی الصلوٰۃ'' اور حی علی الفلاح'' کے جواب میں کیا کہے گا؟

جواب:- ''لاحول ولاقوۃ الا باللہ'' ہی کہے گا۔

یجب علی السامعین عند الأذان الإجابة، وهي أن یقول مثل ما قال المؤذن، إلا في قوله ''حي علی الصلاة، حي الفلاح''؛ فإنه یقول مکان حي علی الصلاة: ''لا حول ولا قوة إلا باللّٰه العلي العظیم'' ومکان قوله: ''حي الفلاح'' ما شاء اللّٰه کان ولم یشأ لم یکن. (الفتاویٰ الهندیة، الباب الثاني / الفصل الثاني في کلمات الأذان والإقامة وکیفیتهما ۵۷/۱)

إلا في الحیعلتین فیحوقل أي یقول: ''لا حول ولا قوة إلا باللّٰه''. (شامي ۶۷/۲)

○ اَذان میں شہادتین کے جواب میں ''صلی اللہ علیہ وسلم'' پڑھنا

سوال (۱۵):- مؤذن جب ''اشہدان محمداً رسول اللہ'' پڑھتا ہے، تو بعض لوگ ''صلی اللہ علیہ وسلم'' پڑھتے ہیں، کیا یہ صحیح ہے؟

جواب:- کلمۂ شہادت کے جواب میں صرف ''اشہدان محمداً رسول اللہ'' پڑھیں؛ کیوں کہ اِس وقت ''صلی اللہ علیہ وسلم'' پڑھنا ثابت نہیں ہے؛ بلکہ اذان کے ختم پر دعائے وسیلہ پڑھی جائے گی جو اعلیٰ درجہ کا درود شریف ہے۔ (مستفاد: کتاب النوازل ۳۹۰/۳، فتاویٰ قاسمیہ ۴۵۴/۵)

عن عمر بن الخطاب رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: إذا قال المؤذن: ''اللّٰه أکبر، اللّٰه أکبر'' فقال أحدکم: اللّٰه أکبر اللّٰه أکبر، ثم قال: ''أشهد أن لا إلٰه إلا اللّٰه'' قال: أشهد أن لا إلٰه إلا اللّٰه، ثم قال: ''أشهد أن محمدًا رسول اللّٰه'' قال: ''أشهد أن محمدا رسول اللّٰه'' ثم قال: ''حي علی الصلاة'' قال: لا حول ولا قوة إلا باللّٰه، ثم قال: ''حي علی الفلاح'' قال: لا حول ولا قوة إلا باللّٰه، ثم قال: ''اللّٰه أکبر اللّٰه أکبر'' قال: اللّٰه أکبر اللّٰه أکبر، ثم قال: ''لا إلٰه إلا اللّٰه'' قال: لا إلٰه إلا اللّٰه من قلبه دخل الجنة. (صحیح مسلم، کتاب الصلاة / باب استحباب القول مثل قول المؤذن ۱۶۷/۱ رقم: ۳۸۵، السنن الکبریٰ للبیهقي ۶۰۲/۱ رقم: ۱۹۲۶،

الترغيب والترهيب ۲۵٤/۱، رقم: ۳۸٦)

عن جابر بن عبد اللّٰه رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: من قال حين يسمع النداء: ''اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّآمَّةِ وَالصَّلاةِ الْقَآئِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَاماً مَّحْمُوْداً الَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ'. حلت له شفاعتي يوم القيامة. (صحيح البخاري، كتاب الأذان / باب الدعاء عند النداء ۸٦/۱ رقم: ٦۰٦، سنن أبي داؤد رقم: ۵۲۹)

○ اِقامت کب شروع کی جائے؟

سوال (۱٦):- اِقامت کب پڑھی جائے گی؟ امام مصلیٰ پر کھڑے ہوجائے تب، یا آتے ہوئے دیکھے تب؟

جواب :- جب امام صاحب کو آتے ہوئے دیکھے اُس وقت تکبیر شروع کی جائے۔

(کتاب النوازل ۳۵٦/۳)

إن بلالاً كان يرقب خروج النبي صلى اللّٰه عليه وسلم فأول ما يراه يشرع في الإقامة. (بذل المجهود ۱۱۵/٤)

○ اِقامت کے دوران مقتدی کب کھڑے ہوں؟

سوال (۱۷):- جب جماعت کیلئے مؤذن تکبیر پڑھے، تو مقتدی کب کھڑے ہوں گے؟

جواب :- فتاویٰ عالمگیری میں اس کی تفصیل یہ لکھی ہے کہ امام اگر پیچھے سے آرہا ہو، تو جس صف سے گذرتا چلا جائے گا، اُس صف کے نمازی کھڑے ہوتے جائیں گے۔

دوسری شکل یہ ہے کہ اِمام صاحب آگے سے آرہے ہیں، تو جس کی نظر پڑے گی وہ کھڑا ہوتا چلا جائے گا۔

تیسری شکل یہ ہے کہ امام صاحب پہلے سے وہاں موجود ہیں، اور نمازی سب صفوں میں بیٹھے ہوئے ہیں، تو فقہاء نے لکھا ہے کہ جب مؤذن تکبیر میں ''حی علی الصلوٰۃ'' کہے، تو اس وقت مقتدی نماز کے لئے کھڑے ہوں؛ تاکہ مؤذن کی دعوت اور مقتدیوں کے کھڑے ہونے میں

مطابقت ہو جائے۔

یہ ہے ''حی علی الصلوٰۃ'' پر کھڑے ہونے کا راز؛ البتہ یہ محض آداب میں سے ہے، کریں تو اچھا ہے نہ کریں تو کوئی نکیر نہیں۔

اور اِس اَدب کی تشریح کرتے ہوئے حنفیہ کے ایک بہت بڑے فقیہ حضرت امام طحطاویؒ نے اپنی کتاب ''طحطاوی علی الدر المختار'' میں لکھا ہے کہ یہ جو کھڑے ہونے کی بات ہے، یہ ''احترازًا عن التاخیر'' ہے، یعنی فقہاء کی عبارت کا مقصد یہ ہے کہ ''حی علی الصلوٰۃ'' سے کھڑے ہونے میں تاخیر نہ کی جائے، اور پہلے کھڑے ہونے میں کوئی ممانعت نہیں ہے۔

مگر رضا خانیوں اور بریلویوں نے اس مسئلہ کو اپنی خاص پہچان بنالیا ہے، حالاں کہ اُن کا یہ عمل اَحادیثِ شریفہ کے سراسر خلاف ہے، اِس بارے میں ہماری طرف سے دو چیلنج ہیں:

(۱) نماز پڑھانے کے لئے امام صاحب کمرے سے آئیں اور آکر پہلے مصلیٰ پر بیٹھ جائیں، پھر تکبیر شروع ہو، پورے ذخیرۂ حدیث میں کہیں سے اِس کا ثبوت پیش کیا جائے۔

(۲) جمعہ کی نماز میں خطبہ ختم ہونے کے بعد امام صاحب مصلیٰ پر بیٹھ جائیں، پھر تکبیر شروع ہو، اور ''حی علی الصلوٰۃ'' پر اِمام اور مقتدی کھڑے ہوں، پورے دورِ صحابہ، دور تابعین، تبع تابعین میں کہیں سے ثبوت لے کر آئیں؟ پیغمبر علیہ السلام کبھی خطبہ کے بعد مصلیٰ پر نہیں بیٹھے؛ بلکہ خطبہ ختم ہونے کے بعد سیدھے مصلیٰ پر نماز پڑھانے کے لئے تشریف لے جاتے تھے، اس کے بعد تکبیر ہوتی اور نماز شروع ہو جاتی، اور عام نمازوں میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حجرۂ مبارکہ سے تشریف لاتے، سیدنا حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھتے ہی تکبیر پڑھنا شروع کر دیتے، اور سب صحابہ رضی اللہ عنہم اُسی وقت صفوں میں کھڑے ہو جاتے تھے، اِس لئے ''حی علی الصلوٰۃ'' پر کھڑے ہونے پر اصرار خلافِ سنت ہے۔ (کتاب النوازل ۳۷۲/۳، فتاویٰ قاسمیہ ۵۰۲/۵-۵۱۱، فتاویٰ ریاض العلوم ۳۱۹/۲، فتاویٰ رحیمیہ ۱۰۴/۴)

إن كان المؤذن غير الإمام، وكان القوم مع الإمام في المسجد؛ فإنه يقوم الإمام والقوم إذا قال المؤذن حي على الفلاح عند علمائنا الثلاثة وهو الصحيح.

فأما إذا كان الإمام خارج المسجد، فإن دخل المسجد من قبل الصفوف فكلما جاوز صفا قام ذٰلک الصف، وإليه مال شمس الأئمة الحلواني والسرخسي وشيخ الإسلام خواهر زاده. وإن كان الإمام دخل المسجد من قدّامهم يقومون كما رأوا الإمام. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الأذان / الباب الثاني، الفصل الثاني ٥٧/١ المكتبة الماجدية)

والقيام لإمام ومؤتم الخ، مسارعة لامتثال أمره، والظاهر أنه احتراز عن التأخير لا التقديم، حتى لو قام أول الإقامة لا بأس. (طحطاوي على الدر المختار، كتاب الصلاة / باب صفة الصلاة ٢١٥/١)

والظاهر أن التسوية لا تمكن إلا بقيام المأمومين، فإذن يجب أن يقوموا قبل الإقامة أو في وسطها؛ فإن تسوية الصفوف واجبة من إقامة الصلاة وتمامها، فما يفعله الجهلة من الناس أو المغترون بظاهر ما نقل من الأئمة في الكتب بدون أن يتأملوا مغزاه لا عبرة به. ومن الجهل الفاضح والغباوة الفاحشة أن الإمام يأتي المصلیٰ والمحراب والمؤذن يأخذ في الإقامة فيجلس الإمام وينتظر وصول المؤذن إلیٰ قوله: ”حي على الفلاح“ ثم يقوم، فهٰذا لم يثبت، ولن يثبت بدليل ولا شبه دليل، والله يقول الحق وهو يهدى السبيل. (معارف السنن للإمام العلامة أنور شاه الكشميريؒ ٢١٢/٢ المكتبة الأشرفية ديوبند، فتح الملهم ١٨٤/٢ المكتبة الأشرفية ديوبند)

○ اِقامت کے الفاظ کتنے سانس میں کہے جائیں؟

سوال (۱۸):- اِقامت کے الفاظ کتنے سانس سے ادا کئے جائیں گے؟

جواب :- اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر، ایک سانس میں اور شہادتین ایک سانس میں اور حیعلتین ایک ایک سانس میں جزم کے ساتھ کہے جائیں؛ البتہ ”قد قامت الصلوٰۃ“ الگ الگ سانس میں پڑھا جائے۔ (فتاویٰ قاسمیہ ۵/ ۷۴، کتاب المسائل ۱/ ۲۶۱)

وأن يؤتر الإقامة، أي الإيتار في النفس والصوت، لا في الكلمات، إلا

الإقـامة، فيقول: قد قامت الصلاة في نفسين مترسلا؛ لأنه هو روح الإقامة. (إعلاء السـنـن، كتـاب الـصـلاة / مبحث تثنية الإقامة ۹۸/۲ كراچی، فيض الباري، كتاب الأذان / ترجيع الأذان وإفراد الإقامة ۱٦٠/۲ كوئٹه)

○ کیا اِقامت میں حیعلتین پر چہرہ گھمایا جائے گا؟

سوال (۱۹):- حی علی الصلوٰۃ اورحی علی الفلاح کے وقت کیا اِقامت میں بھی گھومنا پڑے گا؟

جواب :- دونوں طرح کے اَقوال ہیں بعض نے چہرہ گھمانے کو ترجیح دی ہے، اور بعض نے چہرہ نہ گھمانے کے قول کو راجح کہا ہے۔ (مستفاد: کتاب المسائل ۱/۲۶۲، کتاب النوازل ۳/۳۵۱)

وأطـلق في الالتفات، ولم يقيده بالأذان، و قدمنا عن الغنية: أنه يحول في الإقـامة أيـضًـا، وفـي السـراج الـوهـاج: لا يحول فيها؛ لأنها لإعلام الحاضرين، بـخـلاف الأذان فإنه إعلام للغائبين، وقيل: يحول إذا كان الموضع متسعًا. (البحر الرائق / باب الأذان ۱/٤٥٠ زكريا، كذا في النهر الفائق ۱/۱۷٤ ملتان)

○ نماز کی تکبیر کی وجہ سے شیطان کیوں نہیں بھاگتا؟

سوال (۲۰):- ایک بات سمجھ میں نہیں آتی کہ جب مؤذن اللہ کا نام پکارتا ہے تو شیطان دور بھاگتا ہے، مگر جب امام صاحب نماز میں اللہ کا نام لیتا ہے تو وہ نہیں بھاگتا، ایسا کیوں؟

جواب :- حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شیطان نفس تکبیر سے نہیں بھاگتا؛ بلکہ اَذان واقامت میں جو کلمات کہے جاتے ہیں، اُن کو سننے کی وہ تاب نہیں رکھتا، اور میلوں دور چلا جاتا ہے۔ اور غالبًا اِس کی وجہ یہ ہے کہ اِن کلمات میں دعوت الی الخیر کے معنی پائے جاتے ہیں، جس سے شیطان کو زیادہ تکلیف ہوتی ہے۔ اِس کے برخلاف نماز کی تکبیراتِ انتقالیہ میں یہ معنی متحقق نہیں ہے؛ بلکہ اُن تکبیرات کا مقصد صرف نماز میں ایک رکن سے دوسرے رکن کی طرف منتقل ہونے کی خبر دینا ہوتا ہے، اُن میں دعوت کے معنی نہیں پائے جاتے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عن أبي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إذا

نـودي للصلاة أدبـر الشيـطـانُ ولـه ضـراطٌ، حتـى لا يسـمع التأذين، فإذا قضى التـأذيـن أقـبـل، حتـى إذا ثُـوّب بـالصلاة أدبر، حتى إذا قُضي التثويب أقبل، حتى يـخـطـر بيـن الـمرء ونفسه يقول له: أذكر كذا واذكر كذا لما لم يكن يذكر من قبل، حتى يظل الرجل ما يدري كم صلّى؟. (صحيح مسلم ١٦٨/١ رقم: ٣٨٩)

قـال الـنـووي: إنـمـا يُـدبر الشيطان لعظم أمر الأذان لما اشتمل عليه من قواعد التوحيد وإظهار شعائر الإسلام وإعلانهٖ. وقيل: ليأسهٖ من وسوسة الإنسان عند الإعلان بالتوحيد. (شرح النووي على صحيح مسلم ١٦٧/١)

○ بچے کے کان میں اذان دیتے وقت کان میں اُنگلی ڈالنا؟

سوال (۲۱):- بچے کے کان پر اَذان دیتے وقت کان پر اُنگلی رکھے گا یا نہیں؟

جواب:- بچہ کے کان میں اَذان دیتے وقت کانوں میں اُنگلیاں دینا مسنون نہیں ہے (کیوں کہ وہاں بلند آوازی مطلوب نہیں ہے) لہٰذا اُس وقت کان پر ہاتھ نہ رکھ کر اَذان دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (کتاب المسائل ۲۶۱/۱، احسن الفتاویٰ ۲۷۸/۲)

الـمستـفـاد: ويجعل ندبًا أصبعيه في صماخ أذنيه، فأذانه بدونهٖ حسنٌ وبهٖ أحسـنُ (الـدر الـمـختار) لقوله صلى اللّٰه عليه وسلم لبلالٍ رضي اللّٰه عنه: إجعل أصبعيک في أذنيک؛ فإنه أرفع لصوتک الخ. (الدر المختار مع الشامي ٥٤/٢ زكريا)

○ کیا عورت بچے کے کان میں اذان دے سکتی ہے؟

سوال (۲۲):- اگر گھر میں مرد موجود نہ ہوں تو عورت بچے کے کان میں اذان دے سکتی ہے یا نہیں؟

جواب:- عورت بچے یا بچی کے کان میں اَذان دے سکتی ہے، اِس میں کوئی حرج نہیں، اور نماز والی اذان عورت کے لئے دینا اِس لئے مکروہ ہے کہ اُس میں اُس کی آواز غیروں کے سامنے بلند ہوتی ہے، جس سے منع کیا گیا ہے۔ اور بچہ کے کان میں اذان دینے میں نہ تو بے پردگی ہے اور

نہ آواز دوسرے غیر مردوں تک پہنچتی ہے، اِس لئے اِس میں کوئی حرج نہیں۔ (فتاویٰ قاسمیہ ۲۲/۵۶۰، فتاویٰ محمودیہ ۹/۱۶۰ میرٹھ)

المستفاد: وأذان إمرأة؛ لأنها إن خفضت صوتها أخلت بالإعلام، وإن رفعته ارتكبت معصيةً؛ لأنه عورة (مراقي الفلاح) قال الطحطاوي: قوله: إنه عورة ضعيفٌ، والمعتبر أنه فتنة. (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح ۱۹۹ أشرفية ديوبند)

فيكره أذان المرأة باتفاق الروايات؛ لأنها إن رفعت صوتها فقد ارتكبت معصيةً، وإن خفضت فقد تركت سنة الجهر ......، ولو أذنت للقوم أجزأهم، حتى لا تُعادَ لحصول المقصود، وهو الإعلام ...... الخ. (بدائع الصنائع ۱/۳۷۲ زكريا، ۱/٦٤٥ بيروت)

مسائلِ نماز

○ قبلہ کی طرف رخ کرنے کی حکمت

سوال (۲۳):- اگر کوئی کافر یہ کہے کہ تم لوگ قبلہ کی طرف رخ کیوں کرتے ہو؟ تو کیا کہیں؟

جواب:- اِس کا صاف جواب یہ ہے کہ ہم اللہ کے بندے ہیں، اُس نے جس طرف رخ کرنے کا حکم دیا، ہم اُس جانب رخ کرنے کے پابند ہیں، اور ہماری نظر میں قبلہ اصل نہیں؛ بلکہ ربِّ قبلہ کا حکم اصل ہے۔ قبلہ تو دراصل پوری اُمت کے لئے یکجہتی کا ایک عنوان ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ’’مشرق ومغرب سب اللہ ہی کی ملکیت میں ہے، تم جدھر بھی رخ کروگے اُدھر ہی اللہ تعالیٰ موجود ہے‘‘۔ (البقرہ:۱۱۵)

اِسی حقیقت کو اُجاگر کرنے کے لئے ہجرت کے بعد پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مسجد اقصیٰ کی طرف نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا، اور پھر ۱۶/ یا ۱۷/ مہینے کے بعد بیت اللہ شریف کی طرف رخ کرنے کا حکم ہوا؛ تاکہ یہ حقیقت ذہن نشیں ہوجائے کہ قبلہ معبود نہیں؛ بلکہ ربِّ قبلہ معبود ہے۔

اور رہ گئی معترض کی بات تو اُس کو کوئی مطمئن نہیں کرسکتا؛ کیوں کہ اگر ہم دوسری طرف رخ کرتے پھر وہ کہتے کہ ادھر کیوں رخ کرلیا؟ (کتاب النوازل ۴۲۹/۳)

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِکَ فِی السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّیَنَّکَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا فَوَلِّ وَجْهَکَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَحَیْثُ مَا کُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَکُمْ شَطْرَهٗ﴾ [البقرة، جزء آیت: ١٤٤]

عن ابن عباس رضي الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال:

البيت قبلة لأهل المسجد، والمسجد قبلة لأهل الحرم، والحرم قبلة لأهل الأرض في مشارقها ومغاربها من أمتي. (السنن الكبرىٰ للبيهقي، كتاب الصلاة / باب من طلب باجتهاده جهة الكعبة ٦٩/٢ رقم: ٢٢٣٤ دار الحديث القاهرة)

○ مغرب کی فرض نماز میں تحیۃ الوضوو غیرہ کی نیت کرنا

سوال (۲۴):- مغرب کی نماز میں تحیۃ المسجد اور تحیۃ الوضو کی نیت سے شریک ہوسکتے ہیں یانہیں؟

جواب :- مغرب کی نماز میں ضمناً تحیۃ المسجد کی نیت کرسکتے ہیں، اِس سے تحیۃ المسجد کا ثواب بھی مل جائے گا۔ (احسن الفتاویٰ ۴/ ۴۸۱، کتاب المسائل ۱/ ۴۹۶، دینی مسائل اور اُن کا حل ۱۱۹)

ویسن تحیة رب المسجد وهي ركعتان، وأداء الفرض أو غيره. وكذا دخوله بنية فرض أو اقتداء ينوب عنها بلا نية (الدر المختار) قال في النهر: وينوب عنها كل صلاة صلاّها عند الدخول فرضًا كانت أو سنة ...... قال في الحلية: لو اشتغل داخل المسجد بالفريضة غيرنا وللتحية قامت تلك الفريضة مقام تحية المسجد لحصول تعظيم المسجد كما في البدائع وغيره، فلو نوى التحية مع الفرض فظاهر ما في المحيط وغيره أنه يصح عندهما. (شامي، كتاب الصلاة / باب الوتر والنوافل، مطلب في تحية المسجد ٤٥٩/٢ زكريا)

○ فرض میں قیام فرض اور نفل میں قیام نفل کیوں ہے؟

سوال (۲۵):- نماز میں قیام فرض ہے، تو پھر نفل نماز بلا عذر بیٹھ کر پڑھے تو کیوں درست ہے؟

جواب :- فرائض کے مقابلہ میں نفل کے حکم میں قدرے تخفیف کردی گئی ہے؛ تاکہ لوگ زیادہ سے زیادہ نوافل بسہولت پڑھنے کا اہتمام کریں، اور اُنہیں تنگی محسوس نہ ہو، پس اگر کھڑے ہوکر پڑھنے میں بوجھ محسوس ہو تو بیٹھ کر پڑھ لیں۔

عن عائشة رضي الله عنها قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم

يـصلي ليلاً طويلاً قائمًا و ليلاً طويلاً قاعدًا، فإذا صلى قائماً ركع قائماً، وإذا صلى قاعدًا ركع قاعدًا. (سنن أبي داؤد، كتاب الصلاة / باب في صلاة القاعد ١٨٣ رقم: ٩٥٥ دار الفكر بيروت)

إن الصلاة عبارة عن القيام و القراءة إلىٰ آخرها فهو الركن الأصلي، غير أنه يـجـوز تركه إلى القعود رخصة في النفل فلا ينصرف المطلق إلا إليه – إلىٰ قوله – لأن القعود و القيام في النفل سواءٌ. (البحر الرائق، كتاب الصلاة / باب الوتر والنوافل ١١٢/٢ زكريا)

يـجـوز التـطـوع قـاعدًا مع القدرة على القيام؛ لأن التطوع خير دائم، فلو ألـزمـنـاه القيام يتعذر عليه إدامة هٰذا الخير ...... فسامح الشارع في ترك القيام فيه ترغيبًا في تكثيره. (الموسوعة الفقهية ١٦١/٢٧-١٦٢ كويت)

ولو صلى الفريضة قاعدًا مع القدرة على القيام لا تجوز صلاته. (حلبي كبير ٢٦١)

مـن فرائضها: القيام في فرض لقادر عليه (الدر المختار) فلو عجز حقيقة وهـو ظـاهـر أو حـكـماً كما لو حصل له به ألم شديد أو خاف زيادة المرض فإنه يسقط. (الدر المختار مع الشامي، باب صفة الصلاة / بحث القيام ١٣٢/٢ زكريا)

ويجوز التطوع قاعدًا بغير عذر. (حلبي كبير ٢٧٠)

○ اگر نمازیوں کی قرأت کی آوازیں ٹکرائیں تو کیا کریں؟

سوال (۲۶):- اگر رات کے وقت پندرہ یا بیس آدمی نفل نماز پڑھیں تو بعض کی آواز بعض سے ٹکرائے گی، تو اِس کا حکم کیا ہے؟

جواب:- ایسی جگہ نماز پڑھی جائے جہاں آواز نہ ٹکراتی ہو، ورنہ سب سراً پڑھیں۔

يستحب الجهر فی النوافل ليلاً ما لم يشوش علىٰ مصلٍ آخر. (الموسوعة الفقهية ١٦١/٢٧ كويت)

○ ہر سورت کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا

سوال (۲۷):- کیا نماز میں ہر رکعت کی سورت کے شروع میں بسم اللہ پڑھی جائے گی؟

جواب:- سراً پڑھی جائے گی۔ (کتاب النوازل ۴/۵۱، فتاویٰ قاسمیہ ۵/۶۴۳)

وذكر في المصفّٰى أن الفتوىٰ علىٰ قول أبي يوسفؒ أنه يسمّي في أول كل ركعةٍ ويخفيها، وذكر في المحيط: المختار قول محمد، وهو أن يسمّي قبل الفاتحة وقبل كل سورة في كل ركعة. (شامي، كتاب الصلاة / باب صفة الصلاة ٢/١٩٢ زكريا)

قراءة التسمية في ابتداء كل ركعة سنة عندنا. (حاشية سنن الترمذي / باب ما جاء في ترك الجهر ببسم الله الرحمٰن الرحيم ١/٦٢، البحر الرائق ١/٣٠٣ كوئٹه، حلبي كبير / صفة الصلاة ٣٠٧، الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الصلاة / الفصل الثالث في كيفية الصلاة ٢/١٦٦ رقم: ٢٠٣٥ زكريا)

○ منفرد نمازی کا جہراً قرأت کرنا

سوال (۲۸):- منفرد آدمی کا نماز میں جہراً قرأت کرنا کیسا ہے؟

جواب:- مغرب، عشاء اور فجر میں منفرد جہراً قرأت کرسکتا ہے، کوئی حرج نہیں؛ لیکن جو سری نمازیں ہیں، مثلاً ظہر اور عصر تو اُن میں آہستہ قرأت کرے گا۔ (کتاب النوازل ۳/۵۲۵، کتاب المسائل ۱/۳۱۴)

عن الزهري قال: سن رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يجهر بالقراءة في الفجر في الركعتين، وفي الأوليين من المغرب والعشاء، ويسر فيما عدا ذٰلك. (أخرجه أبوداؤد في مراسيله، دراية ٩١، إعلاء السنن، أبواب القراءة / باب وجوب الجهر في الجهرية والسر في السرية ٤/٥ رقم: ٩٧١ دار الكتب العلمية بيروت، ٤/٣ كراچی)

ويجهر الإمام بالقراءة في الفجر وأولى المغرب والعشاء والجمعة والعيدين للتوارث من زمن رسول الله صلى الله عليه وسلم إلىٰ هٰذا الآن، والجهر واجب ويخفىٰ الإمام في الظهر والعصر للتوارث المذكور. (رسائل الأركان ١٠٠، ط: العلوي لكهنؤ، طحطاوي على مراقي الفلاح / فصل في بيان واجبات الصلاة ٢٠٥، بدائع الصنائع، الصلاة / فصل في بيان واجبات الصلاة الأصلية ١/٣٩٥ زكريا)

"ويسرّ في غيرها" وهو الثالثة من المغرب والأخريان من العشاء، وكذا جميع ركعات الظهر والعصر كمتنفل في النهار؛ فإنه يسر ويخير المنفرد في الجهر

وهو أفضل، ويكتفي بأدناه. (الدر المختار، كتاب الصلاة / باب صفة الصلاة ۲۰۱/۲ زکریا)

○ مقتدی کا سکتاتِ امام کے دوران فاتحہ پڑھنا

سوال (۲۹):- غیر مقلدین کہتے ہیں کہ جب اِمام سورۂ فاتحہ کی قرأت کرے تو مقتدی بھی کرے، اِس کی شکل یہ ہے کہ جب امام ایک آیت پڑھ کر رک جائے تو مقتدی اسی آیت کو پڑھے، اس سلسلہ میں وہ بعض روایات بھی پیش کرتے ہیں، تو اُن کا کیا جواب ہوگا؟

جواب :- قرآنِ کریم میں حکم دیا گیا ہے کہ جب قرآنِ کریم پڑھا جائے (جس میں سورۂ فاتحہ بھی شامل ہے) تو اُس وقت بالکل خاموش رہنا، اور کان لگا کر سننا، اِس لئے سورۂ فاتحہ کی قرأت کے دوران مقتدیوں کو سورۂ فاتحہ نہیں پڑھنی چاہئے۔ اور سکتات کے دوران قرأت کے متعلق ہمارے علم میں پورے ذخیرۂ حدیث میں کوئی صحیح حدیث موجود نہیں ہے، اور غیر مقلدین کی طرف سے سکتات والی جو روایات پیش کی جاتی ہیں وہ انتہائی ضعیف اور نا قابل اعتبار ہیں۔ (فتاویٰ قاسمیہ ۶۵۵/۵)

قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾ [الأعراف: ۲۰٤]

وقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: "وإذا قرأ فأنصتوا". (صحيح مسلم ۱۷٤/۱)

روى الحاكم بطريق محمد بن عبد اللّٰه بن عبيد بن عمير الليثي عن عطاء عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من صلى صلاة مكتوبة مع الإمام فليقرأ فاتحة الكتاب في سكتاته، ومن انتهى إلىٰ أم الكتاب فقد أجزأه. (المستدرك للحاكم، كتاب الصلاة / باب التأمين ۳٥٤/۱ رقم: ۸٦۸ رياض، ۳٦٤/۱ دار الكتب العلمية بيروت، لبنان)

وروى الدار قطني أيضًا بطريق محمد بن عبد اللّٰه بن عبيد بن عمير عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من صلى صلاة مكتوبةً أو تطوعًا فليقرأ فيها بأم الكتاب وسورة معها

فإن انتهى إلىٰ أم الكتاب فقد أجزأ، ومن صلى صلاة مع إمام يجهر، فليقرأ بفاتحة الكتاب في بعض سكتاته، فإن لم يفعل فصلاته خداج غير تمام، وقال الدار قطني: محمد بن عبد اللّٰه بن عبيد بن عمير ضعيف. (سنن الدار قطني، كتاب الصلاة / باب وجوب قراء ة أم الكتاب في الصلاة وخلف الإمام ۳۱۹/۱ رقم: ۱۲۱۰، ۳۱۵/۱ رقم: ۱۱۹۶ دار الكتب العلمية بيروت)

مذکورہ دونوں روایتیں ضعیف اور نا قابل استدلال ہیں؛ اِس لئے کہ اُن کا ایک راوی ''محمد بن عبداللہ بن عبید بن عمیر'' کو محدثین نے ضعیف اور منکر الحدیث قرار دیا ہے۔

وقال الحافظ في اللسان: محمد بن عبد اللّٰه بن عبيد بن عمير الليثي المكي ضعفه يحيٰى بن معين. وقال البخاري: منكر الحديث. وقال النسائي: متروك. وقال أبو داؤد: ليس بثقة. (لسان الميزان ۳۱٦/٥ إداره تاليفات أشرفيه كراچی)

○ ضم سورت سے قبل ''اعوذ باللہ'' اور ''بسم اللہ'' پڑھنا

سوال (۳۰):- سورۂ فاتحہ اور سورت کے درمیان میں اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھنا کیسا ہے؟

جواب:- سورۂ فاتحہ اور سورت کے درمیان صرف بسم اللہ سراً پڑھی جائے گی، اعوذ باللہ نہیں پڑھیں گے۔

والثاني: في وقته ومحله، قال علماء نا رحمه اللّٰه: يتعوذ بعد الثناء قبل القراء ة. (الفتاوىٰ التاتارخانية ١٦٤/٢ رقم: ۲۰۳۳ زكريا، المحيط البرهاني ۱۱۱/۲ رقم: ۱۳٤۱)

ثم يتعوذ سرًّا للقراء ة في الركعة الأولىٰ لقوله تعالىٰ: ﴿فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ﴾ والأمر بالاستعاذة متعلق بإرادة قراء ة القرآن. (مجمع الأنهر ۱٤۳/۱)

○ فرض کی چاروں رکعت میں سورت ملانا

سوال (۳۱):- اگر کوئی شخص فرض کی چاروں رکعت میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ دوسری سورت ملالے تو ایسی صورت میں نماز درست ہوگی یا نہیں؟

جواب:- نماز درست ہوجائے گی، مگر یہ خلافِ اولیٰ ہے۔

ولو قرأ في الأخريين الفاتحة والسورة لا يلزمه السهو وهو الأصح.

(الفتاویٰ الهندية ١٢٦/١)

ولـو ضم السورة إلى الفاتحة في الأخيرين لا سهو عليه في الأصح. (البحر الرائق ١٦٧/٢ زكريا)

○ نماز میں کم از کم فرض قرأت کی مقدار

سوال (۳۲):- نماز میں کم از کم تین چھوٹی آیتیں یا ایک بڑی آیت پڑھنے کا حکم ہے، تو بڑی آیت کی مقدار کیا ہے؟

جواب:- قراءت میں کم از کم ۳۰ر حروف ہوجانے چاہئیں، اتنے حروف اگر ہوجائیں تو وہ بڑی آیت یا تین آیتوں کے درجہ میں ہوجائیں گے۔

قـدرهـا مـن حيث الكلمات عشر، ومن حيث الحروف ثلاثون، فلو قرأ: ﴿اَللّٰـهُ لاَ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ لاَ تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلاَ نَوْمٌ﴾ يبلغ مقدار هٰذه الآيات الثلاث. (شامي ٢٥٧/٢ زكريا)

وإن قـرأ بـآيتيـن طـويـلتيـن أو بـآية طويلة تكون تلك الآيات مثل أقصر سورة في القرآن يجزيه أيضًا. (الفتاویٰ التاتارخانية ٥٩/٢ رقم: ١٧٢٥ زكريا)

○ سنن ونوافل میں قعدۂ اولیٰ فرض کیوں ہے؟

سوال (۳۳):- سنن ونوافل کے قعدۂ اولیٰ کو فرض کیوں قرار دیا گیا؟

جواب:- اِس لئے کہ سنن ونوافل میں ہر دو رکعت مستقل نماز کے درجہ میں ہے؛ گویا کہ اُس کا ہر قعدہ قعدۂ اخیرہ ہے، اور دو رکعت کے بعد دو نئی رکعات شروع ہوتی ہیں، اِسی لئے اُس کی ہر رکعت میں قرأت فرض ہے؛ لیکن بعض فقہاء نے لکھا ہے کہ جب نفل پڑھنے والا شخص تیسری رکعت کیلئے کھڑا ہوجائے گا تو اُس کا قعدہ اولیٰ فرض کے بجائے واجب ہوجائے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ ۵۷۳/۵ ڈابھیل)

والـقـعـود الأول ولـو فـي نـفـل في الأصح، وكذا ترك الزيادة فيه على التشهـد، وأراد بـالأول غيـر الأخير (الدر المختار) وفي الشامي: (قوله: ولو في

نفل)؛ لأنه وإن كان كل شفع منه صلاة على حدة حتى افترضت القراءة في جميعه، لكن القعدة إنما فرضت للخروج من الصلاة، فإذا قام إلى الثالثة تبين أن ما قبلها لم يكن أوان الخروج من الصلاة فلم تبق فريضة. (قوله: في الأصح) خلافًا لمحمد في افتراضه قعدة كل شفع نفل. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الصلاة / باب صفة الصلاة ١٥٨/٢-١٥٩ زكريا، ٤٦٥/١ كراچی، وكذا في البحر الرائق ٥٢٤/١ رشيدية)

○ عورتوں کے لئے کب نماز پڑھنا اَفضل ہے؟

سوال (۳۴):- کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ اگر عورتیں اذان ہوتے ہی نماز پڑھیں تو جماعت کا ثواب ملے گا، کیا یہ صحیح ہے؟

جواب :- جماعت کے ثواب کا تو علم نہیں؛ لیکن اُن کے لئے اَفضل یہی ہے کہ بلاوجہ نماز کو مؤخر نہ کریں، اور جلد از جلد پڑھ لیا کریں۔

ولهٰذا كان أولىٰ للنساء أن يصلين في أول الوقت؛ لأنهن لا يخرجن إلى الجماعة. (شامي، كتاب الصلاة / مطلب في طلوع الشمس من مغربها ٢٥/٢ زكريا)

○ ڈاکٹر کا آپریشن کی بنا پر نماز میں جمع تاخیر کرنا

سوال (۳۵):- (جمع بین الصلوٰتین کے ضمن میں یہ سوال کیا گیا کہ) کیا ڈاکٹر بھی آپریشن کی مجبوری میں کئی نمازوں کو جمع کر سکتے ہیں؟ اور جماعت کو چھوڑ سکتے ہیں؟

جواب:- بہتر ہے کہ آپریشن کا نظام بناتے وقت ہی نمازوں کے اَوقات کا خیال رکھا جائے؛ لیکن اگر بالفرض آپریشن کے دوران نماز کا وقت آجائے، اور آپریشن چھوڑ کر جانے میں مریض کی جان کو خطرہ ہو تو اُس ڈاکٹر کے لئے نماز قضا کرنے کی گنجائش ہے۔ بعد میں جمع تاخیر کر کے قضاء کرے، نیز آپریشن کی وجہ سے جماعت کی نماز چھوڑنے کی بھی گنجائش ہے۔

وقيامه بمريض أي يحصل له بغيبته المشقة والوحشة، كذا في الإمداد. (شامي، كتاب الصلاة / باب الإمامة ٢٩٣/٢ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٨٣/١ زكريا)

○ سوتے ہوئے شخص کے سامنے نماز پڑھنا

سوال (٣٦):- کوئی شخص سورہا ہو، تو اُس کے سامنے نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:- پڑھی جاسکتی ہے، بشرطیکہ اُس کی وجہ سے دھیان بٹنے کا اندیشہ نہ ہو۔

عن عائشة رضي الله عنها قالت: كان النبي ﷺ يصلي وأنا راقدة معترضة علىٰ فراشه، فإذا أراد أن يوتر أيقظني فأوترت. (صحيح البخاري ٧٣/١ رقم: ٥١٢)

الخانية: ويكره أن يصلي وقبله نيام أو قوم يتحدثون في رواية الحسن عن أبي حنيفةؒ، ...... وفي الخلاصة الخانية: وفي النائمين إنما يكره إذا كان يخاف أن يظهر صوت النائم فيضحک في صلاته ويخجل النائم إذا انتبه، وإن لم يكن كذٰلک فلا بأس به. (الفتاویٰ التاتارخانية ٢١٢/٢ رقم: ٢١٩٥ زكريا)

في مسند البزار أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: نهيت أن أصلي إلى النيام والمتحدثين فهو محمول علىٰ ما إذا كانت لهم أصوات يخاف منها التغليظ أو الشغل، وفي النائمين إذا خاف ظهور شيء يضحكه. (شامي، كتاب الصلاة / باب ما يفسد الصلاة وما يكره، مطلب الكلام علىٰ اتخاذ السبحة ٤٢٢/٢ زكريا)

○ مقتدی اِمام کے ساتھ سلام پھیریں یا بعد میں؟

سوال (٣٧):- عام نمازوں میں اِمام کے ساتھ ساتھ سلام پھیرنا افضل ہے یا تھوڑی دیر بعد اَفضل ہے؟

جواب:- مقتدی کے لئے تھوڑ وقفہ کے بعد سلام پھیرنا اَفضل ہے۔

قال محمد ابن سلمة: إذا سلم الإمام عن يمينه يسلم المقتدي عن يمينه بعده، وإذا سلم الإمام عن يساره يسلم المقتدي عن يساره. (الفتاویٰ التاتارخانية ١٩٠/٢ رقم: ٢١٠٣ زكريا)

كالتحريمة مع الإمام، وقالا: الأفضل فيهما بعده قائلاً: السلام عليكم

ورحمة الله. (الدر المختار مع الشامي، باب صفة الصلاة / في وقت إدراك فضيلة الافتتاح ٢/٢٤٠ زكريا)

○ مقتدی کا غافل رہنا

سوال (۳۸):- اگر کوئی شخص اِمام کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہو، اور وہ پوری نماز میں غافل رہا یعنی دل ودماغ حاضر نہ ہو، تو اُس کی نماز مکمل ہوئی یا نہیں؟

جواب:- نماز تو ہوجائے گی، مگر ثواب میں کمی ہوگی۔

وفي القنية: شرع في الفرض وشغله الفكر في التجارة أو المسئلة حتى أتم صلاته لا تستحب إعادته، وفي بعض الكتب لا يعيد. (الأشباه والنظائر ١/١٤٣)

○ بھوک کی وجہ سے جماعت چھوڑنے کی گنجائش

سوال (۳۹):- بھوک لگی ہے؛ لیکن اگر کھانا کھایا جائے تو جماعت چھوٹ جائے گی، کیا حکم ہے؟

جواب:- اگر اتنی بھوک لگی ہے کہ نماز میں دماغ ہی حاضر نہ ہو، تو پہلے کھانا کھائے، پھر نماز پڑھے، ورنہ پہلے نماز پڑھے۔

عن عائشة رضي الله عنها عن النبي ﷺ أنه قال: إذا وضع العَشَاءُ وأقيمت الصلاة فابدء وا بالعَشَاء. (صحيح البخاري ١/٩٢ رقم: ٦٤١، سنن الترمذي ١/٨١)

وتسقط الجماعة بالأعذار ...... وكذا إذا حضر العشاء وأقيمت صلاته ونفسه تتوق إليه. (الفتاویٰ الهندية / الباب الخامس في الإمامة ١/٨٣ زكريا، شامي ٢/٢٩٣ زكريا)

○ جماعت میں شامل ہونے والے کے لئے تکبیرِ تحریمہ قیام کی حالت میں کہنا ضروری ہے

سوال (۴۰):- اِمام صاحب رکوع یا سجدہ میں ہیں، آنے والا شخص رفع یدین کرتے ہوئے فوراً چلا جائے گا یا ایک دوسکنڈ ٹھہرے گا؟

جواب:- وہ شخص اولاً تکبیرِ تحریمہ کھڑے ہوکر کہے گا، اور دوسری تکبیر جھکتے ہوئے رکوع میں

جاتے وقت کہے گا، اگر جھکتے ہوئے صرف ایک تکبیر کہی تو نماز درست نہ ہوگی۔ (کتاب النوازل ۴۸۱/۳)

أخرج عبد الرزاق عن الثوري قال: إذا كبر الرجل قبل الإمام فليعد التكبير، فإن لم يعد حتى يقضي الصلاة فليعد الصلاة. (المصف لعبد الرزاق، كتاب الصلاة / باب الرجل يكبر قبل الإمام ٧٤/٢ رقم:٢٠٤٨)

أو أدرك الإمام راكعًا، فقال: اللّٰه قائمًا وأكبر راكعًا لم يصح في الأصح. (الدر المختار مع الشامي ١٧٨/٢ زكريا)

لو أدرك الإمام راكعًا، فقال: اللّٰه في حال القيام ولم يفرغ من قوله أكبر إلا وهو في الركوع لا يصح شروعه؛ لأن الشرط وقوع التحريمة في محض القيام. (شامي ١٧٨/٢ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٦٩/١، حلبي كبير ٢٦٠)

لو أدرك الإمام في الركوع، وقال: اللّٰه أكبر إلا أن قوله اللّٰه كان في قيامه، وقوله: أكبر، وقع في الركوع لا يكون شارعًا في الصلاة عندهم. (الفتاوىٰ التاتارخانية ٥٣/٢ رقم: ١٧١٢ زكريا)

ڈیزائن دار مصلیٰ پر نماز پڑھنا

سوال (۴۱):- غیر مقلدین کہتے ہیں کہ مسجدوں میں جو مصلیٰ وغیرہ بچھاتے ہیں جس پر کلر اور ڈیزائن ہو تو اُس پر نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے؟

جواب:- نماز پڑھنا تو جائز ہے؛ لیکن اُس کی طرف دل نہیں لگانا چاہئے۔

بقي من المكروهات أشياء آخر ...... منها: الصلاة بحضرة ما يشغل البال ويخل بالخشوع، كزينة ولهو ولعبٍ. (شامي، كتاب الصلاة / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ٤٢٥/٢ زكريا)

وكره بعض مشائخنا النقش على المحراب وحائط القبلة؛ لأنه يشغل قلب المصلي. (شامي، كتاب الصلاة / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ٤٣١/٢ زكريا)

○ فوم پر نماز پڑھنا؟

سوال (۴۲):- ایسا فوم جو پانچ یا چھ انچ کا موٹا ہو تو اس پر نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

جواب:- اس کو زور سے دبانا چاہئے، اگر زمین پر دب گیا اور پیشانی زمین پر ٹک گئی تو نماز ہو جائے گی ورنہ نہیں۔

ومن هنا يعلم الجواز على الطراحة القطن، فإن وجد الحجم جاز وإلا فلا. (شامي، كتاب الصلاة / باب صفة الصلاة ۲۰۶/۲ زكريا، ۵۰۱/۱ كراچی، فتح القدير ۳۰٤/۱، الطحطاوي ۱۲۶ كراچي، ۸٤-۸۵ دار الكتب العلمية بيروت)

○ دورانِ نماز فون کی گھنٹی بند کرنا

سوال (۴۳):- نماز میں فون کی گھنٹی بجے تو کیا کرے؟

جواب:- ایک ہاتھ سے جیب میں رکھے رکھے بند کر دے، اِس سے نماز میں کوئی خرابی نہ آئے گی، اور اگر جیب سے باقاعدہ موبائل نکال کر دیکھ کر بند کیا تو نماز فاسد ہو جائے گی؛ اِس لئے کہ یہ عملِ کثیر کا ارتکاب ہوگا، جو مفسد صلوٰۃ ہے۔ (مسائل موبائل ۱۵ مکتبہ کریمیہ دیوبند، کتاب النوازل ۱۹۱/۴)

وأشار بالأكل والشرب إلىٰ أن كل عمل كثيرٍ فهو مفسد، واتفقوا على أن الكثير مفسد والقليل لا، لإمكان الاحتراز عن الكثير دون القليل. (البحر الرائق ۱۹/۲ زكريا)

ويفسدها العمل الكثير لا القليل، والفاصل بينهما إن الكثير هو الذي لا يشك الناظر لفاعله أنه ليس في الصلاة. (طحطاوي على مراقي الفلاح / باب ما يفسد الصلاة ۳۲۲)

ولو رفع العمامة ووضعها على الأرض أو رفعها من الأرض ووضعها على الرأس لا تفسد صلاته؛ لأنه يتم بيد واحدةٍ من غير تكرارٍ. (فتاوىٰ قاضي خان، كتاب الصلاة / فصل فيما يفسد الصلاة ۱۲۹/۱)

○ دورانِ نماز چھینک آنے پر الحمد للہ کہنا

سوال (۴۴):- اگر بحالتِ نماز چھینک آجائے اور الحمد للہ کہہ دے، یا چھینک کا جواب

دے دے، تو کیا حکم ہے؟

جواب:- چھینک آنے پر الحمد للہ کہنے سے نماز باطل نہیں ہوگی، مگر جواب دینے سے باطل ہوجائے گی؛ کیوں کہ وہ کلام الناس ہے۔ (کتاب النوازل ۴/۵۱۷، کتاب المسائل ۱/۳۸۹)

عن رفاعة بن رافع عن أبيه رضي اللّٰه تعالیٰ عنه قال: صليت خلف النبي صلى اللّٰه عليه وسلم فعطست فقلت: "الحمد للّٰه حمداً كثيراً طيباً مباركاً فيه مباركاً عليه كما يحب ربنا ويرضى". فلما صلى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم انصرف، فقال: "من المتكلم في الصلاة"؟ فلم يكلمه أحدٌ ثم قالها الثانية: "من المتكلم في الصلاة؟" فقال رفاعة بن رافع بن عفراء رضي اللّٰه عنه: أنا يا رسول اللّٰه! قال: "كيف قلت"؟ قال: قلت: "الحمد للّٰه حمداً كثيراً طيباً مباركاً فيه مباركاً عليه كما يحب ربنا ويرضى" فقال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: "والذي نفسي بيده لقد ابتدرها بضعة وثلاثون ملكاً أيهم يصعد بها. (سنن أبي داؤد رقم: ٧٧٣، سنن الترمذي رقم: ٤٠٤، المسند لإمام أحمد رقم: ١٩٠١٨، سنن النسائی ٢٣٨ رقم: ٩٢٧ دار الفكر بيروت، فتح الباري ٣٦٤/٢ دار الكتب العلمية بيروت، ٢٨٤/٢ دار الفكر بيروت)

ولو قال: الحمد للّٰه فمن العاطس نفسه لا تفسد، وكذا من غيره إن أراد الثواب اتفاقًا. (حاشية الطحطاوي، كتاب الصلاة / باب ما يفسد الصلاة ٣٢٥-٣٢٦، بدائع الصنائع ٥٤١/١)

❍ اپنا جوتا چپل سامنے رکھ کر نماز پڑھنا

سوال (۴۵):- اگر نمازی اپنے سامنے جوتا یا چپل رکھ کر نماز پڑھے تو کیا حکم ہے؟

جواب:- رکھ سکتے ہیں؛ تاکہ نماز میں چپلوں کی طرف سے یکسوئی رہے۔

وينبغي لداخله تعاهد نعله وخفه وصلاته فيهما أفضل. (الدر المختار مع الشامي / كتاب الصلاة ٤٢٩/٢ زكريا)

❍ کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنا کس کے لئے درست ہے؟

سوال (۴۶):- آج کل کرسیوں پر بیٹھ کر نماز پڑھتے ہیں، یہ کیسا ہے؟

جواب :- جو آدمی زمین پر بیٹھ کر کسی بھی طرح (پیر پھیلا کر یا چار زانوں بیٹھ کر وغیرہ) نماز پڑھنے پر قادر ہو، اُس کے لئے کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنا درست نہیں ہے؛ لیکن اگر گھٹنے کی تکلیف کی وجہ سے اُس کے لئے گھٹنے موڑنا بھی دشوار ہو اور پھیلا کر زمین پر بیٹھنا بھی مشکل ہو، تو ایسے شخص کے لئے کرسی پر نماز پڑھنے کی اِجازت ہے۔ (کتاب النوازل ۵/۴۸۸، کتاب المسائل ۱/۵۷۹)

عن عمران بن حصين رضي الله عنه قال: كان بي الناصور، فسألت النبي صلى الله عليه وسلم فقال: صل قائماً، فإن لم تستطع فقاعداً، فإن لم تستطع فعلى جنب. (سنن أبي داؤد، كتاب الصلاة / باب صلاة القاعد ١/١٣٧ رقم: ٩٥٢ مكتبة سعد ديوبند)

وإن عجز عن القيام وقدر على القعود؛ فإنه يصلي المكتوبة قاعدًا بركوع وسجود ولا يجزيه غير ذلك. (الفتاویٰ التاتارخانية ٢/٦٦٧ رقم: ٣٠٣٥ زكريا)

من تعذر عليه القيام لمرض ...... أو خاف زيادته ...... أو وجد لقيامه ألما شديدا ...... صلى قاعدًا ...... كيف شاء أى كيف تيسر له بغير ضرر من تربع أو غيره. (الدر المختار مع الرد المحتار، كتاب الصلاة / باب صلاة المريض ٢/٥٦٥-٥٦٦ زكريا)

إذا عجز المريض عن القيام صلى قاعدًا يركع ويسجد كذا في الهداية ...... ثم إذا صلى المريض قاعدًا كيف يقعد؟ الأصح أن يقعد كيف يتيسر عليه.

(الفتاویٰ الهندية، كتاب الصلاة / الباب الرابع عشر في صلاة المريض ١/١٣٦ دار إحياء التراث العربي)

○ وتر پڑھنے کے بعد پتہ چلا کہ اِمام نے بے وضو نماز پڑھائی ہے

سوال (۴۷):- مقتدی حضرات اپنے اپنے وتر کی نماز سے فارغ ہو چکے، اتنے میں بات کھل گئی کہ امام صاحب بے وضو تھے، تو کیا وتر کو پھر سے دہرائیں گے یا نہیں؟ اِسی طرح جن نمازوں کے بعد سنت مؤکدہ پڑھی جا چکی ہوں اُن کا کیا حکم ہے؟

جواب:- مسئولہ صورت میں فرض کے بعد دوبارہ وتر پڑھی جائے گی۔ (کتاب المسائل ۱/۴۴۱)

ووقت العشاء والوتر منه إلى الصبح؛ ولكن لا يصح أن يقدم عليه الوتر إلا ناسيًا لوجوب الترتيب. (شامي ٢/١٨ زكريا)

○ نماز میں مائیکروفون گرجائے تو کیا کریں؟

سوال (۴۸):- نماز میں جب مائیکروفون گرجائے تو امام صاحب اٹھا سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب :- اگر قیام کی حالت میں باقاعدہ جھک کر نیچے سے مائیکروفون اٹھائیں گے تو اِس سے نماز فاسد ہوجائے گی۔ اور اگر سجدہ میں جاتے ہوئے یا اُٹھتے ہوئے بغیر کسی عمل کثیر کے مائیکروفون اُٹھالے تو اس سے نماز فاسد نہ ہوگی۔

وأشار بالأكل والشرب إلىٰ أن كل عمل كثير فهو مفسد، واتفقوا علىٰ أن الكثير مفسد، والقليل لا لإمكان الاحتراز عن الكثير دون القليل. (البحر الرائق ۱۱/۲ کراچی)

ولو رفع العمامة ووضعها على الأرض، أو رفعها من الأرض ووضعها على الرأس لا تفسد صلاته؛ لأنه يتم بيد واحدةٍ من غير تكرار. (فتاویٰ قاضي خان، كتاب الصلاة / فصل فيما يفسد الصلاة ۱۲۹/۱ بيروت)

ويفسدها كل عمل كثير ليس من أعمالها ولا لإصلاحها، وفيه أقوال خمسة: أصحها ما لا يشك الناظر في فاعله أنه ليس فيها (الدر المختار) وفي الشامية: الثالث: الحركات الثلاثة المتوالية كثير وإلا فقليل. (شامي ۳۸۵/۲ زكريا)

○ قضاشدہ نمازوں کا فدیہ

سوال (۴۹):- جو شخص ایسی حالت کو پہنچ گیا کہ نماز نہیں پڑھ سکتا، یہاں تک کہ اُس کی موت ہوگئی، اور اُس کے ذمہ میں کچھ نمازیں رہ گئیں، تو کیا اُس کی طرف سے فدیہ ادا کیا جائے گا؟

جواب :- بہتر ہے کہ اُس کی طرف سے ہر پنج گانہ نماز اور وتر کے عوض ایک صدقہ فطر بطور فدیہ ادا کردیا جائے۔ (آپ کے مسائل اور اُن کا حل ۲۰۲/۴)

يعطى لكل صلاة نصف صاعٍ من بر كالفطرة، وكذا حكم الوتر والصوم.

(شامي / باب قضاء الفوائت ۷۲/۲ كراچی)

مسائلِ سجدۂ سہو

○ ثنا کے بعد اَدعیۂ ماثورہ پڑھنے سے سجدۂ سہو کیوں واجب نہیں؟

سوال (۵۰):- جب ثناء کے بعد دعائیں پڑھی جائیں، تو کیا تاخیر رکن کی وجہ سے سجدۂ سہو واجب نہ ہوگا؟

جواب:- تاخیر فی الارکان کا تحقق کب ہوگا؟ اِس کے بارے میں یہ سمجھنا چاہئے کہ جب تک ایک نوع کا عمل جاری رہے، خواہ وہ کتنا مختصر ہو یا کتنا ہی طویل ہو، اُس کو ایک عمل کے درجہ میں سمجھا جاتا ہے۔

مثال کے طور پر حمد وثنا ایک عمل ہے، یہ صرف متعینہ ثنا کے کلمات تک محدود نہیں ہے؛ بلکہ تکبیر تحریمہ کے بعد جب تک بھی آدمی کسی بھی الفاظ میں حمد وثنا یا دعا کرتا رہے، وہ ثنا کرنے والا قرار دیا جائے گا، اور الفاظ طویل ہونے کی وجہ سے تاخیر فی الارکان کا اطلاق اُس پر نہ ہوگا۔ اِسی طرح نماز میں قرأت کی کم سے کم مقدار ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیات ہیں؛ لیکن اگر کوئی شخص لمبی قرأت کرے تو وہ مسلسل قرأت کرنے والا ہی شمار ہوگا؛ کیوں کہ وہ ایک ہی عمل میں مشغول ہے۔ ہاں اگر دو عمل کے درمیان ایک رکن کے بقدر فاصلہ ہوجائے، مثلاً سورۂ فاتحہ پڑھ کر ایک رکن کے بقدر بلا وجہ خاموش کھڑا رہے، تو اَب تاخیر کی وجہ سے سجدۂ سہو واجب ہوگا۔ اِسی پر تمام ارکان کو قیاس کرلینا چاہئے۔

عن جسرة بنت دجاجة قالت: سمعت أبا ذر رضي اللّٰه عنه يقول: قام النبي صلى اللّٰه عليه وسلم حتى إذا أصبح بآية، والآية: ﴿اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ (سنن النسائي، كتاب الافتتاح / باب

ترديد الآية ٦١/١ رقم: ١٠١١ دار السلام رياض)

وإذا كرر آية واحدةً مرارًا، فإن كان في التطوع الذي يصلي وحده، فذٰلک غير مكروه، فقد ثبت عندنا عن جماعة من السلف رضي اللّٰه عنهم أنهم كانوا يحيون ليلتهم بآية العذاب، أو آية الرحمة، أو آية الرجاء، أو آية الخوف.

(المحيط البرهاني ٤٩/٢ رقم: ١٢٠٨)

أو تأخيره أو تأخير ركن ساهيًا هٰذا هو الأصل، قوله تأخيره: كتأخير سجدة صلبية من الأولىٰ، أو تأخير القيام إلى الثالثة بسبب الزيادة على التشهد ساهيًا ...... والتحقيق اندراج الكل في مسمّٰى ترک الواجب؛ لأن عدم التأخير واجب، فالتأخير ترک واجب. (فتح القدير، كتاب الصلاة / باب سجود السهو ٥١٩/١ زكريا)

أو بتأخيره أي بتأخير الواجب عن محله أو بتأخير ركن عن محله. (حلبي كبير، كتاب الصلاة / فصل في سجود السهو ٤٥٥ المكتبة الأشرفية ديوبند)

أكثر االمشائخ علىٰ أن سجود السهو يجب بستة أشياء: بتقديم ركن وبتأخير الركن. (الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب الصلاة / باب سجود السهو ٣٨٧/٢-٣٨٨ رقم: ٢٧٥٢ زكريا)

○ فرض کی آخری رکعتوں میں ضم سورت کی وجہ سے سجدۂ سہو کیوں واجب نہیں؟

سوال (۵۱):- نماز میں کمی یا زیادتی کی وجہ سے سجدۂ سہو واجب ہوجاتا ہے؛ لیکن فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں ضم سورت کی وجہ سے کیوں نہیں ہوتا؟

جواب:- فرض کی آخری رکعتوں میں قرأت فرض یا واجب نہیں، اِس لئے وہاں کمی یا زیادتی موجبِ سجدۂ سہو نہیں۔

ولو قرأ السورة في الأخريين لا سهو عليه؛ لأنهما محل الذكر. (تبيين

الحقائق، كتاب الصلاة / باب سجود السهو ٤٧٤/١ زكريا)

ولو قرأ في الأخريين الفاتحة والسورة، لا يلزمه السهو وهو الأصح.

(الفتاوىٰ الهندية، كتاب الصلاة / الباب الثاني عشر في سجود السهو ١٢٦/١)

وإذا قرأ في الأخريين من الظهر أو العصر الفاتحة والسورة ساهيًا ...... فلا سهو عليه، وهو المختار، وفي النصاب: وعليه الفتوىٰ. (الفتاوىٰ التاتارخانية / كتاب الصلاة ٣٩٢/٢ رقم: ٢٧٦٤ زكريا)

○ عشاء کی تیسری رکعت میں جہری قرأت

سوال (۵۲):- اگر کوئی شخص عشاء کی تیسری رکعت میں قرأت بلند آواز سے پڑھی، تو کیا حکم ہے؟

جواب:- اُس پر سجدۂ سہو واجب نہیں ہے۔

فعلیٰ ظاهر الرواية: لا سهو على المنفرد إذا جهر فيما يخافت فيه، وإنما هو على الإمام فقط. (شامي ٥٤٥/٢ زكريا)

المنفرد إذا جهر فيما يخافت ...... في ظاهر الرواية لاسهو عليه. (الفتاوىٰ التاتارخانية ٣٩٦/٢ رقم: ٢٧٧٨)

وأما علىٰ ظاهر الرواية فلا نسلم أن المخافتة واجبة عليه؛ لأنها وجبت لنفي المغالطة، وإنما يحتاج إلىٰ ذٰلک في صلاة تؤدي إلىٰ سبيل الشهرة، والمنفرد لم يؤد كذلک، فلم تكن المخافتة واجبة عليه. (عناية علىٰ هامش فتح القدير / باب سجود السهو ٥٢٣/١ زكريا)

○ فاتحہ کی جگہ تشہد اور تشہد کی جگہ فاتحہ پڑھنا

سوال (۵۳):- مجھے اکثر یہ عذر پیش آتا ہے کہ فاتحہ کی جگہ تشہد اور کبھی تشہد کی جگہ فاتحہ یا کوئی تسبیح پڑھنا شروع کرتا ہوں، بعد میں یاد آتا ہے، تو ایسی صورت میں سجدۂ سہو واجب ہے؟

جواب:- ایسی صورت میں آپ پر سجدۂ سہو واجب ہے۔

وإذا قرأ الفاتحة مكان التشهد فعليه السهو، وكذلك إذا قرأ الفاتحة ثم التشهد كان عليه السهو. (الفتاویٰ الهندية / الباب الثاني عشر في سجود السهو ۱۲۷/۱ زكريا)

ولو قرأ الفاتحة أو آية من القرآن في القعدة أو في الركوع أو في سجود السهو ...... كان عليه السهو. (فتاویٰ قاضي خان ۷٦/۱ زكريا)

وإذا قرأ الفاتحة مكان التشهد ...... فعليه السهو، وكذلك إذا قرأ الفاتحة ثم التشهد كان عليه السهو. (الفتاویٰ التاتارخانية ۳۹٦/۲ رقم: ۲۷۸۱ زكريا)

○ فرض کی ابتدائی رکعتوں میں فاتحہ چھوڑ دینا

سوال (۵۴):- اگر پہلی اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ بالقصد چھوڑ دے، یا بالکل ہی قرأت نہ کرے، یا تیسری یا چوتھی رکعت میں بالقصد فاتحہ چھوڑ دے تو کیا حکم ہے؟

جواب:- فرض کی پہلی اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ چھوڑنے سے تو صرف سجدۂ سہو لازم ہے، اور اگر بالکل ہی قرأت نہ کرے، یعنی سورۂ فاتحہ اور سورت کچھ نہ پڑھے تو اُس کی نماز فاسد ہوجائے گی؛ اِس لئے کہ فرض چھوٹ گیا ہے۔ اور فرض کی تیسری یا چوتھی رکعت میں فاتحہ نہ پڑھنے سے نہ تو نماز فاسد ہوتی ہے اور نہ سجدۂ سہو لازم آتا ہے؛ لیکن قصداً ایسا کرنا خلافِ سنت ہے۔

عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: لا تجزئ المكتوبة إلا بفاتحة الكتاب وثلاث آيات فصاعدًا. (كنز العمال ۱۸۰/۷ رقم: ۱۹٦۸٦ دار الكتب العلمية بيروت)

فالفرض قراءةُ آيةٍ واحدةٍ فی کل رکعةٍ فرضت فيها القرأة. (حلبي كبير ۲۷۸)

أو ترك قراءة الفاتحة؛ لأنها واجبة، أي في إحدیٰ أولي الفرض لا أخرييه. (فتح القدير، كتاب الصلاة / باب سجود السهو ۵۱۹/۱-۵۲۰ زكريا)

فلو ترك الفاتحة أو أكثرها في الأولیين وجب عليه سجود السهو، بخلاف ما لو تركها في الأخريين؛ لأنها سنة فيهما. (تبيين الحقائق / باب سجود السهو ۴۷۳/۱ زكريا)

إذا ترک الفاتحة في الأولیین أو إحداهما یلزمه السهو ...... وإن ترکها في الأخریین لا یجب. (الفتاویٰ الهندیة / الباب الثاني عشر في سجود السهو ۱۲۶/۱ زکریا)

○ فرض کی آخری رکعتوں میں تکرار سورۂ فاتحہ

سوال (۵۵):- فرض کی پہلی دو رکعت میں بر بناء تکرار سورۂ فاتحہ سجدۂ سہو واجب ہے؛ لیکن تیسری اور چوتھی رکعت میں تکرار سورۂ فاتحہ سے سجدۂ سہو کیوں واجب نہیں ہوتا؟

جواب:- تیسری اور چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھنا جب واجب ہی نہیں، تو تکرار واجب کا تحقق کیسے ہوگا؟ اور جب واجب کا ترک یا تکرار نہیں ہوا تو سجدۂ سہو کا بھی حکم نہیں ہے۔

فلو ترک الفاتحة أو أکثرها في الأولیین وجب علیه سجود السهو، بخلاف ما لو ترکها في الأخریین؛ لأنها سنة فیهما علی الصحیح، ولو کررها في الأولیین یجب علیه سجود السهو؛ لأنه أخر واجبًا وهو السورة، بخلاف ما لو أعادها بعد السورة أو کررها في الأخریین. (تبیین الحقائق، کتاب الصلاة / باب سجود السهو ۴۷۳/۱، حلبي کبیر ۴۶۰ المکتبة الأشرفیة دیوبند)

ولو کرر الفاتحة في الأخریین لا سهو ...... لأنهما محل القراءة مطلقًا، وأصله أن القراءة لیست واجبة فیهما فلا تتقدر بقدر یجب بعده الرکوع؛ بل یسن ذٰلک. (فتح القدیر، کتاب الصلاة / باب سجود السهو ۵۲۰/۱ زکریا)

○ جہری نماز میں سورۂ فاتحہ سراً پڑھنا؟

سوال (۵۶):- اگر کوئی اِمام جہری نماز میں سورۂ فاتحہ کو جہراً کرنا بھول گیا؛ بلکہ سراً کرتا رہا، اور درمیان میں یا پوری ہونے کے بعد یاد آیا اور شروع سے جہراً کیا، تو اس کے تکرار کا کیا حکم ہے؟

جواب:- اِس صورت میں سجدۂ سہو واجب ہوگا؛ اِس لئے کہ اِمام کے لئے جہری نمازوں میں جہر اور سری نمازوں میں سر واجب ہوتا ہے، اِس کے برعکس کیا تو سجدۂ سہو واجب ہوگا، اگر سجدۂ سہو کرلیا تو اَب نماز دوہرانے کی ضرورت نہیں۔

ومـنها جهر الإمام فيما يجهر فيه، والإسرار في محله مطلقًا، واختلف في القـدر الـموجب لـلسهوِ، والأصـح أنـه قدر ما تجوز به الصلاة في الفصلين.

(طحطاوي ٤٦١ مكتبه فيصل ديوبند، تنوير الأبصار مع الدر ٥٤٥/٢ زكريا)

○ نماز میں ترتیبِ قرآنی کے خلاف قرأت کرنا

سوال (۵۷):- قرآنِ کریم میں سورتیں جس ترتیب سے لکھی گئی ہیں، اس ترتیب کو پلٹ کر نماز میں آگے پیچھے کر کے پڑھے، تو اُس سے سجدۂ سہو واجب ہے؟

جواب:- ترتیب کو پلٹ کر پڑھنے سے نماز مکروہ ہوگی؛ لیکن اُس کی وجہ سے سجدۂ سہو واجب نہ ہوگا۔ (کتاب المسائل ۳۷۶/۱، فتاویٰ محمودیہ ۱۰۵/۷ ڈابھیل)

ویکره قراء ة سورة فوق التي قرأها. قال ابن مسعود رضي الله عنه: ’’من قرأ القرآن منكوسًا فهو منكوسٌ‘‘. (طحطاوي على مراقي الفلاح / فصل في المكروهات ٣٥٢ فيصل ديوبند)

وفي فتاوىٰ النسفي: سئل أبو الفضل عمن قرأ في النفل في الأولىٰ ﴿تَبَّتْ يَدَآ اَبِیْ لَهَبٍ﴾ وفي الثانية: ﴿اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ قال إن تعمد ذٰلک يكره. (حلبي كبير ٤٩٤)

ويكـره الفصل بسورة قصيرة وأن يقرأ منكوسًا، وتحته في الشامية: بأن يـقرأ في الثانية سورة أعلىٰ مما قرأ فى الأولىٰ؛ لأن ترتيب السور في القراء ة من واجبات التلاوة. (الدر المختار مع الشامي / فصل في القراء ة ٢٦٩/٢ زكريا)

○ قعدۂ اولیٰ میں درود شریف پڑھنے پر سجدۂ سہو کا وجوب صرف فرائض اور سننِ مؤکدہ میں ہے

سوال (۵۸):- قعدۂ اولیٰ میں التحیات پڑھنے کے بعد درود شریف پڑھنے سے سجدۂ سہو کا واجب ہونا صرف فرض نماز میں ہے، یا سنت ونوافل میں بھی ہے؟

جواب:- فرض نمازوں میں اگر قعدہ اولیٰ میں تشہد کے بعد ’’وعلیٰ آل محمد‘‘ تک پڑھ لیا تو

سجدۂ سہو واجب ہوگا، اور سننِ مؤکدہ کے بارے میں بھی اصح قول یہی ہے؛ البتہ سنن غیر مؤکدہ اور دیگر نوافل میں قعدۂ اولیٰ میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اِس سے سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا۔ (کتاب المسائل ۱/۳۳۱-۴۸۶)

عن الشعبي قال: من زاد في الركعتين الأوليين على التشهد فعليه سجدتا السهو. (المصنف لابن أبي شيبة ۴۷/۳ رقم: ۳۰۳۹)

وقدمنا عن القاضي الإمام أنه لايجب ما لم يقل وعلى آل محمد، وفي شرح المنية الصغير: أنه قول الأكثر وهو الأصح. (شامي ۸۱/۲ كراچی، ۵۴۵/۲ زكريا، كذا في الفتاوىٰ التاتارخانية ۴۰۰/۲ رقم: ۲۷۹۳ زكريا)

ولا يصلي على النبي صلى الله عليه وسلم في القعدة الأولىٰ في الأربع قبل الظهر والجمعة وبعدها، ولو صلّى ناسيًا فعليه السهو، وقيل لا ...... الخ. وفي البواقي من ذوات الأربع يصلي على النبي صلى الله عليه وسلم (الدر المختار) وفي الشامي: الأصح أنه لا يصلي ولا يستفتح في سنة الظهر والجمعة. (الدر المختار مع الشامي ۴۵۶/۲ زكريا)

○ قعدۂ اولیٰ میں کتنی مقدار درود شریف پڑھنے پر سجدۂ سہو واجب ہوگا؟

سوال (۵۹):- تشہد کے بعد کتنی مقدار درود شریف پڑھنے پر سجدۂ سہو واجب ہوگا؟

جواب:- بعض نے کہا: ’’اللّٰهم صل علىٰ محمد‘‘ تک۔ اور بعض نے ’’وعلىٰ آل محمد‘‘ تک کہا ہے، یہی اکثر فقہاء کا قول ہے۔ (کتاب النوازل ۲۲۶/۳، کتاب المسائل ۱/۳۳۱)

عن الشعبي قال: من زاد في الركعتين الأوليين على التشهد فعليه سجدتا السهو. (المصنف لابن أبي شيبة ۴۷/۳ رقم: ۳۰۳۹)

وقدمنا عن القاضي الإمام أنه لايجب ما لم يقل وعلى آل محمد، وفي شرح المنية الصغير: أنه قول الأكثر وهو الأصح. (شامي ۸۱/۲ كراچی، ۵۴۵/۲ زكريا،

كذا في الفتاوىٰ التاتارخانية ٢/ ٤٠٠ رقم: ٢٧٩٣ زكريا)

تشہد کی جگہ کوئی اوردعا پڑھنا

سوال (٦٠):- اگر تشہد اولیٰ میں تشہد کی جگہ کوئی اوردعاء پڑھی، پھر یاد آنے کے بعد تشہد پڑھی، تو کیا سجدۂ سہو واجب ہوگا؟

جواب:- ایسی صورت میں سجدۂ سہو واجب ہوگا۔ (کتاب المسائل ۱/۳۳۱)

ولو قرأ في القعود، إن قرأ قبل التشهد في القعدتين فعليه السهو لترك واجب الابتداء بالتشهد أول الجلوس. (طحطاوي / باب سجود السهو ٤٦١ مكتبه فيصل ديوبند، وكذا في الفتاوىٰ الهندية ١/ ١٢٧)

وإذا قرأ الفاتحة مكان التشهد. وفي الخانية: أو قرأ آية من القرآن فعليه السهو. (الفتاوىٰ التاتارخانية ٢/ ٣٩٦ رقم: ٢٧٨١ زكريا)

مغرب کی نماز میں قعدۂ اولیٰ چھوڑ دینا

سوال (٦١):- اگر کسی نے بھول کر مغرب کی تینوں رکعت ایک ہی قعدہ سے پوری کر کے سلام پھیرا تو کیا حکم ہے؟

جواب:- اُس پر سجدۂ سہو واجب ہوگا؛ اِس لئے کہ قعدۂ اُولیٰ چھوڑ دیا (جو واجب ہے)

(کتاب النوازل ۳/۶۳۰، فتاویٰ قاسمیہ ۷/۶۱۴)

عن المغيرة بن شعبة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا قام الإمام في الركعتين، فإن ذكر قبل أن يستقيم قائمًا فليجلس، وإن استقيم قائمًا فلا يجلس، ويسجد سجدتي السهو. (السنن الكبرىٰ للبيهقي، كتاب الصلاة / باب من سها فقام من اثنتين ٣/ ٢٩٨ دار الفكر بيروت، ٢/ ٦٨٦ القاهرة، سنن الدار قطني ١/ ٣٦٧ رقم: ١٤٠٣ دار الكتب العلمية بيروت)

سها عن القعود الأول من الفرض، ثم تذكره عاد إليه مالم يستقم قائما في

ظاهر المذهب وهو الأصح. (فتح) وإلا أى وإن استقام قائماً لايعود لاشتغاله بفرض القيام، وسجد للسهو لترک الواجب، فلو عاد إلی القعود بعد ذٰلک تفسد صلاته، وقيل: لا تفسد لکنه يکون مسيئًا، ويسجد لتاخير الواجب وهو الأشبه، کما حققه الکمال وهو الحق. (الدر المختار مع الشامي ٥٤٧/٢-٥٤٩ زکريا، وکذا في الفتاویٰ الهندية ١٢٧/١)

وإن عاد الساهي عن القعود الأول إليه بعد ما استتم قائماً، اختلف التصحيح في فساد صلاته، وارجحهما عدم الفساد؛ لأن غاية ما في الرجوع إلی القعدة زيادة قيام في الصلاة. (مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح ١٨٠/١ المکتبة الشاملة)

مسبوق شخص سجدۂ سہو کا سلام نہیں پھیرے گا؟

سوال (٦٢):- مسبوق شخص امام کے ساتھ سجدۂ سہو کا سلام پھیرے گا یا نہیں؟

جواب:- مسبوق سجدۂ سہو کا سلام نہیں پھیرے گا؛ کیوں کہ اُس کی نماز ابھی ختم نہیں ہوئی ہے۔

ثم المسبوق إنما يتابع الإمام في السهو دون السلام؛ بل ينتظر الإمام حتی يسلم فيسجد فيتابعه في سجود السهو لا في سلامه. (بدائع الصنائع، کتاب الصلاة / بيان من يجب عليه السهو ٤٢٢/١، وکذا في الفتاویٰ الهندية ١٢٨/١، وکذا في حلبي کبير ٤٦٥)

مسبوق نے اِمام کے ساتھ سلام پھیر دیا

سوال (٦٣):- اگر مسبوق نے اِمام کے ساتھ ساتھ سلام پھیرا، پھر اُس کو تسبیح یا دعاء کے درمیان یاد آیا تو کیا کرے؟

جواب:- اگر اِمام کے بالکل ساتھ ساتھ سلام پھیرا تو اُس پر سجدۂ سہو واجب نہیں؛ لیکن اگر تھوڑے وقفہ کے بعد سلام پھیرا، جیسا کہ عام لوگوں کا معمول ہے، تو سجدۂ سہو واجب ہے۔ (کتاب النوازل ٢٣٤/٣)

عن إبراهيم في الرجل يفوته من الصلاة شيء ثم يسلم ناسياً قال: يقوم،

فيبني، ثم يسجد سجدتي السهو. (المصنف لعبد الرزاق، كتاب الصلاة / باب هل على من خلف الإمام سهو ۲/۳۱٦ رقم: ۳٥۱۱)

ومن أحكامه أنه لو سلّم مع الإمام ساهياً أو قبله لا يلزمه سجود السهو؛ لأنه مقتد وإن سلّم بعده لزمه. (البحر الرائق ۱/٦٦۲ دار الكتاب ديوبند، وكذا في الفتاویٰ التاتارخانية ۲/٤۲٦ رقم: ۲۸٦۳ زكريا)

وإذا سلم المقتدي المسبوق حين سلم الإمام ساهيًا بنى علىٰ صلاته، وعليه سجود السهو. وفي الحجة عندهما، وقال محمد: لا يجب، قيل: هٰذا إذا سلم بعد ما سلم الإمام، وفي الكبرىٰ: وهو المختار، فأما إذا سلم مع الإمام، وفي شرح الطحاوي: أو قبله فلا سهو عليه. (الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب الصلاة / باب سجود السهو ۲/٤۲٦ رقم: ۲۸٦۳ زكريا)

ومنها: أنه لو سلم مع الإمام ساهيًا أو قبله لا يلزمه سجود السهو، وإن سلم بعده لزمه، كذا في الظهيرية وهو المختار، كذا في جواهر الاخلاطي. (الفتاویٰ الهندية ۱/۹۱ زكريا)

○ دو رکعت پر بھولے سے سلام پھیر دیا

سوال (٦۴):- اگر کسی آدمی نے چار رکعت والی نماز میں دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر لیا، اُس کے بعد یاد آیا کہ ہم نے دو رکعت پڑھی ہے تو نماز کیسے ادا کرے گا؟

جواب:- مسئولہ صورت میں خلافِ صلوٰۃ عمل سے قبل اگر یاد آ جائے تو وہی نماز پوری کر لے، اُس کے بعد سجدۂ سہو کر لے۔ (کتاب النوازل ۳/٦۲۰)

عن أبي سفيان مولى ابن أبي أحمد أنه قال: سمعت أبا هريرة رضي اللّٰه عنه يقول: صلى لنا رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم صلاة العصر، فسلم في ركعتين فقام ذو اليدين، فقال: أقصرت الصلاة؟ يا رسول اللّٰه أم نسيت؟ فقال

رسول الله صلى الله عليه وسلم: كل ذٰلك لم يكن، فقال: قد كان بعض ذٰلك يا رسول اللّٰه، فأقبل رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم على الناس فقال: أصدق ذو اليدين، فقالوا: نعم! يا رسول اللّٰه! فأتم رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ما بقي من الصلاة، ثم سجد سجدتين وهو جالس بعد التسليم. (صحيح مسلم ۲۱۳/۱ رقم: ۵۷۳، صحيح البخاري ۱۶۳/۱ رقم: ۱۲۲۷)

سلم مصلى الظهر مثلا على رأس الركعتين توهما إتمامها، أتمها أربعا وسجد للسهو؛ لأن السلام ساهيا لا يبطل؛ لأنه دعاء من وجه. (شامي ۵۵۹/۲ زكريا، كذا في الفتاوىٰ التاتارخانية ۴۱۳/۲ رقم: ۲۸۲۷ زكريا)

حاصل المسئلة: أنه إذا سلم ساهيًا على الركعتين مثلاً، وهو في مكانه، ولم يصرف وجهه عن القبلة ولم يأت بمناف عاد إلى الصلاة من غير تحريمة وبنى على ما مضى وأتم ما عليه. (حاشية الطحطاوي على المراقي الفلاح / باب سجود السهو ۴۷۳ مكتبه فيصل ديوبند)

○ سنن ونوافل میں ترکِ واجب یا تاخیر رکن سے سجدۂ سہو کا وجوب؟

سوال (۶۵):- سنت یا نفل نماز میں کوئی واجب چھوٹ جائے یا تاخیر ارکان ہوجائے تو سجدۂ سہو واجب ہوگا یا نہیں؟

جواب:- سنن ونوافل میں بھی تکرار واجب یا تاخیر اَرکان وغیرہ کی وجہ سے سجدۂ سہو واجب ہوگا۔

المستفاد: وإذا صلّى ركعتين فرضًا أو نفلاً وسها فيهما، فسجد له بعد السلام ثم شفّعا عليه، لم يكن له ذٰلك البناء. (الدر المختار ۵۵۵/۲ زكريا)

○ نمازِ عید میں تکبیراتِ زوائد کہنا بھول گیا

سوال (۶۶):- اگر امام صاحب عیدین کی پہلی رکعت میں قبل الفاتحہ تکبیر کہنا بھول گیا

تو کیا حکم ہے؟

جواب:- اگر مجمع کثیر ہے تو بغیر سجدۂ سہو کے نماز ہو جائے گی، اور اگر مجمع کم ہے تو سجدۂ سہو واجب ہے۔

والسهو في صلاة العيد والجمعة والمكتوبة والتطوع سواء، والمختار عند المتأخرين عدمه في الأوليين لدفع الفتنة، وتحته في الشامية: الظاهر أن الجمع الكثير فيما سواهما كذٰلك الخ. (الدر المختار مع الشامي ٥٦٠/٢ زكريا، ٩٢/٢ كراچی، الفتاویٰ الهندية ١٢٨/١)

عدم السجود مقيد بما إذا حضر جمع كثير، أما إذا لم يحضروا، فالظاهر السجود لعدم الداعي إلى الترك وهو التشويش. (طحطاوي علىٰ مراقي الفلاح / باب سجود السهو ٤٦٦ مكتبه فيصل ديوبند، ٢٥٣ قديم)

ومنها تكبيرات العيدين، قال في البدائع: إذا تركها أو نقص أو زاد عليها أو أتى بها في غير موضعها؛ فإنه يجب عليه السجود. (الفتاویٰ الهندية ١٢٨/١ زكريا)

○ مجمع کثیر کا اطلاق کتنے مجمع پر ہوگا؟

سوال (٦٧):- حضرت! مجمع کثیر کتنے پر سمجھا جائے گا؟

جواب:- اتنا مجمع کثیر سمجھا جائے گا کہ اگر سجدۂ سہو کیا جائے تو اُس میں انتشار پیدا ہو جائے۔

عدم السجود مقيد بما إذا حضر جمع كثير، أما إذا لم يحضروا، فالظاهر السجود لعدم الداعي إلى الترك وهو التشويش. (طحطاوي علىٰ مراقي الفلاح / باب سجود السهو ٤٦٦ مكتبه فيصل ديوبند)

○ مسبوق ثنا پڑھے گا یا نہیں؟

سوال (٦٨):- مسبوق جب اپنی چھوٹی ہوئی نماز شروع کرے گا تو ثناء پڑھے گا یا نہیں؟

جواب:- ثناء پڑھے گا۔ (کتاب النوازل ۴۷۹/۴، فتاویٰ دار العلوم ۳۹۲/۳)

والمسبوق من سبقه الإمام بها أو ببعضها وهو منفرد حتى يثني ويتعوذ ويقرأ. (الدر المختار) وتحته في الشامية: **بعد فراغ إمامه، فيأتي بالثناء والتعوذ.**

(الدر المختار مع الشامي، باب الإمامة / مطلب: فيما لو أتى بالركوع والسجود أو بهما مع الإمام أو قبله أو بعده ٣٤٦/٢ زكريا، ٥٩٦/١ كراچي)

إذا انتهىٰ إلى الإمام وقد سبقه الإمام بشيء من صلاته هل يأتي بالثناء؟

...... **يأتي بالثناء لا محالة، عليه الفتوىٰ.** (الفتاوىٰ التاتارخانية ١٩٥/٢ رقم: ٢١٢٠ زكريا)

فإذا قام إلى قضاء ما سبق يأتي بالثناء. (الفتاوىٰ الهندية ٩١/١ زكريا)

○ وتر کی قضاء

سوال (٦٩):- کیا وتر کی قضاء ہے؟ جب کہ وہ قضاء ہوجائے۔

جواب:- وتر کی قضاء لازم ہے۔ (کتاب المسائل ۴۴۱/۱)

هو فرضٌ عملاً واجبٌ اعتقادًا ...... لكنه يقضي أي أنه يقضي وجوبًا اتفاقًا. (تنوير الأبصار مع الدر المختار مع الشامي ٤٣٨/٢-٤٤٠ زكريا)

الوتر فرض عملاً واجبٌ اعتقادًا ...... ويقضي اتفاقًا. (مجمع الأنهر ١٩٢/١، سكب الأنهر علىٰ مجمع الأنهر ١٩٢/١ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

إن الوتر أقوىٰ من سائر السنن حتى أنها تقضي إذا انفردت بالفوات.

(المبسوط للسرخسي ١٥٥/١ دار الكتب العلمية بيروت)

الوتر يقضي بعد طلوع الفجر بالإجماع بخلاف سائر السنن. (البحر الرائق ٤٣٧/١ دار الكتاب ديوبند، ٢٥٢/١ بيروت)

○ شیشہ کے سامنے کھڑے ہوکر نماز پڑھنا

سوال (٧٠):- کسی مصلی کے سامنے والی دیوار میں شیشہ لگا ہوا ہے، اور نماز میں مصلی کا عکس اُٹھتا ہے، اور وہ اپنے آپ کو دیکھتا ہے، تو کیا حکم ہے؟

جواب:- ایسا شیشہ جس میں نمازی کا مکمل عکس نظر آتا ہو اُس کے سامنے کھڑے ہوکر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۱/۸۹ میرٹھ، کتاب الفتاویٰ ۲/۲۳۷، کتاب النوازل ۱۳/۵۴۲)

لابأس بنقشه خلا محرابه، فإنه يكره؛ لأنه يلهي المصلي، ويكره التكلف بدقائق النقوش خصوصًا في جدار القبلة. (شامي، كتاب الصلاة / مطلب كلمة "لا بأس" دليل على أن المستحب غيره الخ ٢/٤٣٠-٤٣١ زكريا، ١/٦٥٨ كراچی)

وفي الفتح: دقائق النقوش ونحوها مكروه. (مجمع الأنهر، كتاب الصلاة / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، فصل: ١/١٩١ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

ومحمل الكراهة التكلف بدقائق النقوش ونحوه خصوصًا في المحراب. (فتح القدير، كتاب الصلاة / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، فصل: ١/٤٢١ مصطفىٰ البابي الحلبي مصر، ١/٤٣٤ زكريا)

○ پگڑی کے کنارے پر سجدہ کرنا

سوال(۷۱):- پگڑی کے اوپر سجدہ کرنا کیسا ہے؟

جواب:- سجدہ تو ادا ہو جائے گا مگر ایسا کرنا مکروہ ہے۔ (کتاب المسائل ۱/۳۸۳، فتاویٰ محمودیہ ۹/۳۵۸ میرٹھ)

ويكره أن يسجد علىٰ كور عمامته، كذا في الذخيرة. (الفتاوىٰ الهندية ١/١٠٨ زكريا)

ويكره أيضًا السجود علىٰ كور عمامته إذا أصابت الجبهة الأرض وإلا لم تصح الصلاة. (الفقه الإسلامي ١/٨٠٩ مكتبه سهارنفور)

متعلقاتِ امامت

○ داڑھی کٹانے والے شخص کی اِمامت

سوال (۷۲):- جس کی داڑھی کٹی ہوئی ہو تو اُس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب:- جس اِمام کی داڑھی کٹی ہوئی ہو اُس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ (کتاب المسائل ۱/۴۰۸، فتاویٰ محمودیہ ۱۰/۱۳۵ میرٹھ، کتاب النوازل ۴/۳۴۱)

ویکره إمامة فاسق، قوله: فاسق من الفسق: وهو الخروج عن الاستقامة، ولعل المراد من یرتکب الکبائر کشارب الخمر، والزاني، وآکل الربا ونحو ذٰلک.

(شامي ۱/۵٦۰ کراچی، ۲/۲۹۸ زکریا، الهدایة ۱/۱۲۲، مجمع الأنهر ۱/۱٦۳ فقیه الأمة دیوبند)

وتجوز إمامة الأعرابي …… والفاسق کذا في الخلاصة إلا أنها تکره.

(الفتاویٰ الهندیة ۱/۸۵ زکریا، شامي ۲/۲۹۸ زکریا)

ویحرم علی الرجل قطع لحیته. (الدر المختار مع الشامي ٦/٤۰۷ کراچی، ۹/۵۸۳ زکریا)

○ اِمام اگر ۴۰/دن متواتر نماز پڑھائے تو اُسے جہنم اور نفاق سے پروانے ملیں گے یا نہیں؟

سوال (۷۳):- (چالیس دن جماعت کی پابندی پر جہنم اور نفاق کے پروانے عطا ہوتے ہیں، اِس کے ضمن میں یہ سوال کیا گیا) کیا اِمام صاحب کے لئے بھی دو پروانے کی فضیلت ہے؟

جواب:- کیوں نہیں؛ اِمام صاحب کو یہ فضیلت بدرجۂ اُولیٰ حاصل ہوگی۔

عن أنس بن مالک رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه

وسلم: من صلى لله أربعين يومًا في جماعة يدرك التكبيرة الأولىٰ كتب له براء تان: براء ة من النار وبراء ة من النفاق. (سنن الترمذي ٥٦/١)

○ رات کی نفل نماز میں بیوی کو شامل کر سکتے ہیں یا نہیں؟

سوال (۷۴):- رات کی نفل نماز اپنی بیوی کے ساتھ جماعت کر کے پڑھا سکتا ہے؟

جواب:- پڑھا سکتا ہے، مگر بیوی کو پیچھے کھڑا کرے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۴۴۵/۹، فتاویٰ قاسمیہ ۱۰۸/۷، کتاب الفتاویٰ ۲۷۰/۲)

عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: صليت إلىٰ جنب النبي صلى الله عليه وسلم، وعائشة رضي الله عنها خلفنا تصلي معنا، وأنا إلىٰ جنب النبي صلى الله عليه وسلم أصلي معه. (صحيح ابن حبان ٣١٣/٣)

أما الواحدة فتتأخر (الدر المختار) وفي الشامية وتأخر الواحدة محله إذا اقتدت برجل لا بامرأة مثلها. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الصلاة / باب الإمامة ٣٠٧/٢ زكريا)

○ اِمام صاحب ''ربنا لک الحمد'' کہیں گے یا نہیں؟

سوال (۷۵):- امام صاحب ''ربنا لک الحمد'' کہیں گے یا نہیں؟

جواب:- ہاں اِمام صاحب بھی رکوع سے اُٹھتے وقت ''سمع اللّٰہ لمن حمدہ'' کے ساتھ ''ربنا لک الحمد'' کہیں گے، اَفضل یہی ہے۔ (کتاب المسائل ۳۴۰/۱، کتاب النوازل ۶۱/۴، فتاویٰ محمودیہ ۳۳۱/۹ میرٹھ)

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا قال: سمع الله لمن حمده قال: اللّٰهم ربنا ولک الحمد. (صحيح البخاري، كتاب الأذان / باب ما يقول الإمام ومن خلفه الخ ١٠٩/١ رقم: ٧٩٥)

ويسن التحميد للمؤتم والمنفرد اتفاقًا وللإمام عندهما أيضًا لحديث أبي هريرة رضي الله عنه أنه صلى الله عليه وسلم كان يجمع بينهما؛ ولأنه فرض غيره، فلا ينسى نفسه. متفق عليه. (حاشية الطحطاوي علىٰ مراقي الفلاح / فصل في سنن

الصلاة ٢٦١-٢٦٢ مكتبة فيصل ديوبند)

○ پہلی جماعت میں نفل کی نیت سے شریک ہونا اُس کے بعد فرض کی اِمامت کرنا

سوال (٧٦):- (حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی روشنی میں سوال کیا گیا کہ) امام کی اقتداء میں پہلے نفل پڑھنا اور پھر بعد میں دوسرے لوگوں کو اُسی وقت کی فرض نماز پڑھانا آج بھی جائز ہے یا نہیں؟

جواب:- ایسی صورت میں فی نفسہٖ نمازیں تو درست ہوجائیں گی، مگر معقول عذر کے بغیر ایسا کرنا مناسب نہیں ہے۔

ویصح اقتداء المتنفل بالمفترض. (الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب الصلاة / الفصل السادس ما يمنع صحة الاقتداء الخ ٢٦٨/٢ رقم: ٢٣٩١ زكريا، المحيط البرهاني ١٩٦/٢ رقم: ١٥٥٦ بيروت)

○ جنات کے پیچھے اِنسانوں کی نماز

سوال (٧٧):- جنات کے پیچھے اِنسانوں کی نماز درست ہے یا نہیں؟ جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز حضرت جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے ہوگئی تھی، حالاں کہ جنس الگ ہے۔

جواب:- جنات کے پیچھے بھی اِنسانوں کی نماز جائز ہے؛ اِس لئے کہ ان پر بھی نماز فرض ہے، اور فرشتوں کے پیچھے نماز عام حالت میں تو نہیں ہوگی؛ کیوں کہ وہ مکلّف نہیں؛ لیکن امامت جبرئیلؑ اس لئے درست ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں مکلّف کردیا تھا تو اُن پر وہ نماز فرض ہوگئی تھی۔

وتصح إمامة الجني؛ لأنه مكلف بخلاف إمامة الملك؛ فإنه متنفل، وإمامة جبرئيل لخصوص التعليم مع احتمال الإعادة من النبي صلى الله عليه وسلم. (شامي ٢٩٠/٢ زكريا، ٥٥٤/١ كراچي)

صف بندی کے مسائل

○ کیا دوسری منزل کی پہلی صف میں نماز پڑھنے سے صفِ اول کا ثواب ملے گا؟

سوال (۷۸):- اگر مسجد دو منزل کی ہوتو اوپر والی منزل میں جو اول صف ہے، کیا اس کو اول صف میں شمار کیا جائے گا؟

جواب:- اوپر والی منزل کی اول صف کو نیچے کی آخری صف کے بعد کے درجہ میں رکھا جائے گا۔

المستفاد: قال ابن حجر: الصف الأول هو الذي يلي الإمام، وإن تخلله شيء نحو منبر، وإن تأخر أصحابه في المجيء. (مرقاة المفاتيح / باب تسوية الصف، الفصل الأول ۳/ ۷۰ المكتبة الأشرفية ديوبند)

وعن أبي مسعود الأنصاري رضي اللّٰه عنه قال: كان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يمسح مناكبنا في الصلاة، ويقول: استووا ولا تختلفوا فتختلف قلوبكم، ليليني منكم أو الأحلام والنهى، ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم، قال أبو مسعود: فأنتم اليوم أشد اختلافًا. (مشكاة المصابيح / باب تسوية الصفوف، الفصل الأول ۹۸)

○ گرمی کی وجہ سے مسجد کے صحن میں جماعت کرنا

سوال (۷۹):- گرمیوں میں محراب سے ہٹ کر صحن میں جماعت کرتے ہیں، کیا حکم ہے؟

جواب:- کر سکتے ہیں، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۹/ ۳۸۱)

○ کیا بچوں کو صف سے نکال دینا چاہئے؟

سوال (۸۰):- ایک شخص یہ کہہ رہا تھا کہ بچہ کو صف سے نکال دو؛ کیوں کہ صف کٹ جاتی ہے؟

جواب:- ایک دو بچے ہوں، تو وہ صف کے درمیان میں کھڑے ہو سکتے ہیں، زیادہ ہوں تو اُن کی صف الگ بنائی جائے۔ (کتاب المسائل ۱/۴۳۴)

ثم الصبيان ظاهره تعددهم فلو واحدًا دخل الصف. (الدر المختار، كتاب الصلاة / باب الإمامة ۳۱٤/۲ زكريا، ۵۷۱/۱ كراچی)

سوال (۸۱):- اگر صف میں نابالغ بچے کھڑے ہوجائیں تو کیا کوئی حرج ہے؟ جیسا کہ آج کل لوگ اپنے بچے کو لے کر کھڑے ہوجاتے ہیں؟

جواب:- اگر بچوں کی تعداد زیادہ ہو تو اُن کی صف الگ سے بنانا بہتر ہے، اور اگر ایک دو بچے ہوں تو اُنہیں بڑوں کی صف میں کھڑا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ اِسی طرح جب بڑا مجمع ہو تو بھی بچوں کو اپنے ساتھ کھڑا کر سکتے ہیں؛ کیوں کہ اگر لوگ اپنے بچوں کو ساتھ لے کر نماز نہیں پڑھیں گے تو بچوں کے گم ہونے کا اندیشہ ہوگا۔ (کتاب المسائل ۱/۴۳۴، کتاب النوازل ۴/۴۴۳)

إن الصبي الواحد لا يكون منفردًا عن صف الرجال؛ بل يدخل في صفهم. (البحر الرائق / باب الإمامة ٦١٨/١ زكريا، ۳۵۳/۱ كوئٹه، شامي / باب الإمامة ۳۱٤/۲ زكريا، ۵۷۱/۱ كراچی)

قال الرحمتي: ربما يتعين في زماننا إدخال الصبيان في صفوف الرجال؛ لأن المعهود منهم إذا اجتمع صبيان فأكثر تبطل صلاة بعضهم ببعض وربما تعدى ضررهم إلى إفساد صلاة الرجال انتهى. (تقريرات الرافعي على الدر المحتار / باب الإمامة ۷۳/۲ زكريا)

○ ٹرین کی گذرگاہوں میں نماز پڑھنا

سوال (۸۲):- اگر کوئی شخص ٹرین میں آنے جانے کے راستہ میں نماز پڑھتا ہے تو کیسا ہے؟

جواب:- کوشش کی جائے کہ ایسی جگہ نماز پڑھے جہاں آمد ورفت نہ ہو؛ لیکن اگر دوسری کوئی جگہ نہ ہوتو راستہ ہی میں نماز پڑھ لیں؛ کیوں کہ مجبوری میں تھوڑی دیر راستہ رکنے میں حرج نہیں ہے۔

عن جابر بن عبد اللّٰہ رضي اللّٰہ عنه أن النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم قال: جُعلت لي الأرض مسجدًا وطهورًا. (صحیح البخاري / کتاب التیمم ۴۸/۱ رقم: ۳۳۵ دار الفکر بیروت)

دورانِ نماز آگے بڑھ کر اگلی صف پُر کرنا

سوال (۸۳):- پچھلی صف کا مقتدی سامنے خالی صف کو نماز کی حالت میں پر کرسکتا ہے، جب کہ کسی بنا پر خالی ہوجائے؟

جواب:- ایک دو قدم چل کر اگلی صف پر کرسکتا ہے۔ (کتاب المسائل ۴۳۵/۱)

إن کان في الصف الثاني فرأی فرجة في الأول، فمشیٰ إلیها لم تفسد صلاته؛ لأنه مأمور بالمراصّة. (شامي، کتاب الصلاة / باب الإمامة، مطلب في الکلام علی الصف الأول ۳۱۲/۲ زکریا، ۵۷۰/۱ کراچی)

المشي في الصلاة إذا کان مستقبل القبلة لا یفسد إذا لم یکن متلاحقًا، ولم یخرج من المسجد. (الفتاویٰ الهندیة / الباب السابع فیما یفسد اصلاة وما یکره فیها ۱۰۲/۱ زکریا)

دل علی ما في الفردوس عن ابن عباس عنه صلی اللّٰہ علیه وسلم "من نظر إلیٰ فُرجةٍ في صفٍ فلیسدها بنفسهٖ. (شامي ۳۱۳/۲ زکریا، ۵۷۰/۱ کراچی)

اگلی صف تین قدم سے زائد فاصلہ پر ہوتو کیسے پر کرے؟

سوال (۸۴):- اگر اگلی صف میں جانے کا چار قدم کا فاصلہ ہے، تو کیا اس کو لمبے تین قدم بنا کر جاسکتا ہے۔

جواب:- بہتر ہے کہ وقفہ وقفہ کرکے جائے، ایک ساتھ نہ جائے۔ (کتاب النوازل ۴۲۷/۴، آپ کے مسائل اوران کا حل ۴۰۲/۳)

عن أنس بن مالک رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: سووا صفوفکم، فإن تسویة الصف من تمام الصلاۃ. (صحیح البخاري / باب إقامة الصف من تمام الصلاة ۱۰۰/۱ رقم: ۷۲۳ دار الفکر بیروت، صحیح مسلم / باب تسویة الصفوف وإقامتها ۱۸۲/۱ رقم: ۴۳۳ بیت الأفکار الدولیة)

عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: من سد فرجة رفعه اللّٰه بها درجة وبنی له بیتا في الجنة. (الترغیب والترهیب مکمل ۱۱۹، المعجم الأوسط ۲۲۵/۴ رقم: ۵۷۹۷ مکتبة عمان أردن)

مشی مستقبل القبلة هل تفسد؟ إن قدر صف ثم وقف قدر رکن ثم مشی ووقف کذٰلک، وهکذا لا تفسد، وإن کثر ما لم یختلف المکان. (الدر المختار ۳۸۸/۲ زکریا، کذا في الفتاویٰ التاتارخانیة ۲۲۹/۲-۲۳۱ زکریا، الفقه الإسلامي وأدلته ۲۹/۲)

❍ گاؤں میں اِمام کے پیچھے کون کھڑا ہو؟

سوال (۸۵):- حضرت گاؤں دیہات میں سب جاہل ہوتے ہیں، تو اب امام کے پیچھے کس کو کھڑا کریں؟

جواب:- مقتدیوں میں جو شخص میں سب سے زیادہ سمجھ دار ہو وہ اِمام کے پیچھے کھڑا ہوا کرے۔

عن عبد اللّٰہ عن النبي صلی اللّٰه علیه وسلم قال: لیلیني منکم أولو الأحلام والنهیٰ، ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم، ولا تختلفوا فتختلف قلوبکم، وإیاکم وهیشات الأسواق. (سنن الترمذي، أبواب الصلاة / باب ما جاء لیلیني منکم أولو الأحلام والنهیٰ ۵۳/۱)

سنن ونوافل

○ ایک سلام سے کتنی نفل نماز پڑھ سکتے ہیں؟

سوال (۸۶):- ایک سلام سے نفل نماز کتنی رکعت پڑھ سکتے ہیں؟

جواب:- دن میں ایک سلام سے زیادہ سے زیادہ چار رکعت اور رات میں زیادہ سے زیادہ آٹھ رکعت نفل نماز پڑھ سکتے ہیں، اس سے زیادہ پڑھنا خلافِ اولیٰ اور مکروہ ہے۔

وكره الزيادة على أربع في نوافل النهار وعلىٰ ثمان ليلاً بتسليمة واحدةٍ.

(الفتاویٰ الهندية ١١٣/١ کوئٹه، حلبي كبير / فصل فی النوافل ٣٩١ المكتبة الأشرفية ديوبند، فتح القدير ٤٦٢/١ زكريا، البحر الرائق ٩٣/٢ زكريا، النهر الفائق ٢٩٧/١)

○ کیا نفل نماز میں جہری قرأت کر سکتے ہیں؟

سوال (۸۷):- نفل نماز میں بلند آواز سے قرأت کر سکتے ہیں؟

جواب:- رات کی نفل نماز میں بلند آواز سے قرأت کر سکتے ہیں، دن میں نہ کریں۔

وخير المنفرد بين الجهر والإخفاء في نفل الليل؛ لأن النوافل أتباع الفرائض لكونها مكملات لها فيخير فيها كما يخير في الفرائض، وإن كان إماما جهر لما ذكر من أنها أتباع الفرائض؛ لهٰذا يخف في نوافل النهار، ولو كان إمامًا. (مجمع الأنهر ١٥٦/١ مكتبة فقيه الأمة ديوبند، سعاية شرح شرح الوقاية ٢٧٠/٢ مكتبه فيصل ديوبند، الموسوعة الفقهية ١٨٩/١٦ كويت)

○ نفل نماز کے ترک پر نکیر نہیں کی جائے گی

سوال (۸۸):- عرض ایں کہ ظہر اور مغرب کی نفل نماز ترک کرنے والے پر نکیر کرنا کیسا ہے؟

جـــواب:- کسی بھی قسم کی نفل ترک کرنے والے پر نکیر نہیں کی جائے گی؛ لیکن پھر بھی نفل نمازوں کا اہتمام افضل اور موجبِ ثواب ہے۔ (کتاب المسائل ۱/۴۸۲)

وأما المستحب أو المندوب فينبغي أن يكره تركه أصلاً؛ لأن خلاف الأولىٰ قد لا يكون مكروهًا حيث لا دليل خاص كترك صلاة الضحىٰ. (شامي، كتاب الصلاة / مطلب في بيان السنة والمستحب والمندوب والمكروه وخلاف الأولىٰ ۴۲۴/۲ زكريا، ۶۵۳/۱ كراچی، ۳۶۷/۲ بيروت)

○ دیوبند میں مسجد رشید میں تہجد کی جماعت کیوں ہوتی ہے؟

سوال (۸۹):- دیوبند میں مسجد رشید کے اندر تہجد جماعت سے ہوتی ہے، اس کا کیا حکم ہے؟

جـــواب:- مسجد رشید میں تہجد کی جو جماعت ہوتی ہے، یہ حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہٗ کے تفردات میں سے ہے، اور حضرت کے موقف کے دلائل ''فتاویٰ شیخ الاسلام'' میں موجود ہیں۔ حنفیہ کا عام فتویٰ کراہت کا ہے۔

وهي (الجماعة) سنة عين إلا في التراويح؛ فإنها فيه سنة كفاية، ووتر رمضان؛ فإنها فيه مستحبة، وأما وتر غيره وتطوعه فمكروهة فيهما علىٰ سبيل التداعي. قال شمس الأئمة الحلواني: إن اقتدىٰ به ثلاثة لا يكون تداعيًا فلا يكره اتفاقًا، وإن اقتدىٰ به أربعة فالأصح الكراهة. (طحطاوي على مراقي الفلاح / باب الإمامة ۲۸۶ مكتبه فيصل ديوبند)

والنفل بالجماعة غير مستحبة؛ لأنه لم تفعل الصحابة في غير رمضان، وهو كالصريح في أنها كراهة تنزيهة. (شامي ۵۰۰/۲ زكريا)

○ تین سے زائد جماعتِ نوافل کیوں مکروہ ہے؟

سوال (۹۰):- جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین آدمی کے ساتھ نفل نماز پڑھی ہے، اور تین ہو یا تین سے زیادہ ہو، سب کا اطلاق جمع پر ہوتا ہے، تو نفل نماز تین سے زائد کے ساتھ مکروہ

کیوں کہا گیا؟

جواب:- اصل میں یہ کراہت ذاتی نہیں ہے؛ بلکہ یہ کراہت لغیرہ ہے، یعنی مفاسد کے پیش آنے کے خطرہ کی بنا پر ہے، وہ مفاسد یہ ہیں کہ اگر ان چیزوں کا شیوع ہوگا تو جو فرض اور مسنون نمازیں ہیں، اُن کی اَہمیت کم ہوجائے گی اور نفل کی اہمیت زیادہ یا مسنون کے برابر ہوجائے گی، اِس لئے فقہاء نے اس کو مکروہ کہا ہے، ورنہ نفس نماز کو کون منع کرسکتا ہے؟ گویا کہ یہ کراہت سداً للباب ہے۔ (دیکھئے: تحفہ رمضان ۱۳۹)

والنفل بالجماعة غير مستحبة؛ لأنه لم تفعل الصحابة في غير رمضان، وهو كالصريح في أنها كراهة تنزيهة. (شامي ٥٠٠/٢ زكريا)

والاجتماع على صلاة النفل أحيانًا مما تستحب فيه الجماعة إذا لم يتخذ راتبة، وكذا إذا كان لمصلحة مثل أن لا يحسن أن يصلي وحده أو لا ينشط وحده، فالجماعة أفضل إذا لم تتخذ راتبة، وفعلها في البيت أفضل إلا لمصلحة راجحة. (المختار الفتوي ٥٧ للشيخ مجد الدين عبد الله بن محمود الحنفيؒ)

○ فجر کی سنت کی قضا کب کریں؟

سوال (۹۱):- اگر کسی شخص کی فجر کی سنت چھوٹ گئی ہو تو کیا وہ فرض نماز کے بعد پڑھ سکتا ہے؟

جواب:- فجر کی چھوٹی ہوئی سنتیں اشراق کے بعد پڑھے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۹۴/۷ ڈابھیل)

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من لم يصل ركعتي الفجر فليصلها بعد ما تطلع الشمس. (سنن الترمذي ٩٦/١، حلبي كبير ٣٩٧)

قال محمدؒ: أحب إلي أن يقضيها إلى الزوال كما في الدر، قيل: هٰذا قريب من الاتفاق. (شامي ٥١٢/٢ زكريا، بدائع الصنائع ٦٤٣/١)

سوال (۹۲):- فجر کی سنت اگر وقت پر نہ پڑھ سکے تو اُس کے پڑھنے یا نہ پڑھنے کے سلسلہ میں فتویٰ کس کے قول پر ہے؟ شیخینؒ یا امام محمدؒ کے قول پر؟

جواب:- اِس بارے میں اِمام محمدؒ کے قول پر فتویٰ ہے، یعنی اشراق کے بعد سنت کی قضا پڑھے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ ۷/۱۹۵ ڈابھیل)

وأما سنة الفجر، فإن فاتت مع الفرض تقضي مع الفرض استحسانًا لحديث ليلة التعريس …… وأما إذا فاتت وحدها لا تقضي عند أبي حنيفة وأبي يوسف، وقال محمدؒ: تقضي إذا ارتفعت الشمس قبل الزوال. (بدائع الصنائع ٦٤٣/١، مجمع الأنهر ١٤٢/١ بيروت، شامي ٥١٢/٢ زكريا)

○ فجر کی جماعت چھوٹنے کے خوف سے سنت میں صرف تشہد پر اکتفاء کرنا

سوال (۹۳):- فجر کی سنت پڑھنے والے کو یقین ہے کہ اگر درود پڑھ کر سلام پھیروں گا تو امام صاحب سلام پھیر دیں گے؛ لہٰذا تشہد پر اکتفاء کرسکتا ہے؟

جواب:- کرسکتا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۷/۱۹۳ ڈابھیل)

عن أبي عثمان الهندي قال: كنا نأتي عمر بن الخطاب رضي الله عنه قبل أن نصلي الركعتين قبل الصبح وهو في الصلاة، فنصلي الركعتين في آخر المسجد ثم ندخل مع القوم في صلاتهم. (شرح معاني الآثار ٤٨٥/١ دار الكتب العلمية)

وإن خاف ركعتي الفجر لاشتغاله بسنتها تركها لكون الجماعة أكمل، وإلا بأن رجا إدراك ركعة في ظاهر المذهب، وقيل: التشهد، واعتمده المصنف والشرنبلالي تبعًا للبحر لا يتركها. (شامي ٥١٠/٢ زكريا)

رجل انتهى إلى الإمام والناس في صلاة الفجر إن خشي أن تفوته ركعة من الفجر بالجماعة ويدرك ركعة صلى سنة الفجر ركعتين عند باب المسجد. (الفتاویٰ التاتارخانية ٣٠٨/٢ رقم: ٢٥١١ زكريا)

○ وقت کم ہوتو ظہر کی سنت پہلے پڑھے یا بعد میں؟

سوال (۹۴):- ظہر کی نماز میں تین چار منٹ باقی ہیں، جلدی جلدی سنتیں پڑھنا بہتر

ہے یا بعد میں پڑھ لی جائے؟

جــــواب:- اگر وقت میں کچھ بھی گنجائش ہو تو پہلے ہی سنت پڑھ لے؛ کیوں کہ سنت کا اصل وقت یہی ہے۔ البتہ اگر وقت تنگ ہو تو ظہر کے بعد سنتیں پڑھی جائیں؛ کیوں کہ ظہر کے بعد بھی سنتوں کا وقت رہتا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۷/۲۰۰ ڈابھیل)

عـن عـائشة رضـي الله عنها قالت: إن النبي صلى الله عليه وسلم كان إذا لم يصل أربعًا قبل الظهر صلاهن بعدها. (سنن الترمذي / أبواب الصلاة ۹۷/۱)

وسـن مـؤكـدًا أربـع قبل الظهر وأربع قبل الجمعة وأربع بعدها بتسليمة، فلو بتسليمتين لم تنب عن السنة. (شامي ۴۵۱/۲ زكريا)

وأمـا سـنة الظهر القبلية إذا صليت بعده فإطلاق القضاء عليها مجاز علىٰ كل حال؛ لأنها معفو له في وقتها. (طحطاوي على مراقي الفلاح ۲۳۹، حلبي كبير ۲۳۸ لاهور)

○ اگر ظہر سے قبل صرف دو رکعت پڑھ سکا تو بعد میں دو پڑھے گا یا چار؟

ســـوال (۹۵):- اگر کم وقت کی بنا پر ظہر سے پہلے دو رکعت پڑھ لی تو بعد میں دو رکعت اور پڑھے گا یا پوری چار پڑھے گا؟

جــــواب:- پوری چار پڑھے گا؛ اِس لئے کہ سنتِ مؤکدہ ایک سلام سے چار رکعت پڑھنے کا حکم ہے۔ (کتاب النوازل ۴/۶۰۰، کتاب المسائل ۱/۴۸۵)

عن عائشة رضي الله عنها قالت: قال النبي صلى الله عليه وسلم: كان إذا لم يصل أربعًا قبل الظهر صلاهن بعدها. (سنن الترمذي ۹۷/۱)

عن أبي أيوب رضي الله عنه كان يصلي النبي صلى الله عليه وسلم بعد الزوال أربع ركعاتٍ، فقلتُ: ما هٰذه؟ الصلاة التي تداوم عليها؟ فقال: هٰذه ساعة تفتح أبواب السـمـاء فيهـا، فأحب أن يصعد لي فيها عمل صالحٌ، فقلت: أفي كلهن قراء ة؟ قال: نعم، فقلت: بتسليمة واحدة أو بتسليمتين: فقال: بتسليمة واحدة. (سنن أبي داؤد ۱۲۷/۱)

وسن مؤكدًا أربع قبل الظهر وأربع قبل الجمعة وأربع بعدها بتسليمة فلو بتسليمتين لم تنب عن السنة. (شامي ٤٥١/٢ زكريا)

○ گھر سے سنت پڑھ کر گیا تو مسجد میں داخلہ کے وقت تحیۃ المسجد پڑھے گا یا نہیں؟

سوال (۹۶):- جمعہ کے دن کوئی شخص گھر سے سنت پڑھ کر جائے، تو مسجد میں جا کر تحیۃ المسجد پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

جواب:- پڑھ سکتا ہے، بشرطیکہ مکروہ وقت نہ ہو۔ (فتاویٰ دار العلوم ۲/ ۷۰، فتاویٰ قاسمیہ ۸/ ۲۱۸)

عن زيد بن ثابت رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم إتخذ حجرة – إلى – فصلوا أيها الناس في بيوتكم، فإن أفضل الصلاة صلاة المرء في بيته إلا المكتوبة. (صحيح البخاري، كتاب الصلاة / باب صلاة الليل ١٠١/١ رقم: ٧٢٢، ف: ٧٣١)

عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: سمعت غير واحد من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم منهم عمر بن الخطاب، وكان من أحبهم إليّ: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن الصلاة بعد الفجر حتى تطلع الشمس، وعن الصلاة بعد العصر، حتى تغرب الشمس. (سنن الترمذي، كتاب الصلاة / باب ما جاء في كراهية الصلاة بعد العصر وبعد الفجر ٤٥/١ رقم: ١٨٣)

ويكره أن يتنفل بعد الفجر حتى تطلع الشمس، وبعد العصر حتى تغرب، لما روى أنه عليه السلام نهى عن ذلك. (الهداية، كتاب الصلاة / باب المواقيت، فصل في الأوقات التي تكره فيها الصلاة ٨٥/١ المكتبة الأشرفية ديوبند)

ووقتان آخران يكره فيهما التطوع، وهما: بعد طلوع الفجر إلى طلوع الشمس، إلا ركعتي الفجر، وما بعد صلاة العصر إلى وقت غروب الشمس.

(الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الصلاة / الفصل الأول في المواقيت ١٥/٢ رقم: ١٥١٩ زكريا)

مسائلِ تراویح

کیا نابالغ لڑکا تراویح پڑھا سکتا ہے؟

سوال (۹۷):- نابالغ لڑکا تراویح کی نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب:- نابالغ فقط نابالغ ہی کی اِمامت کرسکتا ہے، بالغوں کی نہیں۔

عن عطاء قال: لا یؤم الغلام الذي لم یحتلم. (المصنف لعبد الرزاق ٣٩٨/٢ رقم: ٣٨٤٥)

ولا یصح اقتداء البالغ غیر البالغ في الفرض وغیرہ، وهو الأصح. (حلبي کبیر ٥١٦ المکتبة الأشرفیة دیوبند)

فلا یصح اقتداء بالغ بصبي مطلقًا، سواء کان في فرض؛ لأن صلاۃ الصبي ولو نوی الفرض نفل. (حاشیة الطحطاوي علیٰ مراقي الفلاح ٢٨٨ جدید)

وفیه إمامة الصبي المراهق للصبیان مثله یجوز. (الفتاویٰ الهندیة ٨٥/١، خلاصة الفتاویٰ ١٤٧/١ المکتبة الأشرفیة دیوبند)

لو أن هٰذا الصبي یؤم صبیانًا بمثل حاله یجوز. (الفتاویٰ التاتارخانیة ٣٣٥/٢ رقم: ٢٥٨٦)

تراویح کے سنتِ مؤکدہ ہونے کی دلیل

سوال (۹۸):- تراویح سنتِ مؤکدہ کیسے ہے؛ کیوں کہ سنتِ مؤکدہ وہ ہے جس کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دائمی طور پر کیا ہو، حالاں کہ آپ نے صرف تین ہی دن پڑھی ہے؟

جواب:- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن تراویح کی نماز باجماعت پڑھائی، اس کے بعد ترک فرمادی اور فرمایا کہ: ''اگر یہ خطرہ نہ ہوتا کہ یہ فرض ہوجائے گی تو میں اسے نہ چھوڑتا''۔ اِس سے پتہ چلا کہ یہ چھوڑنا عذر کی وجہ سے ہوا ہے، ورنہ تو آپ پابندی فرماتے، یہی سنتِ مؤکدہ ہونے کی نشانی ہے۔

علاوہ اَزیں امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک اِمام سیدنا حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں سب کو با جماعت نماز تراویح پڑھنے کا حکم دیا، جس پر کسی صحابی نے نکیر نہیں کی۔ اور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خلفاء راشدین کی سنتوں پر بھی مضبوطی سے عمل کرنے کی تاکید فرمائی ہے، اِسی لئے سلفِ صالحین اور فقہاء کرام تراویح کے سنتِ مؤکدہ ہونے کے قائل ہیں۔

عن عائشة رضي اللّٰہ عنها أن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم صلی في المسجد ذات لیلة، فصلی بصلاته ناس، ثم صلی من المقابلة فکثر الناس، ثم اجتمعوا من اللیلة الثالثة أو الرابعة فلم یخرج إلیهم رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم فلما أصبح قال قد رأیت الذي صنعتم فلم یمنعني من الخروج إلیکم إلا أنی خشیت أن یفرض علیکم قال وذٰلک رمضان. (صحیح مسلم ۲۵۹/۱)

التراویح سنة مؤکدة للرجال والنساء، وتوارثها الخلفُ عن السلف من لدن تاریخ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم إلیٰ یومنا، وهٰکذا روی الحسن عن أبي حنیفة رحمه اللّٰہ تعالیٰ أنها سنة لا ینبغي ترکها. (خانیة علی هامش الفتاویٰ الهندیة ۲۳۲/۱، شامي ۴۹۳/۲ زکریا)

○ کیا تراویح نہ پڑھنے سے روزہ میں خلل پڑے گا؟

سوال (۹۹):- اگر کسی شخص نے کسی دن تراویح نہیں پڑھی، تو روزے میں کوئی خلل پیدا ہوگا یا نہیں؟

جواب:- روزہ اور تراویح دونوں الگ الگ عبادتیں ہیں، پس تراویح چھوڑنے سے روزے میں کچھ خلل نہیں پڑتا، گوکہ بلا عذر تراویح کا ترک درست نہیں۔

وهو لغة إمساک عن المفطرات الآتیة حقیقة أو حکمًا. (شامي ۳۳۰/۳ زکریا)

والصوم هو الإمساک عن الأکل والشرب والجماع نهارًا مع النیة.

(الهداية ٢١٦/١، الجوهرة النيرة ١٩٧/١)

○ کیا نابالغ لڑکا عورتوں کی اِمامت کرسکتا ہے؟

سوال (۱۰۰):- کیا نابالغ لڑکا عورتوں کو تراویح کی نماز پڑھا سکتا ہے؟

جواب:- نابالغ لڑکا بڑی بالغ عورتوں کی اِمامت نہیں کرسکتا۔

وذكر في بعض كتب الفتاوىٰ أنه لا يجوز أن يؤم البالغين في التراويح أيضًا وهو المختار الخ. (حلبي كبير ٤٠٨)

لو أن قومًا صلوا خلف الصبي لا تجوز صلاتهم. (الفتاوىٰ التاتارخانية ٣٣٥/٢ رقم: ٢٥٨٦)

الإمام ضامن والصبي لا يصلح للضمان. (الفتاوىٰ التاتارخانية ٣٣٥/٢ رقم: ٢٥٨٦)

وأما غير البالغ فإن كان ذكرًا تصح إمامته لمثله من ذكر وأنثىٰ وخنثىٰ. (شامي ٣٢١/٢ زكريا)

○ روزہ نہ رکھنے والے حافظ کے پیچھے تراویح پڑھنا

سوال (۱۰۱):- اگر حافظ روزہ نہ رکھے تو اُس کے پیچھے تراویح پڑھنا کیسا ہے؟

جواب:- تراویح کی نماز تو ہوجائے گی، مگر اُس کا بلا عذر روزہ نہ رکھنا گناہِ کبیرہ ہے۔

(کتاب النوازل ۶۰/۵)

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أفطر يوماً من رمضان في غير رخصة رخصّها الله له ولا مرض لم يقض عنه صيام الدهر. (سنن أبي داؤد رقم: ٢٣٩٦، سنن الترمذي رقم: ٧٢٣، سنن ابن ماجة رقم: ١٦٧٢، سنن الدارمي رقم: ١٧١٤، مسند أحمد ٣٨٦/٢، مشكوٰة المصابيح ١٧٧/١ رقم: ٢٠١٣)

لو قدموا فاسقا يأثمون بناءً على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم لعدم اعتنائه بأمور دينه وتساهله في الإتيان بلوازمه. (حلبي كبير ٥١٣)

○ داخلہ کی تیاری کے لئے ختم قرآن یا جماعتِ تراویح چھوڑنا

سوال (۱۰۲):- داخلہ کی تیاری کے لئے حافظ طالب علم کا تراویح میں ختم قرآن چھوڑنا یا تراویح کی جماعت چھوڑ کر اکیلا تراویح پڑھنا کیسا ہے؟

جواب:- داخلہ کی تیاری میں اگر ختم قرآنِ کریم اور جماعتِ تراویح کو چھوڑا، تو بڑے ثواب اور فضیلت سے محرومی ہوگی، اِس لئے ایسا نہیں کرنا چاہئے۔

والحاصل أن الجماعة سنة علیٰ وجه الكفاية إن ترك أهل المسجد كلهم فقد أساء وا، وتركوا السنة، وإن أقيمت التراويح في المسجد بالجماعة وتخلف رجل من أحاد الناس وصلى في بيته يكون تاركًا للفضيلة. (خانية علیٰ هامش الفتاویٰ الهندية ۲۳۳/۱، شامي ۴۹۵/۲، حلبي كبير ۴۰۲)

○ نشاط نہ ہونے کی بنا پر تراویح کو چھوڑنا

سوال (۱۰۳):- ختم تراویح پڑھتے پڑھتے اگر نشاط ختم ہوجائے تو چھوڑ سکتا ہے یا نہیں؟

جواب:- محض نشاط ختم ہونے کی بنا پر تراویح کو نہیں چھوڑا جائے گا؛ کیوں کہ وہ عام نوافل کی طرح نہیں ہے؛ بلکہ سننِ مؤکدہ کے درجہ میں ہے، اور سننِ مؤکدہ کو بلا عذر چھوڑنا نہیں چاہئے۔

التراويح سنة مؤكدة للرجال والنساء، وتوارثها الخلف عن السلف من لدن تاريخ رسول الله صلى الله عليه وسلم إلیٰ يومنا، وهٰكذا روى الحسن عن أبي حنيفة رحمه الله تعالیٰ أنها سنة لا ينبغي تركها. (خانية على هامش الفتاویٰ الهندية ۲۳۲/۱، شامي ۴۹۳/۲ زكريا، الفتاویٰ الهندية ۱۱۶/۱)

○ بلا عذر تراویح بیٹھ کر پڑھنا

سوال (۱۰۴):- تراویح کی نماز بلا عذر بیٹھ کر پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

جواب:- اگر تراویح بلا عذر بیٹھ کر پڑھ لی تو آدھا ثواب ملے گا۔ (فتاویٰ قاسمیہ ۳۳۶/۸)

عن عمران بن حصين رضي الله عنه أنه سأل النبي صلى الله عليه وسلم

عـن صلاة الرجل قاعدًا، فقال: صلاته قائمًا فهو أفضل من صلاته قاعدًا، وصلاته قاعدًا على النصف من صلاته قائمًا، وصلاته نائمًا على النصف من صلاته قاعدًا.

(سنن أبي داؤد، كتاب الصلاة / باب في صلاة القاعد ١٣٧/١، سنن الترمذي، الصلاة، أبواب الصلاة / باب ماجاء أن صلاة القاعد على النصف من صلاة القائم ٨٥/١ رقم: ٣٧١)

ويجوز التطوع قاعدًا بغير عذرٍ. (حلبي كبير ٢٧٠)

من صلى قائمًا فهو أفضل، ومن صلى قاعدًا فله نصف أجر القائم، ومن صلى نائمًا فله نصف أجر القاعد. (حلبي كبير ٢٧٠، الهداية / باب النوافل ١٤٩/١)

○ عورتوں کا جماعتِ تراویح کرنا

سوال (۱۰۵):- تراویح کی نماز عورتیں جماعت کے ساتھ پڑھ سکتی ہیں یا نہیں؟

جواب:- صرف عورتوں کی جماعت اگرچہ مکروہ ہے؛ لیکن حافظہ عورت اگر قرآنِ کریم یاد رکھنے کی غرض سے چند عورتوں کو ساتھ لے کر تراویح پڑھا دے، تو بعض لوگوں نے گنجائش دی ہے۔ (کتاب النوازل ۹۴/۵، کتاب المسائل ۴۱۵/۱، فتاویٰ رحیمیہ ۷۶/۹)

عن عائشة أم المؤمنين رضي الله عنها أنها كانت تؤم النساء في شهر رمضان فتقوم وسطاً، قال محمدؒ: لا يعجبنا أن تؤم المرأة فإن فعلت قامت في وسط الصف مع النساء كما فعلت عائشة رضي الله عنها وهو قول أبي حنيفةؒ.

(كتاب الآثار للامام محمدؒ ٢٠٣/١-٢٠٦، رمضان كے شرعی احكام: مصطفى عبد القدوس ندوى ٢٧٤)

○ تراویح کی جماعت میں عورتوں کی شرکت

سوال (۱۰۶):- اگر تراویح کی نماز گھر میں پڑھی جائے تو عورتیں اس میں شریک ہوسکتی ہیں یا نہیں؟

جواب:- مرد اِمام کے پیچھے عورتیں تراویح کی جماعت میں شرکت کرسکتی ہیں؛ البتہ اگر اِمام نامحرم ہو تو بیچ میں پردہ ہونا چاہئے۔

[حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ ہمارے گھروں کے اندر تراویح کا معمول یہی رہا ہے کہ بیچ میں پردہ ڈال کر پیچھے گھر کی عورتیں پڑھتی ہیں، اور آگے امام پڑھتا ہے، اس کے ساتھ دو چار آدمی شریک ہوجاتے ہیں]

كما تكره إمامة الرجل لهن في بيت ليس معهن رجل غيره ولا محرم منه كأخته أو زوجته أو أمته، أما إذا كان واحد ممن ذكر أو أمهن في المسجد لا يكره. (شامي ۳۰۷/۲ زكريا)

وكذٰلك يكره أن يؤم النساء في بيت وليس معهن رجل ولا محرم منه مثل زوجته وأمته وأخته، فإن كانت واحدة منهن لا يكره. (البحر الرائق ٦١٦/١ زكريا)

ولو أمهن رجل فلا كراهة إلا أن يكون في بيت ليس معهن فيه رجل أو محرم من الإمام أو زوجته، فإن كان واحد ممن ذكر معهن فلا كراهة. (حاشية الطحطاوي علىٰ مراقي الفلاح ۳۰٤ دار الكتاب ديوبند)

○ الم تر کی تراویح میں درمیان میں دوسری سورتیں پڑھ دینا

سوال (۱۰۷):- سورہ تراویح کی آٹھویں رکعت میں سورۂ لہب اور اخلاص پڑھنے کے بجائے بھولے سے کوئی دوسری سورت پڑھ لی تو کیا اس رکعت کو دہرایا جائے گا؟

جواب:- سورۂ لہب اور اخلاص کے بجائے دیگر سورتوں کے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں، وہ نماز واجب الاعادہ نہیں ہے۔

وفي القنية: قرأ في الأولىٰ الكافرون، وفي الثانية: ألم تر، أو تبت، ثم ذكر يتم ...... ولا يكره في النفل شيء من ذٰلك. (الدر المختار مع الشامي ٢٦٩/٢ زكريا)

بأن قرأ في الأولىٰ: ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ يكررها في الثانية؛ لأن التكرار أهون من القراءة منكوسًا وكل هٰذا في النوافل لا يكره. (بزازية علىٰ هامش الفتاوىٰ الهندية ٤٠/٤)

ترویحہ میں ہاتھ اُٹھا کر دعا کرنا

سوال(۱۰۸):- ہر ترویحہ میں ہاتھ اُٹھا کر دعا کرنا شرعی اعتبار سے کیسا ہے؟

جواب:- پابندی نہیں ہونی چاہئے، کوئی اکیلے ہاتھ اُٹھا کر دعا کرے تو حرج نہیں۔

يجلس بين كل أربعة، وكذا بين الخامسة والوتر ويخيرون بين تسبيح وقراءة وسكوت وصلاة فرادىٰ. (شامي ۴۹۶/۲ زكريا)

وهم مخيرون في الجلوس بين التسبيح والقراءة والصلاة فرادىٰ. (مراقي الفلاح ٤١٤ دار الكتاب ديوبند)

تراویح میں تین دن میں قرآن ختم کرنا

سوال(۱۰۹):- تین دن میں تراویح کے اندر قرآن ختم کرنا صحیح ہے یا نہیں؟

جواب :- صحیح تو ہے؛ لیکن قرآن کو قرآن کی طرح پڑھنا چاہئے، اتنی جلدی نہ پڑھے کہ حروف کٹ جائیں۔ (فتاویٰ قاسمیہ ۳۹۹/۸)

عن عبد اللّٰه بن عمرو أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: لم يفقه من قرأ القرآن في أقل من ثلاث. (سنن الترمذي ۱۲۳/۲ دار السلام ديوبند)

تصحيح الحروف أمر لازم لا بد منه، ولا تصير قراءة إلا بعد تصحيح الحروف. (المحيط البرهاني ۳۸/۲ رقم: ۱۱۷۳)

ایک جگہ ۲۰؍ رکعت تراویح پڑھا کر دوسری جگہ پڑھانا

سوال (۱۱۰):- حافظ صاحب نے ایک جگہ ۲۰؍ رکعت تراویح کی نماز پڑھادی، پھر دوسری جگہ جا کر پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب:- تراویح نہیں پڑھا سکتا؛ البتہ نفل کی نیت سے مقتدی بن کر پڑھ سکتا ہے۔

وكره أن يؤم في التراويح مرتين في ليلة واحدة وعليه الفتوىٰ؛ لأن السنة لا تتكرر في الوقت الواحد فتقع الثانية نفلاً. مضمرات. بخلاف ما لو صلاها

مأمومًا مرتين لا يكره، كما لو أم فيها. (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح ٤١٢، الفتاویٰ الهندية ١١٦/١ زكريا، حلبي كبير ٤٠٨ سهيل اكيڈمی لاهور)

إمام يصلي التراويح في مسجدين كل مسجد علىٰ وجه الكمال لا يجوز؛ لأنه لا يتكرر، ولو اقتدىٰ بالإمام في التراويح وهو قد صلى مرة لا بأس به، ويكون هٰذا اقتداء المتطوع بمن يصلي السنة. (البحر الرائق ١٢٠/٢ زكريا، بدائع الصنائع ٦٤٧/١ زكريا)

○ حنفی شخص کا ۱۱؍رکعت تراویح اور وتر پر اکتفاء کرنا

سوال (۱۱۱):- اگر حنفیہ کبھی کبھی نماز تراویح کو گیارہ پر اکتفاء کرلیں تو کیا حکم ہے؟

جواب:- تراویح ۲۰؍رکعت ہی پڑھنی چاہئے، بلا عذر تراویح اور وتر میں ۱۱؍ پر اکتفاء کرنا درست نہیں، ہاں اگر کوئی عذر ہو تو بات الگ ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ قاسمیہ ۳۲۵/۸)

الفصل الأول في عدد الركعات: فإنها عشرون ركعة سوى الوتر عندنا. (المبسوط للسرخسي ١٤٤/٢ المكتبة الشاملة)

قالؒ: وسن في رمضان عشرون ركعة بعشر تسليمات بعد العشاء قبل الوتر. (تبيين الحقائق ١٧٨/١ المكتبة الشاملة)

قوله: عشرون ركعة بيان لكميتها، وهو قول الجمهور لما في المؤطا عن يزيد بن رومان قال: كان الناس يقومون في زمن عمر بن الخطاب بثلاث وعشرين ركعة، وعليه عمل الناس شرقًا وغربًا. (البحر الرائق ١٧٢/١، كذا في رد المحتار للشامي ٤٥/٢)

وهي عشرون ركعة بإجماع الصحابة رضي الله عنهم بعشر تسليمات، كما هو المتوارث. (حاشية الطحطاوي ٤١٤/١ المكتبة الشاملة)

○ غیر مقلد کی مسجد میں حنفی حافظ کا آٹھ رکعت تراویح پڑھانا

سوال (۱۱۲):- حافظ صاحب کو تراویح سنانے کے لئے جگہ نہ ملی؛ لیکن جگہ ملی بھی تو غیر مقلد کی مسجد میں اُنہوں نے شرط لگائی کہ آٹھ رکعت تراویح پڑھانی پڑے گی، تو اس صورت میں

حافظ صاحب کیا کریں؟

جــواب:- اُس مسجد میں آٹھ ہی رکعت پڑھادیں، پھر بعد میں بقیہ رکعتیں اکیلے پڑھ لیں، یا موقع ہو تو دوسری جگہ پڑھادیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ۲۶۶/۷ ڈابھیل)

فـلـو فـاتـه بـعـضـها وقام الإمام إلى الوتر أوتر معه، ثم صلى ما فاته. (شامي ٤٤/٢ كراچی)

وإذا فـاتـتـه تـرويـحة أو تـرويـحتان، فلو اشتغل بها يفوته الوتر بالجماعة يشتغل بالوتر، ثم يصلي ما فاته من التراويح، وبه كان يفتي الشيخ الإمام الأستاذ ظهير الدين. (الفتاویٰ الهندية ١١٧/١ زكريا، الحلبي الكبير ٤٠٩-٤١٠ المكتبة الأشرفية ديوبند)

○ تراویح میں ختم قرآن پر روپیہ لینا

سـوال (۱۱۳):- نماز تراویح میں ختم قرآن پر روپیہ لینا کیسا ہے؟

جواب:- جائز نہیں ہے۔ (کتاب النوازل ۱۲۹/۵)

قال الله تعالیٰ: ﴿وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا﴾ [البقرة: ٤١]

قال أبو العالية: لا تأخذوا عليه أجرًا. (تفسير ابن كثير ٢٢٢/١ زكريا)

وقـال عـلـيـه الـسـلام: اقـرؤوا القرآن ولا تأكلوا به ولا تستكثروا به، ولا تجفوا عنه ولا تغلوا فيه. (المصنف لابن أبي شيبة ٤٠١/٢ رقم: ٧٨٢٥)

وقـال عليه السلام: من قرأ القرآن يتأكل به الناس جاء يوم القيامة ووجهه عظم ليس عليه لحم. (رواه البيهقي في شعب الإيمان ٥٣٣/٢ رقم: ٢٦٢٥)

○ سورہ تراویح پڑھا کر اُجرت لینا

سـوال (۱۱۴):- الم ترکیف سے تراویح پڑھا کر اُجرت لینا کیسا ہے؟

جـواب:- اس کی بعض حضرات نے اِجازت دی ہے، جس میں قرآن ختم نہ ہو، صرف تراویح ہو، وہ اِمامت فرائض کے تابع ہوگی۔ (کتاب النوازل ۱۳۷/۵، فتاویٰ قاسمیہ ۵۵۳/۸)

ویفتی الیوم بصحتها لتعلیم القرآن والفقه والإمامة. (الدر المختار مع الشامي ٧٦/٩ زکریا)

وبعضهم استثنی تعلیم الفقه والإمامة. (رسائل ابن عابدین ١٦٣/١)

○ حافظ کا اِمامت کی تنخواہ لینا

سوال (۱۱۵):- کوئی حافظ صاحب باہر تراویح پڑھانے کے لئے گئے، اور وہاں کے امام نے ایک مہینے کی چھٹی لی، اور حافظ کو امام بنادیا گیا، تراویح ختم ہونے کے بعد حافظ صاحب روپیہ لے سکتا ہے یا نہیں؟ جب کہ امام کی تنخواہ پانچ ہزار ہے، اور دیا جارہا ہے دس ہزار؟

جواب:- مذکورہ حافظ صاحب کے لئے تنخواہ متعین کرکے ایک ماہ کی اِمامت کی اُجرت لینا درست ہے۔

وأن القراءة لشيء من الدنیا لا تجوز وأن الآخذ والمعطي آثمان؛ لأن ذٰلک یشبه الاستیجار علی القراءة. (شامي ٧٢/٢ کراچی)

ویفتی الیوم بصحتها لتعلیم القرآن والفقه والإمام والأذان. (شامي ٥٥/٦ کراچی، الفتاویٰ الهندیة ٤٤٨/٤ زکریا، مجمع الأنهر ٥٣٣/٣ فقیه الأمة دیوبند، مجموعة رسائل ابن عابدین ١٦١/١ ثاقب بك ڈپو دیوبند، الفقه الإسلامي وأدلته ٥٣٩/٤ هدیٰ انٹرنیشنل دیوبند)

○ ختم تراویح پر انفرادی ہدیہ کا حکم

سوال (۱۱۶):- ختم تراویح کے بعد پیسے اس طور پر نہ دے جیسا کہ اجتماعی طور پر مسجد والے دیتے ہیں؛ بلکہ انفرادی طور پر کوئی کچھ ہدیہ پیش کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب:- اس میں دیکھا جائے گا کہ اُس آدمی کا اُس سے نیا تعلق ہے یا پرانا تعلق، اگر پرانا تعلق ہے اور خوشی میں دے رہا ہے، تو کوئی حرج نہیں، اور اگر صرف ختم قرآن کی اُجرت کے طور پر دے رہا ہے، تو چاہے انفرادی دے پھر بھی منع ہے۔ (فتاویٰ قاسمیہ ۵۶۲/۸، دینی مسائل اور اُن کا حل ۱۱۷)

المعروف کالمشروط. (شامي ٧٧/٩ زکریا)

فـالـحـاصل أن ما شاع في زماننا من قراءة الأجزاء بالأجرة لا يجوز؛ لأن فيه الأمر بالقراءة وإعطاء الثواب للآمر والقراءة لأجل المال، فإذا لم يكن ثواب للقاري لعدم النية الصحيحة فأين يصل الثواب إلى المستأجر، ولو لا الأجرة ما قرأ أحد لأحد في هٰذا الزمان؛ بل جعلوا القرآن العظيم مكسبا ووسيلة إلى جمع الدنيا. إنا لله وإنا إليه راجعون. (شامي، كتاب الإجارة / باب الإجارة الفاسدة ۷۷/۹ زكريا)

○ ختم تراویح پر مٹھائی تقسیم کرنا

سوال (۱۱۷):- تراویح ختم میں مٹھائی تقسیم کرنا کیسا ہے؟

جواب :- چندہ کرکے تقسیم نہ کی جائے؛ بلکہ انفرادی شخص تقسیم کرے، اور مسجد کے آداب کا خیال رکھا جائے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ۲۴۳/۶ زکریا، فتاویٰ قاسمیہ ۵۳۸/۸ اشرفی دیوبند)

○ تراویح کے بعد درسِ تفسیر کرنے پر اُجرت لینا

سوال (۱۱۸):- تراویح کے بعد تفسیر کے نام پر ہدیہ لیا جاتا ہے، کیا یہ درست ہے؟

جواب:- تراویح کا کوئی ذکر نہ ہو، صرف تفسیر کا معاملہ ہو تو اُس پر مقررہ اُجرت جائز ہے؛ کیوں کہ تفسیر تعلیم کے تحت میں آجائے گی۔

وزاد بعضهم الأذان والإقامة والوعظ. (شامي ۷٦/۹ زكريا)

وكـذا جـواز الاستيـجـار عـلـىٰ تـعليم الفقه ونحوه والمختار للفتوىٰ في زمـانـنـا قول هٰؤلاء. (الفتاوىٰ الهندية ٤٤٨/٤ زكريا، مجمع الأنهر ٥٣٣/٣ فقيه الأمة ديوبند، مجموعة رسائل ابن عابدين ١٦١/١ ثاقب بك ڈپو ديوبند، الفقه الإسلامي وأدلته ٥٣٩/٤ هدىٰ انٹرنيشنل ديوبند)

جمعہ کے اَحکام

○ جمعہ کی نماز فرض ہے

سوال (۱۱۹):- جمعہ کی نماز فرض ہے یا واجب؟

جواب:- جمعہ کی نماز بلاشبہ فرض ہے، قرآنی آیت اور سنن ابن ماجہ کی روایت سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿یٰٓأَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْآ اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰهِ وَذَرُوْا الْبَیْعَ، ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾ [الجمعة: ٩]

عن جابر بن عبد اللّٰہ رضي اللّٰہ عنهما قال: خطبنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم فقال: یا أیها الناس! توبوا إلی اللّٰہ قبل أن تموتوا، وبادروا بالأعمال الصالحة قبل أن تشغلوا، وصلوا الذي بینکم وبین ربکم بکثرة ذکرکم له، وکثرة الصدقة في السر والعلانیة، ترزقوا وتنصروا وتجبَروا، واعلموا أن اللّٰہ قد افترض علیکم الجمعة في مقامي هذا، في یومي هذا، في شهري هذا، من عامی هذا إلی یوم القیامة، فمن ترکها فی حیاتي أو بعدي، استخفافا بها أو جحودا لها، فلا جمع اللّٰہ شمله، و لا بارک له في أمره ...... الخ. (سنن ابن ماجة / باب في فرض الجمعة والصلاة والسنة و إقامه ١/٧٥ رقم: ١٠٨١)

وتقع فرضًا في القصبات والقریٰ الکبیرة التي لیس فیها أسواق. (شامي ٣/٦ زکریا، ٢/٢٨ کراچی)

فنقول صلاة الجمعة فریضة لا یسع ترکها ویکفر جاحدها. (الفتاویٰ التاتارخانیة ٢/٥٤٤ رقم: ٣٢٥٧ زکریا، البحر الرائق ٢/١٥٢، فتح القدیر ٢/٦٣)

○ جہاں جمعہ فرض نہ ہو، کیا وہاں کے لوگوں کے لئے شہر میں جاکر جمعہ پڑھنا ضروری ہے؟

سوال (۱۲۰):- ہمارے یہاں ۲۵؍گھر آبادی کے ہیں، شہر تقریباً ۱۸؍کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے، تو ہمارے لئے جمعہ کی نماز شہر میں جاکر پڑھنا ضروری ہے یا گھر میں ہی پڑھ لیں؟

جواب:- آپ کے لئے ظہر کی نماز فرض ہے، اور جمعہ کے دن شہر جانا ضروری نہیں، کبھی اپنی ضرورت سے جمعہ کے دن شہر میں جائیں تو وہاں جمعہ کی نماز پڑھ لیں؛ لیکن باقاعدہ اِس مقصد سے شہر جانا فرض نہیں ہے۔

عن عائشة زوج النبي صلى الله تعالى عليه وسلم أنها قالت: كان الناس ينتابون الجمعة من منازلهم ومن العوالى. (سنن أبي داؤد / باب من تجب عليه الجمعة ۱۵۱/۱، صحيح البخاري / باب من أين تؤتى الجمعة وعلىٰ من تجب ۱۲۲/۱)

وشرط لافتراضها إقامة بمصر (الدر المختار) قوله: (إقامة) خرج به المسافر، وقوله: (بمصر) أخرج الإقامة في غيره إلا ما استثنىٰ بقوله: فإن كان يسمع النداء الخ، ثم ظاهر رواية أصحابنا لا تجب إلا علىٰ من يسكن المصر، أو ما يتصل به، فلا تجب علىٰ أهل السواد ولو قريبًا، وهٰذا أصح ما قيل فيه. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الصلاة / باب الجمعة، مطلب في شروط الجمعة ۲۶/۳-۲۷ زكريا)

ألا ترىٰ أن في الجواهر لو صلوا في القرىٰ لزمهم أداء الظهر. (شامي ۷/۳ زكريا)

من لا تجب عليهم الجمعة لبعد المواضع صلوا الظهر بجماعة. (شامي ۳۳/۳ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ۱۴۵/۱ زكريا)

○ دوسو لوگوں کی آبادی پر جمعہ نہیں

سوال (۱۲۱):- ایک گاؤں میں دوسو لوگوں کی آبادی ہے، مگر جمعہ کی نماز پڑھانے کے لئے کوئی نہیں ہے، وقتیہ نماز کسی طرح چل جاتی ہے، کیا جمعہ وہیں پڑھے یا دوسری مسجد میں چلا جائے؟

جواب:- دوسولوگوں کی آبادی میں جمعہ درست نہ ہوگا، اِس لئے وہاں کے لوگوں کو جمعہ کے دن ظہر کی نماز ہی پڑھنی چاہئے۔

واتفق فقهاء الأمصار علىٰ أن الجمعة مخصوصة بموضع لا يجوز فعلها في غيره؛ لأنهم مجتمعون علىٰ أن الجمعة لا تجوز في البوادي وفي أهل الأعراب. (أحكام القرآن للجصاص / سورة الجمعة ٦٦٦/٣)

عن علي رضي اللّٰه عنه أنه قال: لا جمعة ولا تشريق إلا في مصر جامع.

(المصنف لابن أبي شيبة ٤٥/٤ رقم: ٥٠٩٨)

إن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم لم يصل الجمعة في القرىٰ ولم يأمر بها فيها، فعلم بهٰذا أن القرىٰ ليست محل إقامة الجمعة. (بذل المجهود ٦٢/٥ مركز الشيخ أبي الحسن الندوي مظفرفور أعظم جراه)

ويشترط لصحتها سبعة أشياء: المصر وفناؤه، وهو ما حوله – إلىٰ قوله – وفيما ذكرنا إشارة إلىٰ أنه لا تجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاضٍ، ألا ترىٰ أن في الجواهر لو صلوا في القرىٰ لزمهم أداء الظهر. (الدر المختار مع الشامي ٧/٣ زكريا، بدائع الصنائع ٥٨٥/١ زكريا، البحر الرائق ١٤٠/٢ زكريا، حلبي كبير ٥٥٠ سهيل اكيڈمی لاهور)

○ ۳-۴/ ہزار کی آبادی میں دومسجدوں میں جمعہ

سوال (۱۲۲):- اگر کسی جگہ چار ہزار کی آبادی ہے، اور وہاں دو مسجدیں ہیں، تو کیا دونوں مسجدوں میں جمعہ کی نماز ہوسکتی ہے؟

جواب:- ہوتو جائے گی؛ لیکن ایک ہی مسجد میں ہونا افضل ہے۔

وتؤدی في مصر بمواضع كثيرة مطلقًا على المذاهب وعليه الفتوىٰ. (الدر المختار مع الشامي ١٦/٣ زكريا)

وتؤدى الجمعة في مصر واحد في مواضع كثيرة وهو قول أبي حنيفة

ومحمد رحمهما اللّٰه تعالیٰ، وهو الأصح. (الفتاویٰ الهندية ١٤٥/١ زكريا، البحر الرائق ٢٤٩/٢، فتح القدير ٥٣/٢، حلبي كبير ٥١١ سهيل اكيڈمی لاهور، بدائع الصنائع ٥٦٨/١ زكريا)

والأفضل هو الجامع الواحد إذا لم يكن عذر وضرورة. (الفتاویٰ التاتارخانية ٥٥٠/٢ رقم: ٣٢٦٨ زكريا)

سوال (۱۲۳):- آبادی تین ہزارتو ہے،مگر گاؤں میں کئی مسجدیں ہیں اور ہرایک اپنی اپنی مسجد میں جمعہ کی نماز ادا کرتے ہیں،تو کیا حکم ہے؟

جواب:- پڑھ سکتے ہیں،مگر افضل یہ ہے کہ ایک ہی مسجد میں ہو۔ (فتاویٰ دارالعلوم ۵۷/۵، فتاویٰ قاسمیہ ۲۶۱/۹)

وتؤدیٰ (أي الجمعة) في مصر واحد بمواضع كثيرة مطلقًا على المذهب ...... وعليه الفتویٰ. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الصلاة / باب صلاة الجمعة ١٣٧/٢ كراچی، ٥/٣ زكريا، وكذا في مجمع الأنهر، كتاب الصلاة / باب الجمعة ٢٤٧/١ دار الكتب العلمية بيروت)

لو كان المصر صغيرًا لا مشقة في اجتماع أهله في موضع واحدٍ لا تجوز فيه الزيادة علیٰ واحد – إلیٰ قوله – لأنها من أعلام الدين. (مجمع الأنهر / باب الجمعة ٢٤٨/١ بيروت، ١٦٧/١ قديم)

وإقامة الجمعة من أعلام الدين، فلا يجوز القول بما تؤدي إلیٰ تقليلها.

(المبسوط للسرخسي / باب الجمعة، ١٢١/٢ دار الكتب العلمية بيروت)

صحتِ جمعہ کے لئے مشروط تعداد سے افراد مراد ہیں یا فیملی؟

سوال (۱۲۴):- جمعہ کی نماز صحیح ہونے کے لئے ڈھائی ہزار سے افراد مراد ہیں یا فیملی مراد ہیں؟

جواب:- فیملی مراد نہیں؛ بلکہ افراد مراد ہیں۔

عن حذيفة رضي اللّٰه عنه قال: ...... إنما الجمعة علیٰ أهل الأمصار قبل المدائن. (المصنف لابن أبي شيبة ٤٥/٤ رقم: ٥١٠٠)

عـن ابـن جـريج قال: قلت لعطاء: ما القرية الجامعة؟ قال: ذات الجماعة والأميـر والقصاص، والدور المجتمعة غير المفترقة الآخذ بعضها ببعض كهيئة جدة. (المصنف لعبد الرزاق ١٦٨/٣ رقم: ٥١٧٩)

ثم ظاهر رواية أصحابنا لاتجب إلا علىٰ من يسكن المصر أو ما يتصل به.

(شامي ٢٧/٣ زكريا، ١٥٣/٢ كراچی، الهداية ١٦٨/١ المكتبة الأشرفية ديوبند)

○ ڈھائی تین ہزار کی آبادی میں مسلم وغیر مسلم سب شامل ہیں

سوال (۱۲۵):- حضرت گاؤں کے اندر ڈھائی ہزار یا تین ہزار کی آبادی شرط ہے یا اتنے مسلمان ہونا شرط ہے؟

جواب:- مطلق آبادی ہونا شرط ہے، مسلمان چاہے کم ہوں؛ لیکن اتنی آبادی مسلم وغیر مسلم ملاکر ہونی چاہئے۔

ولیس هٰذا کله تحدیدًا له بل إشارة إلیٰ تعیینه وتقریب له إلی الأذهان، وحاصله: إدارة الأمر علیٰ رأی أهل کل زمان في عدهم المعمورة مصرًا فما هو مصر في عرفهم جازت الجمعة فیه وما لیس بمصر لم یجز فیه إلا أن یکون فناء المصر. (الکوکب الدري ٤١٣/١-٤١٤، الکنز المتواري ٣٧/٦ مکتبة الحرمین للنشر والتوزیع دوبئي)

○ جس چھوٹی بستی میں پہلے سے جمعہ ہوتا آرہا ہو، وہاں جمعہ سے منع کیا جائے گا یا نہیں؟

سوال (۱۲۶):- جہاں پر جمعہ کی شرائط نہیں پائی جاتی ہے؛ لیکن پہلے سے جمعہ چلا آرہا ہے، تو کیا جمعہ پڑھنے سے منع کیا جائے گا؟

جواب:- حکمت کے ساتھ منع کیا جائے گا۔ (کتاب النوازل ۲۳۲/۵)

بخلاف القریٰ؛ لأنه لا جمعة علیهم فکان هٰذا الیوم في حقهم کغیره من الأیام. (شامي ٣٢/٣ زکریا)

جہاں شرائطِ جمعہ نہ پائے جائیں وہاں جمعہ نہ پڑھائیں

سوال (١٢٧):- جس گاؤں میں جمعہ کی شرائط نہیں پائی جاتی، اور جمعہ رائج ہے، روکنے سے نہ رکے، تو نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب:- ایسی جگہ نماز جمعہ نہیں پڑھانا چاہئے، اور اگر پڑھنا پڑ جائے تو بس نفل کی نیت سے شریک ہوں اور بعد میں اپنی ظہر پڑھ لیں۔

لو صلوا في القریٰ لزمهم أداء الظهر. (شامي ٧/٣ زکریا، ١٣٧/٢ کراچی)

وفي القنية: صلاة العيد في القریٰ تكره تحريمًا، ومثله في الجمعة. (شامي ١٦٧/٢ کراچی، ٤٦/٣ زکریا)

وكذا لا يصح أداء الجمعة إلا في المصر وتوابعه، فلا تجب علیٰ أهل القریٰ التي ليست من توابع المصر، ولا يصح أداء الجمعة فيها. (بدائع الصنائع ٥٨٣/١ زکریا)

جمعہ کی نماز میں کتنی رکعت سنتِ مؤکدہ ہیں؟

سوال (١٢٨):- جمعہ کی نماز میں کتنی رکعت سنتِ مؤکدہ ہیں؟

جواب:- جمعہ کی نماز سے پہلے چار ہیں، جمعہ کے بعد امام صاحبؒ چار کے قائل ہیں، اور حضرت امام ابو یوسفؒ چھ کے قائل ہیں، اور بعض حضرات دو کے قائل ہیں۔

[مفتی صاحب نے فرمایا کہ: ہمارا معمول جمعہ سے پہلے چار اور جمعہ کے بعد چار سنت کا ہے]

وقبل الظهر والجمعة وبعدها أربع، كذا في المتون. (الفتاویٰ الهندية ١١٢/١، البحر الرائق ٨٣/٢ دار الكتاب ديوبند)

وسن سنة مؤكدة - ومنها (أربع قبل الجمعة) ومنها أربع بعدها بتسليمة. (حاشية الطحطاوي علی مراقي الفلاح ٣٨٩، شامي ١٢/٢ کراچی)

والسنة قبل الجمعة أربع، وبعدها أربع، وعند أبي يوسف رحمه الله تعالیٰ السنة بعد الجمعة ست ركعات. (حلبي كبير ٣٨٨-٣٨٩ سہیل اکیڈمی لاہور، إعلاء السنن ١٢/٧ إدارة القرآن کراچی)

○ جمعہ کی اذانِ ثانی کا جواب

سوال (۱۲۹):- جمعہ کی اذانِ ثانی کا جواب دیا جائے گا یا نہیں؟

جواب:- دل دل میں دیا جائے گا۔ (فتاویٰ قاسمیہ ۳۲۲/۹ مکتبہ اشرفیہ دیوبند، ذخرۃ المسائل ۱۳۶ مؤلفہ: مولانا عبدالحئی لکھنوی)

ثم عند أبي حنيفة يكره الكلام حين يخرج الإمام للخطبة. وفي الينا بيع: يريد به أنه إذا صعد على المنبر، ثم اختلف المشايخ على قول أبي حنيفة، قال بعضهم: إنما يكره الكلام الذي هو من كلام الناس. أما التسبيح وأشباهه فلا. وقال بعضهم: كل ذلك والأول أصح. (الفتاوى التاتارخانية، كتاب الصلاة / الفصل الخامس و العشرون، شرائط الجمعة، ٥٧٦/٢ رقم:٣٣٤٢ زكريا، البناية والنهاية، كتاب الصلاة / باب صلاة الجمعة ٨٤/٣ المكتبة الأشرفية ديوبند، البحرالرائق، كتاب الصلاة / باب صلاة الجمعة ٢٧٢/٢ زكريا، ١٥٥/٢ كوئٹه)

وإذا شرع في الدعاء لا يجوز للقوم رفع اليدين، ولا تأمين باللسان جهرًا، فإن فعلوا ذلك أثموا. (شامي، كتاب الصلاة / باب الجمعة ٣٥/٣ زكريا، ١٥٨/٢ كراچی)

أما التسبيح ونحوه فلا يكره وهو الأصح. (شامي ١٥٨/٢ كراچی، ٣٤/٣ زكريا)

○ خطبہ کے دوران بیٹھنا بھول گیا

سوال (۱۳۰):- خطبہ کے دوران بیٹھنا بھول جائے تو کیا کوئی خرابی لازم آئے گی؟

جواب:- سنت ترک کرنے والا ہوگا، مگر خطبہ ادا ہو جائے گا۔

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم يخطب قائمًا ثم يقعد ثم يقوم كما تفعلون الآن. (صحيح البخاري ١٢٥/١ رقم: ٩٢٠)

(بجلسة بينهما) بقدر ثلاث آيات على المذهب، وتاركها مسيء على الأصح. (شامي ١٤٨/٢ كراچی، ٢٠/٣ زكريا، الفتاوىٰ الهندية / الباب السادس عشر في صلاة الجمعة ١٤٨/١ زكريا قديم، ٢٠٨/١ جديد، الهداية / باب صلاة الجمعة ١٦٨/١ المكتبة الأشرفية ديوبند)

○ جمعہ سے قبل تقریر کرنا

سوال (۱۳۱):- جمعہ کے دن تقریر کرنا کیسا ہے؟ جب کہ کچھ لوگ نمازوں میں مشغول رہتے ہیں؟

جواب:- جمعہ سے قبل تقریر کرنا فی نفسہٖ درست ہے؛ البتہ خطبہ سے پہلے پانچ منٹ سنت کے لئے دئے جائیں، اور باقی جو لوگ بیان کے دوران سنت پڑھنا چاہیں، وہ کسی ایک جانب ہوکر پڑھ لیں۔ (فتاویٰ قاسمیہ ۴۰۹/۹ مکتبہ اشرفیہ دیوبند)

عن عاصم بن محمدؒ عن أبيه قال: رأيت أبا هريرة رضي الله عنه يخرج يوم الجمعة فيقبض علىٰ رمانتي المنبر قائمًا، ويقول: حدثنا أبو القاسم رسول اللّٰه الصادق المصدوق صلى اللّٰه عليه وسلم، فلا يزال يحدث حتى إذا سمع فتح باب المقصورة لخروج الإمام للصلاة جلس. (المستدرك للحاكم / كتاب معرفة الصحابة ٥٨٦/٣ قديم مكتبه نزار مصطفىٰ الباز، ١٧٧١/٦ جديد رقم: ٦١٧٣)

عن أبي الزاهرية قال: كنت جالسًا مع عبد اللّٰه بن بسر يوم الجمعة، فما زال يحدثنا حتى خرج الإمام. (صحيح ابن خزيمة ٨٧٦/٢ رقم: ١٨١١ المكتب الإسلامي، المستدرك للحاكم / كتاب الجمعة ٢٨٨/١ قديم مكتبه نزار مصطفىٰ الباز، ٤١٦/١ رقم: ١٠٦١ جديد)

○ خطبہ کے دوران چندہ کا ڈبہ گھمانا

سوال (۱۳۲):- خطبہ کے دوران ڈبہ وغیرہ کے ذریعہ سے چندہ کرنا کیسا ہے؟

جواب:- یہ طریقہ غلط ہے، یا تو خطبہ سے پہلے چندہ کریں یا نماز کے بعد۔ (نماز کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا ۱۹۴/۲)

وكره العبث (والالتفات) فيجتنب ما يجتنبه في الصلاة. (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح ٢٠٥)

ويحرم في الخطبة ما يحرم في الصلاة. (الفتاوىٰ الهندية ١٤٨/١ زكريا، شامي ١٥٩/٢ كراچى)

○❖○

مسائلِ عیدین

○ نمازعیدین کا طریقہ

سوال (۱۳۳):- نمازعیدین کا طریقہ کیا ہے؟

جواب :- نمازِ عیدین کا طریقہ یہ ہے کہ نیت کے بعد تکبیرِ تحریمہ کہہ کر ہاتھ باندھ لیں، ثنا پڑھیں، اس کے بعد دونوں ہاتھ اٹھاتے ہوئے معمولی فصل سے تین مرتبہ تکبیر کہیں، پہلی دو تکبیروں کے بعد ہاتھ چھوڑتے رہیں اور تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھیں اس کے بعد فاتحہ اور سورۃ ملائیں، پھر رکوع سجدہ کر کے رکعت مکمل کرلیں۔ دوسری رکعت میں اولاً فاتحہ وسورۃ پڑھنے کے بعد رکوع میں نہ جائیں بلکہ تین مرتبہ ہاتھ اٹھا کر تین تکبیریں کہیں اور درمیان میں ہاتھ نہ باندھیں، اس کے بعد بغیر ہاتھ اٹھائے تکبیر کہہ کر رکوع میں چلے جائیں اور بقیہ نماز حسبِ معمول پوری کریں۔ (حلبی کبیر ۵٦۷، کتاب النوازل ۳۲۱/۵)

فیکبر تکبیرة الإحرام ثم یضع یدیه تحت سرته ویثني علی ما مر ثم ثلاث تکبیرات یفصل بین کل تکبیرتین بسکتة قدر ثلاث تسبیحات لئلا یؤدي الاتصال إلی الاشتباه علی البعید ویرفع یدیه عند کل تکبیرة منهن ویرسلهما في أثنائهن ثم یضعهما بعد الثالثة ویتعوذ ویقرأ الفاتحة وسورة کما في الجمعة، ثم یکبر ویرکع، فإذا قام إلی الرکعة الثانیة یبتدئ بالقراءة ثم یکبر بعدها ثلاث تکبیرات علی هیئة تکبیرة في الأولیٰ، ثم یکبر ویرکع فالزوائد في کل رکعة ثلاث، والقراءة في الأولیٰ بعد التکبیر، وفي الثانیة قبله، هٰکذا کیفیة صلاة العید عند علمائنا وهو قول ابن مسعود وأکثر الصحابة. (حلبي کبیر ٥٦٧-٥٦٨)

قـدم سـعـد بـن الـعاص رضي الله عنه في ذي الحجة فأرسل إلى عبد الله وحـذيـفة وأبي مسعود الأنصاري وأبي موسىٰ الأشعري، فسألهم عن التكبير في العيـد، فـاسـنـدوا أمـرهـم إلىٰ عبد اللّٰه، فقال عبد اللّٰه: يقوم فيكبر، ثم يكبر، ثم يـكبر، ثم يكبر، فيقرأ، ثم يكبر ويركع، ويقوم فيقرأ، ثم يكبر، ثم يكبر، ثم يكبر، ثم يكبر الرابعة، ثم يركع. (المصنف لابن أبي شيبة ٢١٦/٤ رقم: ٥٧٥٥، المصنف لعبد الرزاق / باب التكبير في الصلاة يوم العيد ٢٩٣/٣ رقم: ٥٦٨٧)

قـال أصـحـابـنـا في ظاهر الرواية: التكبيرات في الفطر والأضحىٰ سواء، يـكبـر الإمـام في كل صلاة تسـع تـكبيـرات: ثـلاث أصـليات: تكبيرة الافتتاح وتـكبيـرتـا الـركـوع. وسـت زوائـد: ثلاث في الأولىٰ وثلاث في الثانية، ويقدم التـكبيـرات عـلى القراء ة في الركعة الأولىٰ، ويقدم القراء ة على التكبيرات في الـركـعة الثانية، هٰذا قول ابن مسعود رضي اللّٰه عنه. وفي جامع الجوامع: وعمر وابـن الـزبيـر وحـذيـفة بـن اليمان وعقبة بن عامر الجهني وأبي موسىٰ الأشعري وأبي هريرة وأبي سعيد الخدري والبراء بن عازب وأبي مسعود الأنصاري رضي الـلّٰـه عـنهـم أجـمـعيـن ...... وأصحابنا رحمهم اللّٰه أخذوا بهٰذه الرواية. (الـفتاوىٰ التاتارخانية ٦٠٤/٢-٦٠٥ رقم: ٣٤١٣ زكريا)

○ عید کی نماز سے قبل نفل (تحیۃ المسجد وغیرہ) پڑھنا

سـوال (۱۳۴):- جن مساجد میں عید کی نمازیں ہوتی ہیں، جو مصلی وقت مقررہ سے پہلے پہنچ چکا ہو، وہ وہاں مسجد میں داخل ہونے کے بعد تحیۃ المسجد پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

جواب:- عید کی نماز سے قبل گھر میں یا مسجد یا عیدگاہ میں کسی طرح کی بھی نفل نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ۲۷۳/۱، بہشتی زیور ۸۵/۱۱، امداد المفتیین ۴۰۶، کتاب النوازل ۳۶۹/۵، ایضاح المسائل ۳۲)

عـن أبـي سـعيـد الخدري رضي اللّٰه تعالىٰ عنه قال: كان رسول اللّٰه صلى

الله عليه وسلم لا يصلي قبل العيد شيئًا. (سنن ابن ماجة ۹۱/۱-۹۲)

عن ابن عباس رضي الله عنهما أن النبي صلى الله عليه وسلم خرج يوم الفطر فصلى ركعتين ثم لم يصل قبلها ولا بعدها. (سنن الترمذي ۱۲۰/۱)

ولا يتنفل قبلها مطلقًا، أي سواء كان في المصلى اتفاقًا أو في البيت في الأصح، وسواءٌ كان ممن يصلي العيد أو لا، حتى أن المرأة إذا أرادت صلاة الضحى يوم العيد تصليها بعد ما يصلي الإمام في الجبانة. (شامي ۵۰/۳ زكريا، البحر الرائق ۱٦۰/۲)

وأما الثاني: وهو التنفل قبلها فهو مكروه، وأطلقه فشمل ما إذا كان في المصلى أو في البيت، ولا خلاف فيما إذا كان في المصلي، واختلفوا فيما إذا تنفل في البيت فعامتهم على الكراهة وهو الأصح، كما في غاية البيان. (البحر الرائق ۲۷۹/۲ زكريا)

○ عیدین میں دعا کب ہوگی؟

سوال (۱۳۵):- عرض ہے کہ عیدین میں دعاء نماز کے بعد ہوگی یا خطبہ کے بعد؟

جواب:- نماز کے بعد دعا ہوگی۔ (امداد الفتاویٰ ۶۰۲/۱، احسن الفتاویٰ ۱۲۵/۴، فتاویٰ دار العلوم ۲۲۵/۵، فتاویٰ محمودیہ ۲۹۵/۲، فتاویٰ رحیمیہ ۷۵/۳، کتاب المسائل ۴۴۲، کتاب النوازل ۳۶۳/۵)

عن أنس بن مالك رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: ما من عبد بسط كفيه في دُبر كل صلاة، ثم يقول: اللّٰهم إلٰهي وإلٰه إبراهيم وإسحق ويعقوب، وإلٰه جبرئيل وميكائيل وإسرافيل عليهم السلام أسئلك أن تستجيب دعوتي؛ فإني مضطر، وتعصمني في ديني؛ فإني مبتلى، وتنالني برحمتك؛ فإني مذنب، وتنفي عني الفقر؛ فإني متمسكن، إلا كان حقًا على الله عزوجل أن لا يرد يديه خائبتين. (عمل اليوم والليلة لابن السني ص: ۹٤ رقم: ۱۳۸ مكتبة دار الزمان)

عن فضالة بن عبيد رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه

وسلم: إذا دعا أحدكم فليبدأ بتحميد اللّٰه والثناء عليه، ثم يصلي على النبي صلى اللّٰه عليه وسلم ثم ليدع بما شاء. (عمل اليوم الليلة ص: ٨٣ رقم: ١١٣ مكتبة دار الزمان)

عن زيد بن أرقم رضي اللّٰه عنه قال: سمعت النبي صلى اللّٰه عليه وسلم يدعو دبر الصلاة يقول: اللّٰهم ربنا ورب كل شيء ...... الخ. (عمل اليوم الليلة لابن السني / باب ما يقول في دبر صلاة الصبح ص: ٨٣ رقم: ١١٤ مكتبة دار الزمان)

قالت أم عطية: أمرنا رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم أن نخرجهن في الفطر والأضحى والعواتق والحيض وذوات الخدور، فأما الحيض فيعتزلن الصلاة ويشهدن الخير ودعوة المسلمين. (صحيح مسلم ٢٩١/١)

إن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم كان يتعوذ بهن دبر الصلاة: اللّٰهم إني أعوذ بک من الجبن وأعوذ بک من البخل وأعوذ بک من أرذل العمر وأعوذ بک من فتنة الدنيا وعذاب القبر. (سنن الترمذي ١٩٧/٢)

فقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: عجلت أيها المصلي إذا صليت فقعدت فاحمد اللّٰه بما هو أهله وصلى علي ثم ادعه. (سنن الترمذي ١٨٥/٢)

عن أبي أمامة قال: قيل لرسول اللّٰه أي الدعاء أسمع؟ قال جوف الليل الأخير ودبر الصلوات المكتوبات. (سنن الترمذي ١٧٨/٢)

عن معاذ رضي اللّٰه عنه قال: لقيت النبي صلى اللّٰه عليه وسلم فقال لي يا معاذ! إني أحبک، فلا تدع أن تقول في دبر كل صلاة: ''اللّٰهم أعني على ذكرک وشكرک وحسن عبادتک''. (عمل اليوم والليلة ص: ٨٥ رقم: ١١٨ مكتبة دار الزمان)

○ عید مبارک کہنا

سوال (۱۳۶):- آج کل کے لوگ عید کے موقع پر ایک دوسرے کو دیکھ کر ہاتھ اُٹھا اُٹھا کر عید مبارک کہتے ہیں، اس کا کیا حکم ہے؟

جــواب:- عید کی مبارک باد دینے میں کوئی حرج نہیں؛ لیکن گفتگو کا آغاز سلام سے ہی ہونا چاہئے، بغیر سلام کے ''عید مبارک'' نہ کہا جائے۔

حـدثني حبيب بن عمر الأنصاري، أخبرني أبي قال: لقيت واثلة يوم عيد، فـقـلـت: تـقبـل الـلّٰه منا ومنک، فقال: نعم! تقبل اللّٰه منا ومنک. (المعجم الكبير للطبراني ٥٢/٢٢ رقم: ١٢٣)

عن خالد بن معدان قال: لقيت واثلة بن الأسقع في يوم عيد، فقلت: تقبل الـلّٰـه منک، فقال: نعم! تقبل اللّٰه منا ومنک، قال واثلة: لقيت رسول اللّٰه صلى الـلّٰـه عـلـيـه وسـلـم يوم عيدٍ، فقلت: تقبل اللّٰه منا ومنک، قال: نعم! تقبل اللّٰه منا ومنک. (السنن الكبرىٰ للبيهقي ٧٦٣/٣ رقم: ٦٢٩٤-٦٢٩٥ دار الحديث القاهرة)

والتهنية بتقبل اللّٰه منا ومنكم لا تنكر. (شامي ٤٩/٣ زكريا)

عید کی نماز کے بعد مصافحہ کیوں منع ہے؟

سوال (۱۳۷):- عید کی نماز کے بعد مصافحہ کرنا کیوں منع ہے؟

جواب:- مصافحہ کا حکم صرف ملاقات کے وقت ہے؛ لہٰذا اگر کسی آدمی سے عید کے بعد ملاقات ہو جائے تو اُس سے مصافحہ کرنے میں حرج نہیں ہے، مگر عید کا جز و سمجھ کر مصافحہ کرنا بے محل ہونے کی وجہ سے منع ہے۔ (کتاب النوازل ۳۶۸/۵)

فإن محل المصافحة المشروعة أول الملاقاة، وقد يكون جماعةٌ يتلاقون مـن غير مصافحة، ويتصاحبون بالكلام ومذاكرة العلم وغيره مدة مديدة، ثم إذا صـلـوا يتـصـافـحون فأين هٰذا من السنة المشروعة؟ ولهٰذا صرح بعض علماء نا بـأنهـا مكروهة حينئذ، وأنها من البدع المذمومة. (مرقاة المفاتيح، كتاب الآداب / باب المصافحة والمعانقة ٤٩٤/٨، دار الكتب العلمية بيروت، ٧٤/٩ المكتبة الأشرفية ديوبند)

تـكـره الـمـصـافـحة بعد أداء الصلاة بكل حال؛ لأن الصحابة رضي اللّٰه

عنهم ما صافحوا بعد أداء الصلاة ولأنها من سنن الروافض. ثم نقل عن ابن حجر رحمه اللّٰه تعالىٰ عن الشافعية أنها بدعة مكروهة، لا أصل لها في الشرع. (شامي كتاب الحضر والإباحة / باب الاستبراء ٣٨١/٦ كراچي، ٥٤٧/٩ زكريا)

وأما فى غير حال الملاقاة مثل كونها عقيب صلاة الجمعة والعيدين كما هو العادة فى زماننا فالحديث ساكت عنه فيبقى بلا دليل، وقد تقرر فى موضعه إن ما لا دليل عليه فهو مردود. (مجالس الأبرار ٢٩٨)

○ عید کے موقع پر معانقہ کرنا

سوال (۱۳۸):- عید کے موقع پر معانقہ کرنا کیسا ہے؟

جواب:- عید میں نہ کوئی معانقہ ہے اور نہ عید کے نام سے کوئی مصافحہ ہے؛ البتہ اگر کوئی عید کے دن ملاقات کی نیت سے مصافحہ کرے تو کوئی حرج نہیں۔ اِسی طرح کسی سے لمبے عرصہ کے بعد عید کے دن ملاقات ہو تو فی نفسہٖ معانقہ کی بھی گنجائش ہے، مگر عید کے نام پر مصافحہ ومعانقہ نہ کیا جائے، جیسا کہ معاشرہ میں رائج ہے۔

عن رجل من عنزة أنه قال: قلت لأبي ذر: هل كان رسول اللّٰه يصافحكم إذا لقيتموه؟ قال: ما لقيته قط إلا صافحني وبعث إلى ذات يوم ولم أكن في أهلي، فلما جئت أخبرت فأتيته وهو على سريره فالتزمني فكانت تلك أجود و أجود.

(سنن أبي داؤد ٧٠٨/٢ رقم: ٥٢١٤، مرقاة المفاتيح ٤٩٩/٨ رقم: ٤٦٨٣ بيروت، ٧٧/٩ أشرفية ديوبند)

وذكر أن منهم من كرهها؛ لأنها من سنن الروافض. (الموسوعة الفقهية ٣٦٣/٣٧ كويت)

نعم لو دخل أحد في المسجد والناس في الصلاة أو علىٰ إرادة الشروع فيها، فبعد الفراغ لو صافحهم لكن بشرط سبق السلام على المصافحة، فهٰذا من جملة المصافحة المسنونة بلا شبهة. وقد يكون جماعةٌ يتلاقون من غير

مـصـافـحة، ويتـصاحبون بالكلام ومذاكرة العلم وغيره مدة مديدة، ثم إذا صلوا يتـصـافـحـون فـأيـن هٰذا من السنة المشروعة؟ ولهٰذا صرح بعض علماء نا بأنها مـكروهة حينئذ، وأنها من البدع المذمومة. (مرقاة المفاتيح، كتاب الآداب / باب المصافحة والمعانقة ٤٩٤/٨ دار الكتب العلمية بيروت، ٧٤/٩ المكتبة الأشرفية ديوبند، حاشية: سنن أبي داؤد ٧٠٨/٢)

ونـقـل فـي تبيين الـمـحـارم عـن الملتقط: أنه تكره المصافحة بعد أداء الصلاة بـكـل حـال؛ لأن الـصحابة رضي الله عنهم ما صافحوا بعد أداء الصلاة؛ ولأنهـا مـن سـنـن الـروافض. ثم نقل عن ابن حجر رحمه الله تعالىٰ عن الشافعية أنها بدعة مكروهة، لا أصل لها في الشرع. (شامي، كتاب الحضر والإباحة / باب الاستبراء ٣٨١/٦ كراچي، ٥٤٧/٩ زكريا)

○ ۹ر ذی الحجہ کو تکبیرِ تشریق شروع ہوتی ہے، تو کیا یہ تاریخ بھی اَیامِ تشریق میں داخل ہیں؟

سـوال (۱۳۹):- ۹ر ذی الحجہ کو تکبیر شروع ہوجاتی ہے، تو کیا یہ بھی ایامِ تشریق میں شامل ہے؟

جواب:- ۹ر ذی الحجہ یہ یوم عرفہ ہے، اور دسویں ذی الحجہ یوم النحر ہے، اُس کے بعد تین دن ایامِ تشریق ہیں، تغلیباً اس تکبیر کو تکبیرِ تشریق کہا جاتا ہے؛ کیوں کہ یہ پورے ایامِ تشریق میں پڑھی جاتی ہے۔

عـن عـلي بن حسين عن جابر بن عبد الله رضي الله عنه قال: كان رسول الـلّـه صـلـى الله عليه وسلم يكبر في صلاة الفجر يوم عرفة إلىٰ صلاة العصر من آخر أيام التشريق. (سنن الدار قطني ٣٧/٢ رقم: ١٧١٩)

تـكـبـيـر التشريق واجب، ...... يبدأ بالتكبير من صلاة الغداة يوم عرفة ...... يـكبر إلىٰ صلاة الـعـصـر من آخر أيام التشريق. (الفتاوىٰ التاتارخانية / كتاب الصلاة

۶۳۵/۲-۶۳۷ رقم: ۳۴۷۰-۳۴۷۲ زكريا)

○ عید کے خطبہ کی تکبیر مقتدی کا ساتھ ساتھ پڑھنا

سوال (۱۴۰):- عیدین کا خطبہ پڑھتے وقت جب امام صاحب تکبیر کہیں تو ساتھ ساتھ مقتدی کا پڑھنا کیسا ہے؟

جواب:- خطبہ کے دوران مقتدی دل دل میں تکبیر پڑھیں، زبان سے نہیں۔ (کتاب النوازل ۴۶۳/۵)

بل بالقلب، وعليه الفتوىٰ. (شامي ۳۵/۳ زكريا)

المستفاد: على القوم أن يستمعوا إلىٰ أن يبلغ الخطيب – إلىٰ قوله تعالىٰ – ﴿يَآأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ فحينئذٍ يجب عليهم أن يصلوا على النبي عليه السلام ويسلموا، وفي الجامع الحسامي: ويصلي السامع في نفسهٖ ويخفي. (الفتاوىٰ التاتارخانية ۵۷۴/۲ رقم: ۳۳۳۲ زكريا)

سجدۂ تلاوت

سجدۂ تلاوت میں تسبیح سجدہ پڑھنا

سوال (۱۴۱):- سجدۂ تلاوت میں تسبیحات پڑھی جائیں گی یا نہیں؟

جواب:- سجدۂ تلاوت میں سجدہ کی تسبیحات پڑھی جائیں گی۔ (کتاب المسائل ۱/۵۳۴)

فيها تسبيح السجود في الأصح. (الدر المختار مع الشامي ۲/۵۸۰-۵۸۱ زکریا)

وفي الينابيع: يقول: سبحان ربي الأعلم ثلاثًا، وذٰلک أدناه. (الفتاویٰ التاتارخانية ۲/٤٦٤ رقم: ۳۰۰۹ زكريا)

خواب میں آیتِ سجدہ کی تلاوت کرنا

سوال (۱۴۲):- اگر کسی نے خواب میں آیتِ سجدہ تلاوت کرلی، تو کیا اُس پر سجدہ واجب ہے؟

جواب:- اِس بارے میں فقہ کی دونوں روایتیں ہیں۔ہم نے ''کتاب المسائل'' میں عدمِ وجوب والی روایت کو ترجیح دی ہے؛ کیونکہ یہ حدیث کے زیادہ موافق ہے۔ (کتاب المسائل ۱/۵۳۶)

والنائم أي إذا أخبر أنه قرأها في حالة النوم تجب عليه وهو الأصح. (تاتارخانية) وفي الدراية: لا تلزمه هو الصحيح (امداد) ففيه اختلاف التصحيح. (شامي / كتاب الصلاة ۲/۵۸۱ زكريا)

غیر نمازی شخص کا اِمام سے آیتِ سجدہ سننا

سوال (۱۴۳):- اگر امام صاحب نے سجدہ کی آیات پڑھی، پھر سجدہ بھی کرلیا؛ لیکن کسی

شخص نے اُس آیت کو سنا، پھر اِمام کے سجدہ کرنے کے بعد امام کے ساتھ شریک ہوا، تو اُس کا کیا حکم ہے؟

جواب:- وہ سجدۂ تلاوت نماز کے بعد اَدا کرے گا۔

إذا قرأ الإمام آیة السجدة فسمعها رجلٌ لیس معه، ثم دخل الرجل في صلاة الإمام فهٰذه المسألة علیٰ وجهین: ...... الوجه الثاني: إذا اقتدیٰ به بعد ما سجد فلیس علیه أن یسجدها في الصلاة ...... کان علیه أن یسجدها بعد الفراغ.

(الفتاویٰ التارتاخانیة ۲/۴۷٦ رقم: ۳۰٤۹ زکریا)

مسافر کے اَحکام

مسافر اِمام مقیم نمازیوں کو چار رکعت نہ پڑھائے

سوال (۱۴۴):- ایک شخص ایک مقام پر اِمامت کرتا ہے، اُس مقام سے اُس کے گھر کے درمیان ۱۰۰؍ کلومیٹر کی دوری ہے، اور اس لئے ہر ہفتہ گھر جانا ضروری ہے، تو اِمامت کی کیا شکل ہے؟

جواب :- ایسے شخص کو چاہئے کہ وہ چار رکعت والی نمازوں کی اِمامت نہ کیا کرے؛ کیوں کہ اُس کے پیچھے مقیم مقتدیوں کی نماز درست نہ ہوگی۔ (کتاب المسائل ۱؍۵۶۵)

فإن صلی أربعًا وقعد في الثانية قدر التشهد أجزأته والأخريان نافلة ويصير مسيئًا لتاخير السلام، وإن لم يقعد في الثانية قدرها بطلت، كذا في الهداية. (الفتاویٰ الهندية / الباب الخامس عشر في صلاة المسافر ۱۳۹/۱، شامي ۶۰۹/۲ زكريا، البحر الرائق / باب المسافر ۲۳۰/۲ زكريا)

فلم أتم المقيمون صلاتهم معه فسدت لأنه اقتداء المفترض بالمتنفل.

(شامی ۶۱۲/۲ زكريا)

مسافر اِمام نے مقیم مقتدیوں کو ۴؍ رکعت نماز پڑھادی

سوال (۱۴۵):- مسافر امام اگر قصر کے بجائے مکمل نماز پڑھے تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب :- اگر دو رکعت پر قعدہ کیا ہے، تو مسافر کا فرض ادا ہوگیا؛ لیکن تاخیر واجب، یعنی سلام کو مؤخر کرنے کی بنا پر یہ نماز واجب الاعادہ ہے۔ اور جن مقیم مقتدیوں نے اُس کے پیچھے نماز پڑھی ہے اُن کی نماز ہی درست نہ ہوئی، سجدۂ سہو سے بھی تلافی نہ ہوگی۔ (کتاب المسائل ۱؍۵۶۴، کتاب

النوازل ۴۶۲/۵)

فلو أتم مسافر إن قعد في القعدة الأولیٰ تم فرضه؛ ولکنه أساء، وما زاد نفل (الدر المختار) فلو أتم المقیمون صلاتهم معه فسدت؛ لأنه اقتداء المفترض بالمتنفل الخ. (الدر المختار مع الشامي ۶۰۹/۲-۶۱۲ زکریا)

فإن صلی أربعًا وقعد في الثانیة قدر التشهد أجزأته، والأخریان نافلة له، ویصیر مسیئًا لتاخیر السلام. (الفتاویٰ الهندیة / الباب الخامس عشر في صلاة المسافر ۱۳۹/۱ زکریا)

فإذا أتم الرباعیة والحال أنه قعد قعدة الأول قدر التشهد. (طحطاوي علیٰ مراقي الفلاح ۴۲۵ دار الکتاب دیوبند)

❍ مسافر نے مقیمین کو پوری نماز پڑھادی

سوال (۱۴۶):- اگر کسی مسافر نے مقیم کو نماز پڑھائی، دو یا تین دن بعد میں معلوم ہوا کہ امام مسافر ہے تو پڑھی ہوئی نمازوں کا کیا حکم ہے؟

جواب:- مقیم حضرات کی نماز صحیح نہیں ہوئی، وہ اپنی نمازیں لوٹائیں گے۔ (فتاویٰ قاسمیہ ۷۵۰/۸)

فلو أتم المقیمون صلاتهم معه فسدت؛ لأنه اقتداء المفترض بالمتنفل.

(شامي / باب صلاة المسافر ۶۱۲/۲)

لو اقتدی مقیمون بمسافر وأتم بهم بلا نیة إقامة وتابعوه فسدت صلاتهم. (شامي ۵۸/۱۰ کراچی)

❍ مسافر شخص قعدۂ اولیٰ کے بعد بھول سے کھڑا ہوگیا

سوال (۱۴۷):- مسافر شخص تشہد کے بعد بھول کر کھڑا ہوا، بعد میں سجدۂ سہو کیا، تو اِس صورت میں نماز ہوگی یا نہیں؟

جواب:- اگر مذکورہ مسافر شخص قعدہ کی طرف لوٹ آیا اور بعد میں سجدۂ سہو کرلیا تو نماز درست ہوگئی۔

مسافر صلى الظهر ركعتين وقام إلى الثالثة ناسيًا بعد ما قعد قدر التشهد، ثم تذكر ذٰلک في قيام الثالثة أو في ركوعه؛ فإنه يعود ويقعد، وإن تذكر بعدما قيد الثالثة بالسجدة يتم صلاته أربعًا، وكانت الثالثة والرابعة له سنة الظهر، وإن لم يكن قعد على رأس الركعتين إن تذكر في قيام الثالثة عاد وإن لم يعد، حتى قيدها بالسجدة فسدت صلاته. (الفتاویٰ التاتارخانية ٥٢٤/٢ زكريا)

○ دورانِ نماز مسافر کا اِقامت کی نیت کرنا

سوال (۱۴۸):- اگر کسی مسافر نے حالتِ نماز میں جب کہ ایک رکعت پڑھ چکا ہو، اِقامت کی نیت کرلی، تو کیا حکم ہے؟

جواب:- وہ شخص چار رکعت پوری پڑھے گا۔ (کتاب المسائل ۵۶۳/۱)

ولو نویٰ المسافر الإقامة في الصلاة في الوقت أتمها منفردًا كان أو مقتديًا مسبوقًا كان أو مدركًا. (الفتاویٰ الهندية / الباب الخامس عشر في صلاة المريض ١٤١/١ زكريا)

أو ينوي ولو في الصلاة إذا لم يخرج وقتها ولم يک لاحقًا إقامة نصف شهر. (تنوير الأبصار / باب صلاة المسافر ٦٠٤/٢-٦٠٥ زكريا)

ثم المسافر كان يصير مقيمًا بصريح نية الإقامة في مكان واحد صالح للإقامة خمسة عشر يومًا خارج الصلاة يصير مقيمًا به في الصلاة حتى يتغير فرضه في الحالين جميعًا. (بدائع الصنائع ٢٧٢/١ زكريا)

○ نماز کے آخری وقت میں مقیم ہوجانے والا مسافر پوری نماز پڑھے گا

سوال (۱۴۹):- نماز اول وقت میں واجب ہوتی ہے، اگر کسی نے دخولِ وقت سے کچھ پہلے تقریباً ایک سو پچاس کیلومیٹر کا سفر کیا، پھر وہ خروجِ وقت سے ۲۰-۳۰/ منٹ پہلے مقیم ہوگیا تو اس کا کیا حکم ہوگا؟

جواب:- جب آخری وقت میں مقیم ہوگیا تو اب مقیم والی ہی نماز پڑھے گا۔ (مستفاد: آپ کے مسائل اور اُن کا حل ۸۱/۴)

ولـو قـدم مسافر في آخر الوقت قبل أن يصلي، صلى صلاة المقيم. (شرح مختصر الطحاوي / صلاة المسافر ۹۹/۲)

○ مسافر وقت ختم ہونے سے پہلے مقیم ہوگیا

سوال (۱۵۰):- مرادآباد کا رہنے والا ایک شخص دیوبند گیا اور وہ عشاء کے وقت شروع ہونے کے بعد وہاں سے نکلا اور مرادآباد وقت ختم ہونے سے پہلے آگیا، تو اُس پر قصر ہے یا اِتمام؟

جواب:- وہ شخص پوری نماز پڑھے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ ۵۴۳/۷ ڈابھیل)

ولـو كـان مسـافـرًا فـي أول الـوقـت، وإن صـلـى صلاة السفر ثم أقام في الوقت لا يتغير فرضه، وإن لم يصل حتى أقام في آخر الوقت ينقلب فرضه أربعًا.

(الفتاویٰ التاتارخانية ۵۰٦/۲ رقم: ۳۱۳٦ زكريا)

ولو كان مسافرًا في أول الوقت وصلى صلاة السفر، ثم أقام في الوقت لا يتـغـيـر فرضه، وإن لم يصل حتى أقام في آخر الوقت ينقلب فرضه أربعًا. (المحيط البـرهـانـي ۱٤٤/۲ كـوئٹه، الفتاویٰ الهندية / الباب الخامس عشر في صلاة المسافر ۱٤۱/۱، خانية على هامش الفتاویٰ الهندية ۱٦۷/۱)

والـمـعتبـر في تغيير الفرض آخر الوقت وهو قدر ما يسع التحريمة، فإن كـان الـمـكلف في آخره مسافرًا وجب ركعتان وإلا فأربع؛ لأنه أي آخر الوقت المعتبر في السببية عند عدم الأداء قبله. وفي الشامية: قوله: وإلا فأربع: أي وإن لم يكن في آخره مسافرًا بأن كان مقيمًا في آخره فالواجب أربع. (شامي ۱۳۱/۲ كراچی)

○ مسافر نے مقیم اِمام کو دو رکعت کے بعد پایا تو وہ قصر کرے گا یا اِتمام؟

سوال (۱۵۱):- اگر مسافر نے مقیم امام کو چار رکعت والی نماز میں دو رکعت نکلنے کے بعد

پایا، تو یہ مسافر دو رکعت پر اکتفاء کرے گا یا چار رکعت ہی پڑھے گا؟

جواب:- یہ شخص پوری چار رکعت پڑھے گا؛ کیوں کہ وہ امام کے تابع ہے۔ (مستفاد: کتاب النوازل ۵/۴۶۱)

وإذا اقتدیٰ مسافر بمقیم یصلي رباعیة ولو في التشهد الأخیر. (مراقي الفلاح / صلاة المسافر ٤٢٧)

والمدرک الذي نام خلف الإمام أو أحدث وذهب للوضوء کأنه خلف الإمام ...... فإذا فرغ الإمام قد استحکم الفرض ...... ولم یبق محتملاً للتغییر في حقه، فکذا للاحق. (بدائع الصنائع ١/٢٧٢ زکریا)

○ سفر وطنِ اِقامت کو باطل کر دیتا ہے

سوال (۱۵۲):- اگر مسافر نے کہیں جا کر اِقامت کی نیت کر لی؛ لیکن وہ وہاں سے وطن اصلی کے علاوہ کہیں اور کا سفر کرتا ہے، تو یہ شخص مسافر ہوگا یا مقیم ہی رہے گا؟ مثلاً ہم اپنے گھروں سے مدرسہ آئے ہیں اور یہاں (مرادآباد) سے کہیں اور کا سفر کریں، تو کیا حکم ہے؟

جواب:- جس جگہ آدمی ۱۵/ دن اِقامت کی نیت کر کے مقیم ہو چکا ہے، وہ جگہ اُس کے لئے وطن اقامت بن جاتی ہے۔ اور وطن اِقامت اُس وقت باطل ہوتا ہے جب کہ وہاں سے سفر شرعی یعنی ساڑھے بیاسی کلومیٹر کے قصد سے سفر شروع کیا جائے۔ اور اگر اِس سے کم کے اِرادہ سے سفر کر کے واپس آنے کا پروگرام ہو تو اُس سے وطن اِقامت باطل نہیں ہوتا۔ اِس اُصول کو سامنے رکھ کر مسئولہ صورت کا حکم یہ ہے کہ مرادآباد سے اگر آپ سفر شرعی کے اِرادہ سے نکلیں گے تو مسافر ہوں گے، اور اگر سفر شرعی کا ارادہ نہ ہو تو مسافر نہ ہوں گے۔ (کتاب المسائل ۱/۵۵۹-۵۶۱، فتاویٰ محمودیہ ۷/۵۰۴ ڈابھیل)

من خرج من عمارة موضع إقامته قاصدًا مسیرة ثلاثةً أیامٍ ولیالیها ...... صلی الفرض الرباعي رکعتین، حتی یدخل موضع مقامه، أو ینوي ولو في الصلاة إذا لم یخرج وقتها إقامة نصف شهر. (تنویر الأبصار / باب صلاة المسافرین ٢/٥٩٩-٥٦٠ زکریا)

رجل خرج من مصره إلى قرية لحاجةٍ ولم يقصد السفر ونوى أن يقيم فيها أقل من خمسة عشر يومًا فإنه يتم فيها؛ لأنه مقيم. (شامي ٦١٥/٢ زكريا، ٥٣٧/٢ بيروت)

ويبطل وطن الإقامة بمثله وبالوطن الأصلي وبانشاء السفر. (الدر المختار مع الشامي ٦١٤/٢ زكريا، ٥٣٦/٢ بيروت)

ووطن الإقامة يبطل بوطن الإقامة وبإنشاء السفر. (الفتاویٰ الهندية ١٤٢/١، بدائع الصنائع ٢٨٠/١ زكريا، البحر الرائق ٢٣٩/٢ زكريا، مجمع الأنهر ٢٤٣/١، الفتاویٰ التاتارخانية ٥١١/٢ رقم: ٣١٥١ زكريا، حلبي كبير ٥٤٤، الهداية ١٦٧/١)

○ ۱۵؍دن کی فرضی نیت کا اعتبار نہیں

سوال (۱۵۳):- مسافر کو یہ معلوم ہے کہ ہمیں فلاں جگہ ۱۰؍دن ہی رہنا ہے؛ لیکن پھر بھی وہ ۱۵؍دن کی نیت کرتا ہے، تو کیا حکم ہے؟

جواب:- مسئولہ صورت میں ۱۰؍دن کی نیت شمار ہوگی، ۱۵؍دن کی فرضی نیت معتبر نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ۴۹۴/۷ ڈابھیل، کتاب المسائل ۵۵۸/۱، کتاب النوازل ۴۱۷/۵)

وإن نوى الإقامة أقل من خمسة عشر يومًا قصر، هٰكذا في الهداية. (الفتاویٰ الهندية / الباب الخامس عشر في صلاة المسافر ١٣٩/١، بدائع الصنائع ٢٦٨/١ زكريا)

وإن نوى أقل من ذٰلك قصر. (الفقه الإسلامي وأدلته ٢٩١/٢)

فلو نوى أقل من خمسة عشر يومًا لا يزول حكم السفر. (حلبي كبير ٥٣٩)

وعندنا ما لم ينو الإقامة خمسة عشر يومًا لا يتم الصلاة. (الفتاویٰ التاتارخانية ٧٩٥/٢ رقم: ٣٠٩٩ زكريا)

○ جن اَساتذہ کو مدرسہ کی طرف سے کمرہ ملا ہوا ہو، کیا وہ وطن اصلی کے درجہ میں ہوگا؟

سوال (۱۵۴):- باہر سے آنے والے اَساتذۂ کرام کو جو کمرہ مدرسہ سے دیا جاتا ہے، تو

یہ اُن کا وطن اصلی ہوگا یا نہیں؟

جواب:- جب تک وہاں مستقل قیام کی نیت نہ ہو، تو یہ مدرسہ اُن اَساتذہ کے لئے وطن اصلی کے حکم میں نہیں ہوگا، محض کمرہ ملنا کافی نہیں۔ (کتاب المسائل ۱/۵۵۷، کتاب النوازل ۵/۴۳۳، فتاویٰ قاسمیہ ۸/۱۰۷)

والوطن الأصلي هو وطن الإنسان في بلدته أو بلدة أخرىٰ اتخذها دارًا وتوطن بها مع أهله وولده وليس من قصده الارتحال عنها؛ بل التعيش بها. (البحر الرائق ۲/۲۳۹ زكريا، ۲/۱۳٦ كوئٹه)

والوطن الأصلي هو موطن ولادته أو تأهله أو توطنه (الدر المختار) وفي الشامية: أي عزَم على القرار فيه وعدم الارتحال وإن لم يتأهل. (الدر المختار مع الشامي ۲/٦١٤ زكريا)

قوله: أو توطنه أی بأن اتخذها دارًا، وليس من قصده الارتحال عنها؛ بل التعيش بها، وإن لم يتأهل بها. (حاشية الطحطاوي على الدر ۱/۳۳٦، البحر الرائق ۲/۲۳۹ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية ۲/٤۹۹ رقم: ۳۱۰۸ زكريا)

○ مسافر باپ بیٹے کے گھر جاکر نماز قصر کرے گا یا اِتمام

سوال (۱۵۵):- ایک شخص مرادآباد کا رہنے والا ہے، اُس کا بیٹا دہلی میں رہتا ہے، تو وہ شخص اپنے بیٹے کے گھر جاکر قصر کرے گا یا پوری نماز پڑھے گا؟

جواب:- وہ شخص قصر کرے گا۔ (فتاویٰ قاسمیہ ۸/۶۸۰)

والوطن الأصلي هو موطن ولادته أو تأهله أو توطنه. (شامي / باب صلاة المسافر ۲/٦١٤ زكريا)

لأنها إنما كانت وطنًا بالأهل. (البحر الرائق ۲/۲۳۹ زكريا)

ولا يزال علىٰ حكم السفر حتى ينوي الإقامة في بلدة أو قرية خمس عشر يومًا أو أكثر. (الفتاوىٰ الهندية ۱/۱۳۹ زكريا)

○ دہلی کا وطن چھوڑ کر مرادآباد میں وطن بنانا

سوال (۱۵۶):- ایک شخص دہلی کا رہنے والا ہے، مگر وہ دہلی کو ترک کر کے مرادآباد میں اپنا مکان بنا کر رہتا ہے؛ لیکن ضرورت کے وقت دہلی بھی جاتا ہے۔

جواب:- اگر اُس نے دہلی کو بالکلیہ ترک کر دیا تو مرادآباد اس کا وطن ہوگیا، دہلی وطن نہیں رہا، اور اگر دونوں جگہ قیام کی نیت ہے تو دونوں جگہ اِتمام کرے گا۔ (کتاب المسائل ۱/۵۵۶، فتاویٰ محمودیہ ۷/۴۹۲، فتاویٰ قاسمیہ ۸/۶۲۲)

الوطن الأصلي ...... يبطل بمثله إذا لم يبق له بالأول أهل، فلو بقي لم يبطل بل يتم فيهما لا غير. (الدر المختار ٢/٦١٤ زكريا، ٢/٥٣٦ بيروت)

الوطن الأصلي يبطل بالوطن الأصلى إذا انتقل عن الأول بأهله. (الفتاوىٰ الهندية / الباب الخامس عشر في صلاة المسافر ١/١٤٢)

فالوطن الأصلي ينتقض بمثله لا غير، وهو أن يتوطن الإنسان في بلدة أخرىٰ، وينتقل الأهل إليها من بلدته فيخرج الأول من أن يكون وطنًا أصليًا له. (بدائع الصنائع ١/٢٨٠ زكريا)

ويبطل الوطن الأصلي بمثله لا بالسفر. (ملتقى الأبحر مع مجمع الأنهر ١/٢٤٣، البحر الرائق ٢/٢٣٩ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية ٢/٥١١ رقم: ٣١٤٧ زكريا، حلبي كبير ٥٤٤، مجمع الأنهر ١/١٦٤، الهداية ١/١٦٧)

○ ٹرین کی دو سیٹوں کے درمیان کھڑے ہوکر سیٹ پر سجدہ کرنا

سوال (۱۵۷):- ٹرین میں دو سیٹ کے درمیان کھڑے ہوکر سیٹ پر سجدہ کرنا کیسا ہے؟

جواب:- غیر معذور کے لئے ایسا کرنا جائز نہیں؛ کیوں کہ سجدہ جس چیز پر کیا جائے وہ زمین سے ایک بالشت سے زیادہ اونچی نہیں ہونی چاہئے۔ (کتاب المسائل ۱/۵۷۲)

ويكره للمؤمي أن يرفع إليه عودًا أو وسادةً ليسجد عليه، فإن فعل ذٰلك

ینظر إن کان یخفض رأسه للرکوع ثم للسجود أخفض من الرکوع جازت صلاته. (الفتاویٰ الهندیة / الباب الرابع عشر في صلاة المریض ۱۳۶/۱ زکریا)

○ ٹرین میں سیٹ پر بیٹھ کر نماز پڑھنا

سوال (۱۵۸):- ٹرین میں سیٹ پر نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:- جو شخص کھڑے ہونے پر قادر ہو، اُس کے لئے ٹرین میں قبلہ رو کھڑے ہوکر نماز پڑھنا ضروری ہے، وہ سیٹ پر بیٹھ کر نماز نہیں پڑھ سکتا؛ البتہ معذور کے لئے گنجائش ہے۔ (کتاب المسائل ۲۹۷/۱، کتاب النوازل ۴۶۵/۵)

ولو صلی الفریضة قاعدًا مع القدرة علی القیام لا یجوز صلاته. (حلبي کبیر ۲۶۱)

ذهب جمهور العلماء إلیٰ أنه لا یجوز لمن یصلي الفریضة في السفینة ترک القیام مع القدرة، کما لو کان في البر. (الموسوعة الفقهیة ۷۵/۲۵ کویت)

ومنها القیام لقادر علیه. (الدر المختار مع الشامي ۱۳۱/۲-۱۳۲ زکریا)

○ اطمینان کی حالت میں مسافر کا سنتِ مؤکدہ پڑھنا

سوال (۱۵۹):- مسافر جب اطمینان کی حالت میں ہو تو اس پر سنتِ مؤکدہ واجب ہے یا نہیں؟

جواب:- واجب نہیں ہے؛ لیکن اَفضل ہے۔ (کتاب المسائل ۵۵۲/۱، فتاویٰ محمودیہ ۵۱۵/۷ ڈابھیل)

ویأتي المسافر بالسنن إن کان في حال أمن وقرار، وإلا بأن کان في خوف وفرار لا یأتي بها هو المختار؛ لأنه ترک لعذر. (شامي مع الدر ۶۱۳/۲ زکریا، الفتاویٰ الهندیة / الباب الخامس عشر في صلاة المسافر ۱۳۹/۱)

والمختار أنه لا یأتي بها في حال القرار والأمن. (الفتاویٰ الهندیة ۱۳۹/۱ زکریا)

وتکلموا في الأفضل في السنن، فقیل: هو الترک ترخصًا، وقیل: هو الفعل تقربًا، وکان الشیخ أبو جعفر یقول: بالفعل في حالة النزول والترک في حالة السیر. (الفتاویٰ التاتارخانیة ۴۸۹/۲ رقم: ۳۰۸۳ زکریا)

○ بڑے شہر میں سفر کی ابتداء کہاں سے؟

سوال (۱۶۰):- کیا اپنے شہر میں بھی قصر ہوگا؟ مثلاً دہلی شہر ہے، پوربی دہلی کا آدمی پچھمی دہلی کی طرف جائے، تو اس کو ۸۰؍ کلومیٹر سے زایدہ چلنا پڑ رہا ہے، تو کیا یہ آدمی قصر کرے گا یا نہیں؟

جواب:- بڑا شہر پورا ایک ہی آبادی کے درجہ میں ہے؛ لہٰذا دہلی کا آدمی جب تک دہلی کی حدود میں رہے گا اُس پر قصر کا حکم نہ ہوگا، جب شہر کی عرفی حد سے باہر نکلے گا تو سفر کا حکم شروع ہوگا۔ (فتاویٰ قاسمیہ ۸؍۶۵۷)

وإن كانت القرى متصلة بربض المصر فالمعتبر مجاوزة القرىٰ هو الصحيح. (مجمع الأنهر ۱/۲۳۹)

أشار إلى أنه لا يشترط مفارقة ما كان من توابع موضع الإقامة كربض المصر، وهو ما حول المدينة من بيوت ومساكن، فإنه في حكم المصر، وكذا القرىٰ المتصلة بالربض في الصحيح. (شامي ۲/۵۹۹ زكريا)

المسافر إذا خرج من المصر ويقرب من المصر قرية إن كانت القرية متصلة بالمصر لا يقصر الصلاة؛ لأنها من جملة المصر. (الفتاوىٰ الولوالجية ۱/۱۳۱)

○ گاؤں سے سفر شروع کرنے والے مسافر کا حکم کب سے جاری ہوگا؟

سوال (۱۶۱):- اگر کوئی شخص گاؤں سے سفر کرے، تو مسافر کا حکم کب جاری ہوگا؟

جواب:- گاؤں کے آخری مکان سے نکلنے کے بعد سفر کا حکم نافذ ہوگا۔ (کتاب المسائل ۱؍۵۵۳)

قال محمدؒ: يقصر حين يخرج من مصره ويخلف دون المصر. (الفتاوىٰ الهندية / الباب الخامس عشر في صلاة المسافر ۱/۱۳۹ زكريا)

وأشار إلىٰ أنه يشترط مفارقة ما كان من توابع موضع الإقامة كربض المصر، وهو ما حول المدينة من بيوت ومساكين؛ فإنه في حكم المصر. (شامي ۲/۵۹۹ زكريا)

○ کیا سفر کی وجہ سے قیام میں رخصت ہوسکتی ہے؟

سوال (۱۶۲):- حضرت! مسافر پر مشقت کی بنا پر ۴ رفرض والی نمازوں میں سے دو رکعت فرض معاف ہیں؛ لہٰذا موقع محل کے اعتبار سے قیام جو کہ فرض ہے، اُس میں بھی رخصت ہونی چاہئے تھی، مگر ایسا کیوں نہیں؟

جواب:- محض سفر کی وجہ سے قیام میں رخصت ثابت نہیں ہے؛ بلکہ اس رخصت کا مدار آدمی کی طبعی حاجت پر ہے۔

ما ثبت علیٰ خلاف القیاس فغیرہ لا یقاس علیه. (قواعد الفقه ص: ۱۱٤ رقم القاعدة: ۲۸۸ المکتبة الأشرفية دیوبند)

ذکرودعا

○ نماز کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دعا کرنے کا ثبوت

سوال (۱۶۳):- ماقبل میں احادیث گذری ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد دعائیں پڑھتے تھے، تو کیا ہاتھ اُٹھاتے تھے یا بغیر ہاتھ اُٹھائے پڑھتے تھے؟

جواب:- بعض احادیث سے ثابت ہے کہ نماز کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دعا کی جائے گی، نیز یہ دعا کے عام آداب میں سے بھی ہے۔ (کتاب النوازل ۵/۵۳۳، منتخب احادیث ۲۶۷)

عن الفضل بن عباس رضي اللّٰه عنهما عن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: الصلاة مثنىٰ مثنىٰ، تشهدٌ في كل ركعتين وتضرعٌ وتخشعٌ وتساكنٌ، ثم تقنع يديك يقول ترفعهما إلىٰ ربك عزوجلّ مستقبلاً ببطونهما وجهك، تقول: يا ربِّ يا ربِّ ثلاثًا، فمن لم يفعل كذٰلك فهي خداجٌ. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ٤/١٦٧)

عن عبد اللّٰه بن الزبير رضي اللّٰه عنه قال: إن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم لم يكن يرفع يديه حتى يفرغ من صلاته. (مجمع الزوائد ١٠/١٦٩ بيروت)

عن معاذ بن جبل رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم أخذ بيدي قال: يا معاذ! واللّٰه إني لأحبك، فقال: أوصيك يا معاذ لا تدعن في دبر كل صلاة تقول: اللّٰهم أعني على ذكرك وشكرك وحسن عبادتك. (سنن أبي داؤد، كتاب الصلاة / باب في الاستغفار ١/٢١٣ رقم: ١٥٠٨)

عن المغيرة بن شعبة رضي اللّٰه عنه أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم كان يقول في دبر كل صلاة مكتوبة: لا إلٰه إلا اللّٰه وحده لاشريك له، له الملك وله الحمد، وهو

علـى كـل شـيء قدير، اللّٰهم لا مانع لما أعطيت ولا معطي لما منعت ولا ينفع ذا الجد منک الجد. (صحيح البخاري ١١٧/١ رقم: ٨٣٦، ٩٣٧/٢، صحيح مسلم ٢١٨/١، سنن النسائي ١٥٠/١)

عن أبي أمامة رضي اللّٰه عنه قال: قيل يا رسول اللّٰه! أي الدعاء أسمع قال: جوف الليل الآخر ودبر الصلاة المكتوبات، هذا حديث حسن. (سنن الترمذي ١٨٧/٢)

عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال: كان رسول اللّٰه ﷺ إذا رفع يديه في الدعاء لم يحطهما حتى يمسح بهما وجهه، قال محمد بن المثنى في حديثه: لم يردهما حتى يمسح بهما وجهه. (سنن الترمذي / باب رفع الأيدي عند الدعاء ١٧٦/٢)

عن أنس بن مالک رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم أنه قال: مـا مـن عبـد بسـط كـفيـه فـي دُبـر كل صلاة، ثم يقول: اللّٰهم إلٰهي وإلٰه إبراهيم وإسـحـق ويعقوب، وإلٰه جبرئيل وميكائيل وإسرافيل عليهم السلام أسئلک أن تستـجيب دعوتي؛ فإني مضطر، وتعصمني في ديني؛ فإني مبتلى، وتنالني برحمتک؛ فـإني مذنب، وتنفي عني الفقر؛ فإني متمسكن، إلا كان حقًا على اللّٰه عزوجل أن لا يرد يديه خائبتين. (عمل اليوم والليلة لابن السني ص: ٩٤ رقم: ١٣٨ مكتبة دار الزمان)

○ سجدہ کی تسبیحات کے بعد مسنون دعائیں پڑھنا

سـوال (۱٦۴):- نماز کے اندر سجدہ کی حالت میں ’’سبحان ربی الاعلیٰ‘‘ کے بعد کیا مسنون دعاء وغیرہ پڑھ سکتے ہیں؟

جـواب :- انفرادی نمازوں میں پڑھ سکتے ہیں، اِمامت کی حالت میں نہیں؛ کیوں کہ اِس سے مقتدیوں پر بوجھ ہوگا۔

عـن عـروة أن عـائشة رضـي اللّٰه عنها أخبرته أن رسول اللّٰه ﷺ كـان يدعو في صـلاتـه: الـلّٰهـم إني أعوذ بک من عذاب القبر وأعوذ بک من فتنة المسيح الدجال، وأعوذ بک من فتنة المحيا والممات الخ. (سنن أبي داؤد / باب الدعاء في الصلاة ١٢٨/١)

○❖○

مسائلِ جنازہ

○ کیا آنحضرت ﷺ کو وفات کے وقت کلمہ کی تلقین کی گئی؟

سوال (۱۶۵):- کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت بھی کلمہ کی تلقین ہوئی ہے؟

جواب:- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اِس تلقین کی ضرورت نہ تھی؛ کیوں کہ تلقین تو اُس کو کی جاتی ہے جس کے غافل ہونے کا شبہ ہو، ورنہ جس ذاتِ اَقدس کی رگ رگ میں ذکر الٰہی پیوست ہو، اُسے کیا تلقین کی جائے؟ چناں چہ روایات سے ثابت ہے کہ آپ مرضِ وفات میں مسلسل ذکر میں مشغول رہے اور ''اللّٰھم الرفیق الأعلیٰ'' فرماتے ہوئے رفیق حقیقی سے جاملے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ (اللہ تعالیٰ آپ کے درجات کو بے انتہاء بلند فرمائیں، آمین)

عن الحسن بن علي قال: سألت خالي هند بن أبي هالة وكان وصافا، قلت: صِف لي منطق رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم متواصل الأحزان، دائم الفكرة، ليست له راحة الخ. (شمائل ترمذي / باب كيف كلام رسول الله صلى الله عليه وسلم ١٤)

عن أبي عمرو ذكوان مولىٰ عائشة أخبره أن عائشة رضي الله عنها كانت تقول: إن من نعم الله عليَّ أن رسول الله صلى الله عليه وسلم توفي في بيتي، وفي يومي، وبين سَحري ونحري، وأن الله جمع بين ريقي وريقه عند موته – إلىٰ قوله – وبين يديه ركوة فيها ماء فجعل يدخل يديه في الماء فيمسح بها وجهه يقول: لا إلٰه إلا الله إن للموت سكراتٍ ثم نصب يده فجعل يقول: في الرفيق الأعلىٰ حتى قبض ومالت يده. (صحيح البخاري / باب مرض النبي ﷺ ووفاته الخ ٦٤٠/١ رقم: ٤٤٤٩)

والمراد ذكّروه لا إلٰه إلا اللّٰه لتكون آخر كلامه – إلىٰ قوله – ويتضمن الحديث الحضور عند المحتضر لتذكيره وتأنيسه وإغماض عينيه والقيام بحقوقه، وهٰذا مجمع عليه. (شرح المسلم للنووي ۱/ ۳۰۰)

○ آنحضرت ﷺ کا کفن مبارک

سوال (۱۶۶):- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کفن کے لئے جدید کپڑے منگوائے تھے یا گھر کے کپڑے سے دفن کیا گیا؟

جواب:- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت بدنِ مبارک پر جو کپڑے تھے، اُنہیں اُتارا نہیں گیا تھا؛ بلکہ اُنہیں کپڑوں کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا گیا، اور غسل دینے کے بعد اُنہیں کپڑوں کے اوپر سے دو نئے سفید کپڑوں میں آپ کو کفن دیا گیا، اور قمیص مبارک پہلے سے زیب تن تھی، اِس لئے کل ملاکر تین کپڑوں میں آپ کی تکفین ہوئی۔

ولنا ما روي عن عبد اللّٰه بن مغفل رضي اللّٰه عنه أنه قال: كفنوني في قميصي، فإن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم كفن في قميصه الذي توفي فيه، هٰكذا روي عن ابن عباس أنه عليه السلام كفن في ثلاثة أثواب: أحدها: القميص الذي توفي فيه، والأخذ برواية ابن عباس أولىٰ من الأخذ بحديث عائشة؛ لأن ابن عباس حضر تكفين رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم الخ. (بذل المجهود، كتاب الجنائز / باب في الكفن ۱۰/ ٤۲۸ جديد)

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما أن رسول اللّٰه ﷺ كفن في ثلاثة أثواب في قميصه الذي مات فيه وحلة نجرانية – والحلة – ثوبان. (البداية والنهاية ٥/ ۱۸٦)

○ آنحضرت ﷺ کی نمازِ جنازہ کب پڑھی گئی؟

سوال (۱٦۷):- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازِ جنازہ کب پڑھی گئی؟ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روضۂ اقدس میں تدفین کب ہوئی؟

جواب :- پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال پیر کے دن چاشت کے وقت ہوا ہے، اور پورے دن خلیفہ مقرر کرنے میں لگ گیا، اس کے بعد غسل اور تجہیز وتکفین کا عمل انجام پایا، بعدازاں ایک ایک دو دو کر کے بدھ کی رات تک نماز جنازہ پڑھی گئی، پھر منگل بدھ کی درمیانی شب میں تہجد کے وقت آپ کو قبر اطہر میں اُتارا گیا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ الف الف مرۃ۔ (آپ کے مسائل اور اُن کا حل ۳۵۲/۴، فتاویٰ قاسمیہ ۱۰۰/۲)

وقد جزم سليمان التيمي أحد الثقات بأن بدء مرضه صلى الله عليه وسلم كان يوم السبت الثاني والعشرين من صفر، ومات يوم الإثنين لليلتين خلتا من ربيع الأول ...... ورواه يحيىٰ عن علي بن أبي طالب رضي الله عنه كفن في سبعة أثواب وصلى عليه في حجرته بغير إمام ...... ودفن صلى الله عليه وسلم ليلة الأربعاء. (وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفىٰ ۳۱۸/۱-۳۱۹ بيروت)

حدثنا الصقعب بن زهير عن فقهاء أهل الحجاز قالوا: قبض رسول الله صلى الله عليه وسلم نصف النهار يوم الإثنين لليلتين مضتا من شهر ربيع الأول وبويع أبو بكر يوم الإثنين في اليوم الذي قبض فيه النبي صلى الله عليه وسلم.

(تاريخ الطبري ۲۳۲/۲ بيروت)

عن عبد الله بن أبي بكر بن محمد بن عمرو بن حزم عن أبيه رضي الله عنه قال: توفي رسول الله صلى الله عليه وسلم في شهر ربيع الأول في إثنتي عشرة ليلة مضت من شهر ربيع الأول يوم الإثنين، ودفن ليلة الأربعاء. (تاريخ الطبري ۲٤۱/۲ بيروت)

عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: ...... فلما فرغوا من جهازه يوم الثلثاء وضع علىٰ سريره في بيته، ثم دخل الناس على رسول الله صلى الله عليه وسلم أرسالاً يصلون عليه، حتى إذا فرغوا أدخلوا النساء، حتى إذا فرغوا ادخلوا الصبيان، ولم يؤم الناس على رسول الله صلى الله عليه وسلم أحد ...... ثم دفن رسول الله صلى الله عليه وسلم وسط الليل من ليلة الأربعاء. (سنن ابن ماجة / باب

ذكر وفاته ودفنه ﷺ ١١٨/١ رقم: ١٦٢٨ دار السلام، شمائل ترمذي ٢٧، تاريخ الطبري ٢٣٩/٢، مجمع الزوائد ٣٧/٢ دار الكتب العلمية بيروت، أسد الغابة ٤١/١ دارالفكر بيروت، البداية والنهاية ١٨٢/٢)

○ قبرنبوی میں بچھائی ہوئی چادر کیا ہوئی؟

سوال (١٦٨):- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نیچے جو چادر بچھائی گئی تھی، کیا وہ فوراً نکال لی گئی تھی؟

جواب:- تدفین سے قبل پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر میں سرخ چادر بچھائی گئی تھی؛ لیکن اُسے مٹی ڈالنے سے پہلے نکال لیا گیا تھا۔ (مستفاد: اصح السیر ۵۴۳)

قال الشيخ العراقي: وفرشت في قبره قطيفةٌ، وقيل: أخرجت، وهٰذا أثبت وكأنه أشار إلىٰ ما قال ابن عبد البرّ في الاستيعاب أنها أخرجت قبل إهالة التراب، والله أعلم بالصواب. كذا قاله العلي في المرقاة شرح مشكاة. (حاشية ترمذي ٢٠٣/١)

○ مرض الوفات میں کلمہ کی تلقین کیسے کی جائے؟

سوال(١٦٩):- مرضِ وفات میں کلمہ کی تلقین کیسے کی جائے؟

جواب :- جب آدمی کا انتقال ہونے لگے تو اُس کو کلمہ طیبہ کی تلقین کی جائے گی، اور اِس کی صورت یہ ہے کہ وہاں پر جو حاضرین موجود ہیں وہ بلند آواز سے ''لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ'' پڑھتے رہیں۔ تلقین اِس طرح سے نہیں ہوگی کہ میت کا مونڈھا پکڑ کر کہے کہ: ''کہو: لا الٰہ الا اللّٰہ'' بے چارہ ویسے ہی مرضِ وفات میں پریشان ہے، اور مرتے وقت تکلیف کی وجہ سے مریض بے قابو ہوجاتا ہے، تو ہوسکتا ہے وہ کہہ دے کہ ''میں نہیں پڑھتا''، اور اِسی میں جان نکل جائے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ مریض جب زیادہ پریشان ہوتا ہے تو جس چیز کو آپ کہیں گے وہ اُس کے خلاف کرے گا، اُسے اُلجھن ہونے لگتی ہے۔ اِس لئے تلقین کا مطلب یہ ہے کہ بس آپ اُس کو یاد دلائیں اور یاد دلانے میں اُس کو مخاطب کرنے کی کوئی ضرورت نہیں، پھر جب اُس نے ایک مرتبہ کلمہ پڑھ لیا تو اَب خاموش رہیں؛ کیوں کہ اگر اِس کے بعد مرتے دم تک اُس نے کوئی اور گفتگو نہیں کی تو یہی کلمہ

اُس کا آخری کلام سمجھا جائے گا۔ (کتاب المسائل ۲/۴۵، میت کے آداب ومسائل ۵۰)

ولقن الشهادتين، وصورة التلقين أن يقال عنده في حالة النزع قبل الغرغرة جهرًا، وهو يسمع: أشهد أن لا إله إلا اللّٰه وأشهد أن محمدًا رسول اللّٰه، ولا يقال له قل، ولا يلح عليه في قولها، مخافة أن يضجر، فإذا قالها مرةً لا يعيدها عليه الملقن إلا أن يتكلم بكلام غيرها. (الفتاویٰ الهندية / ۱۵۷/۱، شامي ۷۸/۳ زكريا)

ولقن الشهادة بأن يقال عنده: لا إله إلا اللّٰه، محمد رسول اللّٰه، ولا يؤمر بها. (البحر الرائق ۲۹۹/۲ زكريا)

○ مرض الوفات میں کان میں منہ لگا کر تلقین کرنا

سوال (۱۷۰):- مرض الوفات میں بالکل کان میں منہ لگا کر کلمہ کی تلقین کرنا کیسا ہے؟

جواب:- اس طرح تلقین ثابت نہیں ہے۔ (میت کے آداب ومسائل ۵۱)

ولقن الشهادة بأن يقال عنده: لا إله إلا اللّٰه، محمد رسول اللّٰه، ولا يؤمر بها. (البحر الرائق ۲۹۹/۲ زكريا)

ولقن الشهادتين، وصورة التلقين أن يقال عنده في حالة النزع قبل الغرغرة جهرًا، وهو يسمع: أشهد أن لا إله إلا اللّٰه وأشهد أن محمدًا رسول اللّٰه، ولا يقال له قل، ولا يلح عليه في قولها. (الفتاویٰ الهندية / ۱۵۷/۱، شامي ۷۸/۳ زكريا)

○ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی قبر روضۂ اَقدس میں کیوں بنائی گئی؟

سوال (۱۷۱):- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قبر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے بازو میں کیوں بنی؟ اُنہیں قبرستان میں بھی دفن کیا جاسکتا تھا، کوئی سوال کرے تو ہم کیا جواب دیں گے؟

جواب:- خلیفہ اول امیر المؤمنین سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی صاحب زادی اُم المؤمنین سیدتنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو وصیت فرمائی تھی کہ وفات

کے بعد اُن کو نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پہلو میں دفن کیا جائے، اور روضۂ اقدس چوں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں واقع ہے، اِس لئے اُنہوں نے اپنے والد محترم کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے اُن کی قبر اپنے حجرہ میں بنانے کی اِجازت دے دی، بلاشبہ یہ بڑی سعادت کی بات ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ۔

أوصى أبوبكر عائشة رضي اللّٰه عنها أن يدفن إلىٰ جنب النبي صلى اللّٰه عليه وسلم، فلما توفي حفر له وجعل رأسه عند كتفي رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم وألصقوا اللحد بلحد النبي صلى اللّٰه عليه وسلم فقبر هنالک. (تاريخ الطبري ٣٤٩/٢)

○ انتقال کے بعد میت کی پیشانی کو بوسہ دینا

سوال (۱۷۲):- ماں بیٹے کے مرنے پر اور بیٹا ماں کے مرنے پر پیشانی پر بوسہ دے سکتا ہے؟

جواب:- فرطِ شوق میں میت کی پیشانی کو بوسہ دینے میں کوئی حرج نہیں ہے، اور غسل سے پہلے بھی میت کو بوسہ دے سکتے ہیں؛ کیوں کہ میت کی نجاست حقیقی نہیں؛ بلکہ حکمی ہے۔

حديث عبد اللّٰه بن عباس وجابر بن عبد اللّٰه وعائشة رضي اللّٰه عنهم أن أبا بكر الصديق رضي اللّٰه عنه قبّل النبي صلى اللّٰه عليه وسلم وهو ميت.

(المستدرك للحاكم / كتاب الجنائز ٥١٤/١ رقم: ١٣٣٤ بيروت)

عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: رأيت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقبل عثمان بن مظعون وهو ميت، حتى رأيت الدموع تسيل. (بذل المجهود / باب في تقبيل الميت ٤٤٠/١٠ رقم: ٣١٦٣ جديد)

○ بیٹے کا میت باپ کی نعش کا بوسہ لینا

سوال (۱۷۳):- کوئی بیٹا اپنے مردہ باپ کا بوسہ لے سکتا ہے؟

جواب:- لے سکتا ہے۔

عن القاسم بن محمد عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: قبل رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم عثمان بن مظعون وهو ميت فكأنى أنظر إلى دموعه تسيل على خديه. (سنن ابن ماجة / باب ما جاء في تقبيل الميت ١٠٥، سنن أبي داؤد / باب في تقبيل الميت ٤٥١)

عن ابن عباس وعائشة رضي اللّٰه تعالىٰ عنهما أن أبا بكر قبّل النبي صلى اللّٰه عليه وسلم وهو ميت. (سنن ابن ماجة / باب ما جاء في تقبيل الميت ١٠٥، البداية والنهاية ١٨٢/٢)

○ مائک پر جنازہ کا اعلان

سوال (۱۷۴):- ہمارے یہاں کسی کے انتقال پر ہر مسجد میں مائک سے اعلان ہوتا ہے، کیا حکم ہے؟

جواب :- اگر نیت یہ ہے کہ متعلقین کو پتہ چل جائے تو درست ہے، اور اگر شہرت کی نیت ہے تو منع ہے۔

ولا بأس بالأذان في صلاة الجنازة ...... معناه: لا بأس بالإعلام. (الفتاویٰ التاتارخانية ٨٥/٣ رقم: ٣٧٧٨ زكريا)

وكره بعضهم النداء في الأسواق، والأصح أنه لا بأس به. (الفتاویٰ الهندية ١٥٧/١)

ولا بأس بإعلام الناس؛ لأن فيه كثير المصلين عليه والمستغفرين له.

(مجمع الأنهر ٢٦٤/١)

○ مسجد کے مائک سے جنازہ کا اعلان

سوال (۱۷۵):- مسجد کے مائک سے جنازہ کے بارے میں اعلان کرنا کیسا ہے؟

جواب :- اگر مسجد کا لاؤڈ اسپیکر چندہ کر کے خریدا گیا ہے اور خریدتے وقت یہ نیت کی گئی تھی کہ اِس میں میت کا اعلان بھی ہوگا تو اِس اعلان کی گنجائش ہے۔

لیکن اگر مسجد کے وقف کی آمدنی سے لاؤڈ اسپیکر خریدا گیا ہے تو اُس پر اذان کے علاوہ دیگر اعلانات بلا اُجرت درست نہ ہوں گے۔ (مستفاد: فتاویٰ قاسمیہ ۴۵۴/۱۸، فتاویٰ محمودیہ ۳۱/۱۵ ڈابھیل، آپ

کے مسائل اور اُن کا حل ۳/۲۶۱)

متولی الوقف إذا أسکن رجلاً بغیر أجرة، ذکر الهلال رحمه اللّٰه تعالیٰ لا شيء علی الساکن، وعامة المتأخرین رحمهم اللّٰه تعالیٰ أن علیه أجره المثل، سواء کانت الدار معدة للاستغلال أو لم تکن صیانة للوقف وعلیه الفتویٰ.

(الفتاویٰ الهندیة ۲/۳۸۷)

❍ بچہ مردہ پیدا ہوا تو اُس کے ساتھ کیا عمل کیا جائے؟

سوال (۱۷۶):- اگر کوئی بچہ ماں کے پیٹ سے مردہ پیدا ہو، تو اُس کو کفن دے کر دفن کیا جائے گا۔

جواب:- پاک صاف کپڑے میں لپیٹ کر دفن کیا جائے گا۔

ومن ولد فمات یغسل ویصلی عیه إن استهل، وإلا غسل، وسمي وأدرج في خرقة ودفن ولم یصلی علیه (الدر المختار) والمختار أنه یغسل ویلف في خلقة، ولا یصلی علیه. (الدر المختار مع الشامي / باب الجنائز ۳/۱۲۹- ۱۳۱ زکریا)

ومن استهل بعد الولادة سمي وغسل وصلي علیه، وإن لم یستهل أدرج في خرقة ولم یصل علیه، ویغسل في غیر الظاهر من الروایة، وهو المختار.

(الفتاویٰ الهندیة / الفصل الثاني في الغسل ۱/۱۵۹ زکریا)

ومن استهل إن وجد منه حال ولادته حیاة بحرکة أو صوت سمي وغسل وکفن وصلي علیه، وإن لم یستهل غسل في المختار، وأدرج في خرقة، وسمي ودفن ولم یصل علیه. (حاشیة الطحطاوي علیٰ مراقي الفلاح ۵۹۸ دار الکتاب، بدائع الصنائع ۲/۲۸ دار الکتاب، البحر الرائق / فصل السلطان أحق بصلاته ۲/۳۲۹ زکریا)

❍ جس بچہ کا پیدائش کے تھوڑی دیر بعد انتقال ہوا اُس کے کفن کا حکم

سوال (۱۷۷):- بچہ کا پیدا ہونے کے بعد تھوڑی دیر میں انتقال ہوگیا تو اُس کو ایک کفن

کافی ہوگا یا تین؟

جواب:- بہتر ہے کہ ایسے بچے کو تین کپڑوں میں کفن دیا جائے؛ لیکن اگر ایک کپڑے میں کفن دے دیں تو بھی کوئی حرج نہیں۔ (کتاب المسائل ۶۰/۲، میت کے آداب ومسائل ۸۲، فتاویٰ محمودیہ ۵۱۰/۸ ڈابھیل، بہشتی زیور ۵۶/۲)

لما في الحلية عن الخانية والخلاصة: الطفل الذي لم يبلغ حد الشهوة الأحسن أن يكفن فيما يكفن فيه البالغ وإن كفن في ثوب واحد جاز. (شامي ۹۹/۳ زكريا، ۹۳/۳-۹۴ بيروت، بدائع الصنائع ۳۹/۲، طحطاوي ۵۷۵ المكتبة الأشرفية ديوبند)

○ جس میت کا بدن ٹکڑے ٹکڑے ہوجائے اُس کی تجہیز وتکفین کا کیا حکم ہے؟

سوال (۱۷۸):- جس لاش کا سر نہ ہو یا سر ہے مگر پورا بدن ٹکڑے ٹکڑے کیا ہوا ہے، تو کیا حکم ہے؟

جواب:- اگر لاش کا اکثر حصہ موجود ہے، خواہ سر ہو یا نہ ہو، یا سر کے ساتھ نصف حصۂ بدن دستیاب ہے، تو اُس کو حسبِ دستور غسل وکفن کے بعد نماز پڑھ کر دفنایا جائے گا۔ اور اگر صرف نصف حصۂ بدن موجود ہے مگر اُس کے ساتھ سر نہیں ہے، تو ایسی لاش کو نہ تو غسل دیا جائے گا اور نہ اُس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی؛ بلکہ کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر دفنا دیا جائے گا۔

ولو وجد أكثر البدن أو نصفه مع الرأس يغسل ويكفن ويصلّٰى عليه.

(الفتاویٰ الهندية ۱۵۹/۱ كوئٹه)

ولو وجد الأكثر منه غسل؛ لأن للأكثر حكم الكل. (بدائع الصنائع ۲۸/۲ زكريا)

○ پانی میں ڈوبنے والے شخص کی لاش پھول پھٹ گئی؟

سوال (۱۷۹):- اگر پانی میں کوئی شخص ڈوب کر مر گیا اور پھول کر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا، بالکل چورہ چورہ ہوگیا، تو نماز جنازہ ہوگی یا نہیں؟

جواب:- ایسے شخص کی نماز جنازہ نہیں ہوگی؛ بلکہ ویسے ہی مغفرت کی دعا کی جائے گی،

اور اجزاء بدن کو جمع کر کے پاک کپڑے میں لپیٹ کر دفنا دیا جائے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ۷/۳۷ دار الاشاعت)

لا يصلى عليه بعد التفسخ؛ لأن الصلاة شرعت على بدن الميت، فإذا تفسخ لم يبق بدنه قائمًا. (البحر الرائق ۲/۳۲۰ دار الكتاب ديوبند)

جو شخص ڈوب کر مرجائے اُس کو غسل دینے کا حکم

سوال (۱۸۰):- جس شخص کی موت پانی میں ڈوبنے کی وجہ سے ہوئی ہو، کیا اُس کو غسل دینا ضروری ہے؟

جواب:- ڈوبنے والے شخص کو بھی غسل دینا ضروری ہے؛ تاہم اگر ماءِ کثیر میں غسل کی نیت سے اُس کو حرکت دے کر نکال لیا جائے تو یہی غسل کافی ہوجائے گا، باقاعدہ الگ سے غسل دینا ضروری نہ ہوگا۔

الميت إذا وجد في الماء لا بد من غسله؛ لأن الخطاب بالغسل توجه على بني آدم، ولم يوجد من بني آدم فعل، إلا أن يحركه في الماء بنية الغسل عند الإخراج. (الفتاوىٰ الهندية ۱/۱۵۸ زكريا)

ولو غرق في الماء فأخرج إن كان المخرج حركه كما يحرك الشيء في الماء بقصد التطهير سقط الغسل وإلا فلا. (بدائع الصنائع ۲/۲٤ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية ۳/۹ رقم: ۳۵۹۵ زكريا)

ایک ہفتہ کے بعد میت کی لاش ملی؟

سوال (۱۸۱):- اگر کوئی شخص کسی انجانی جگہ میں اکیلا مرگیا ہو، اُس آدمی کی لاش کو ایک ہفتہ کے بعد لوگ دیکھ لیں، تو اُس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی یا نہیں؟

جواب:- اگر اُس کی لاش صحیح سالم ہے تو حسبِ معمول تجہیز و تکفین ہوگی اور نماز جنازہ پڑھی جائے گی، اور اگر بدن پھول پھٹ گیا ہے اور ہڈی سے گوشت الگ ہوگیا ہے تو اُس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی؛ بلکہ ویسے ہی اعضاء بدن کو سمیٹ کر پاک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا

جائے گا۔ (فتاویٰ رحیمیہ ۷/۷۳ دارالاشاعت)

ولا یصلیٰ علیه بعد التفسخ؛ لأن الصلاة شرعت علی بدن المیت؛ فإذا تفسخ لم یبق بدنه قائمًا. (البحر الرائق ۲/۳۲۰ زکریا)

میت کے پاس اگربتی وغیرہ کی دھونی دینا

سوال (۱۸۲):- میت کے پاس اگربتی وغیرہ کی دھونی دینا کیسا ہے؟

جواب:- کوئی حرج نہیں ہے۔ (کتاب النوازل ۶/۷۰، فتاویٰ محمودیہ ۸/۴۸۵، میت کے آداب ومسائل ۶۰)

المستفاد: ووضع علیٰ سریر مجمر وترًا لئلا یعتریه نداوة الأرض، ولینصب عنه الماء عند غسله، وفي التجمیر تعظیمه وإزالة الرائحة الکریهة، والوتر أحب إلی الله من غیره، وکیفیته أن یدار بالمجمرة حول السریر مرةً أو ثلاثًا أو خمسًا ولا یزاد علیها. (البحر الرائق ۲/۳۰۰ زکریا)

کیا میت کے گھر کرسی پر بیٹھنا منع ہے؟

سوال (۱۸۳):- میت کو دیکھنے کے بعد باہر لوگوں سے بات چیت کر رہا تھا، اِسی دوران بیٹھنے کے لئے کرسی لائی گئی، تو کہا کہ میت کے گھر میں بیٹھنا صحیح نہیں ہے؟

جواب:- ایسا کچھ نہیں، ضرورت ہو تو بیٹھ سکتا ہے۔

عن مسعود بن الحکم أنه سمع علیًا برحبة الکوفة یقول للناس: کان رسول اللّٰہ صلی الله علیه وسلم یأمرنا بالقیام في الجنازة ثم جلس بعد ذٰلک وأمر بالجلوس. (صحیح ابن حبان ۵/۲٤ رقم: ۳۰٤٥ دار الفکر بیروت)

راستہ میں جنازہ دیکھ کر کھڑے ہونا

سوال (۱۸۴):- راستہ سے جنازہ کو جب لے جاتے ہیں، تو بیٹھا ہوا کھڑا ہوجاتا ہے، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب:- کھڑا ہونا کوئی ضروری نہیں ہے، پہلے یہ حکم تھا بعد میں باقی نہیں رہا۔

عن عامر بن ربيعة يبلغ به النبي صلى الله عليه وسلم إذا رأيتم جنازة فقوموا لها حتى تخلفكم أو توضع. (سنن أبي داؤد / باب القيام للجنازة ٤٥٢)

عن علي رضي الله عنه قال: رأينا رسول الله صلى الله عليه وسلم قام فقمنا وقعد فقعدنا، يعني في الجنازة. (صحيح مسلم ٣١٠/١)

وتحته في شرحه للنووي قال القاضي: اختلف الناس في هٰذه المسئلة، فقال مالك وأبو حنيفة والشافعي: القيام منسوخ. (شرح مسلم للنووي ٣١٠/١)

ولا يقوم من في المصلىٰ لها إذا رآها قبل وضعها ولا من مرت عليه هو المختار، وما ورد فيه منسوخ. (الدر المختار مع الشامي / باب صلاة الجنازة، مطلب في حمل الجنازة ١٣٦/٣ زكريا)

عن مسعود بن الحكم أنه سمع عليًا برحبة الكوفة يقول للناس: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يأمرنا بالقيام في الجنازة ثم جلس بعد ذٰلک وأمر بالجلوس. (صحيح ابن حبان ٢٤/٥ رقم: ٣٠٤٥ دار الفكر بيروت)

○ بیری کے پتوں کی جگہ صابون استعمال کرنا

سوال (۱۸۵):- پہلے زمانہ میں تو صابون نہیں تھا، اِس لئے بیری کے پتوں کا پانی استعمال کرتے تھے؛ لیکن اس زمانہ میں صابون ہے، پھر بھی بیری کے پتوں کا پانی استعمال کرنا کیسا ہے؟

جواب:- بے شک صابون بیری کے پتوں کے قائم مقام ہوجائے گا؛ لیکن چوں کہ حدیث اور فقہی روایات میں بیری کے پتوں کا ذکر ہے، اِس لئے اس کا اہتمام افضل ہے۔ (آپ کے مسائل اور اُن کا حل ۲۸۸/۴، میت کے آداب ومسائل ۷۵)

ثم يغسل رأسه ولحيته بالخطمي، وفي شرح الطحاوي: فإن لم يكن فبالصابون، فإن لم يكن فيكفيه الماء القراح. (الفتاوىٰ التاتارخانية ٧/٣ رقم: ٣٥٩٣ زكريا)

ويغلى الماء بالسدر أو بالحرض؛ فإن لم يكن فالماء القراح، كذا في

الهـداية. ويغسل رأسه ولحيته بالخطمي وإن لم يكن فبالصابون ونحوه. (الفتاویٰ الهندية ۱۵۸/۱ زكريا)

○ میت کو غسل دینے کے بعد غسل کرنے کا حکم

سوال (۱۸۶):- میت کو غسل دینے والا شخص بعد میں غسل کرے گا یا نہیں؟

جواب:- اگر کوئی آدمی کسی میت کو غسل دے تو بعد میں اس کے لئے غسل کرنا افضل ہے واجب نہیں ہے، اور اَفضل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ غسل دیتے وقت پانی کی چھینٹیں اُس کے کپڑے یا بدن پر آسکتی ہیں، تو اس سے بچنے کے لئے خود ہی اپنا غسل کرلے تو بہتر ہے۔ (کتاب النوازل ۸۱/۶، احسن الفتاویٰ ۲۴۳/۴، آپ کے مسائل اور اُن کا حل ۲۹۲/۴)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من غسَّل ميِّتًا فليغتسل. (سنن ابن ماجة / باب ما جاء في غسل الميت ص: ۱۰۵ رقم: ۱٤٦۳)

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ليس عليكم في غسل ميتكم غسلٌ إذا اغتسلتموه؛ فإن ميتكم ليس بنجسٍ فحسبكم أن تغسلوا يدكم. (المستدرك للحاكم ٥٤٣/۱ بيروت)

من غسل ميتًا فليغتسل. رواه الإمام أحمد وأصحاب السنن إلا النسائي، والأمر فيه للندب وصرفه عن الوجوب حديث ابن عباس المصرح فيه بعدم الوجوب. (طحطاوي علىٰ مراقي الفلاح ٥۷۹)

○ حائضہ عورت میت کو غسل دے سکتی ہے یا نہیں؟

سوال (۱۸۷):- حائضہ عورت میت کو غسل دے سکتی ہے یا نہیں؟ اور چار پائی اُٹھا سکتی ہے یا نہیں؟

جواب:- دے سکتی ہے، مگر بہتر نہیں، چار پائی اُٹھانا بھی بہتر نہیں ہے۔

ينبغي أن يكون غاسل الميت على الطهارة، ولو كان الغاسل جنبًا أو

حائضًا أو كافرًا جاز، ويكره. (الفتاویٰ الهندية ۱۵۹/۱ کوئٹہ)

ويكره أن يغسله جنب أو حائضٌ. (شامي ۹۵/۳ زكريا)

○ میت کے سر پر مسح کرانا

سوال(۱۸۸):- میت کے سر پر مسح کیا جائے گا یا نہیں؟

جواب:- جب وضو کرائیں گے تو مسح کرائیں گے، بعد میں نہیں۔

ويمسح رأسه أي في الوضوء، وهو ظاهر الرواية كالجنب. (شامي ۸۷/۳ زكريا)

وظاهر كلام المصنف أن الغاسل يمسح رأس الميت في الوضوء، وهو ظاهر الرواية. (البحر الرائق ۳۰۲/۲ زكريا)

○ جنبی شخص کا تجہیز وتکفین میں شرکت کرنا

سوال (۱۸۹):- جو شخص حالتِ جنابت میں ہو تو کیا وہ تجہیز وتکفین کے اندر شریک ہوسکتا ہے؟

جواب:- مناسب نہیں ہے۔

ينبغي أن يكون غاسل الميت على الطهارة، ولو كان الغاسل جنبًا أو حائضًا أو كافرًا جاز، ويكره. (الفتاویٰ الهندية ۱۵۹/۱ کوئٹہ)

ويكره أن يغسله جنب أو حائضٌ. (شامي ۹۵/۳ زكريا)

○ میت کو غسل دینے کا طریقہ

سوال(۱۹۰):- حضرت! میت کو غسل دینے کا طریقہ کیا ہے؟ براہِ کرم بتلا دیجئے۔

جواب:- جس تختہ پر غسل دیا جائے پہلے اس کو تین یا پانچ یا سات مرتبہ لوبان وغیرہ کی دھونی دے لیں، پھر اس پر میت کو قبلہ کی طرف رخ کر کے یا جیسے بھی آسان ہو لٹایا جائے۔

اس کے بعد میت کے بدن کے کپڑے چاک کرلیں اور ایک تہبند اس کے ستر پر ڈال کر بدن کے کپڑے اتار لیں، یہ تہبند موٹے کپڑے کا ناف سے لے کر پنڈلی تک ہونا چاہئے؛ تاکہ

بھیگنے کے بعد ستر نظر نہ آئے۔

پھر بائیں ہاتھ میں دستانے پہن کر میت کو استنجاء کرائیں۔

اس کے بعد وضو کرائیں اور وضو میں نہ کلی کرائیں نہ ناک میں پانی ڈالا جائے اور نہ گٹوں تک ہاتھ دھوئے جائیں؛ ہاں البتہ کوئی کپڑا یا روئی وغیرہ انگلی پر لپیٹ کر تر کر کے ہونٹوں دانتوں اور مسوڑھوں پر پھیر دیں۔

پھر اسی طرح ناک کے سوراخوں کو بھی صاف کر دیں (خاص کر اگر میت جنبی یا حائضہ ہو تو منہ اور ناک پر انگلی پھیرنے کا زیادہ اہتمام کیا جائے)

اس کے بعد ناک، منہ اور کانوں کے سوراخوں میں روئی رکھ دیں؛ تاکہ وضو و غسل کراتے ہوئے پانی اندر نہ جائے۔

وضو کرانے کے بعد ڈاڑھی و سر کے بالوں کو صابن وغیرہ سے خوب اچھی طرح دھو دیں۔

پھر مردے کو بائیں کروٹ پر لٹا کر بیری کے پتوں میں پکا ہوا یا سادہ نیم گرم پانی دائیں کروٹ پر خوب اچھی طرح تین مرتبہ نیچے سے اوپر تک بہا دیں کہ پانی بائیں کروٹ کے نیچے پہنچ جائے۔

پھر دائیں کروٹ پر لٹا کر اسی طرح بائیں کروٹ پر سر سے پیر تک تین مرتبہ پانی ڈالا جائے کہ پانی دائیں کروٹ تک پہنچ جائے، نیز پانی ڈالتے ہوئے بدن کو بھی آہستہ آہستہ ملا جائے، اگر میسر ہو تو صابن بھی استعمال کریں۔

اس کے بعد میت کو ذرا بٹھانے کے قریب کر دیں اور پیٹ کو اوپر سے نیچے کی طرف آہستہ آہستہ ملیں اور دبائیں اگر کچھ نجاست نکلے تو صرف اس کو پونچھ کر دھو ڈالیں، وضو و غسل لوٹانے کی ضرورت نہیں۔

اس کے بعد اس کو بائیں کروٹ پر لٹا کر کافور ملا ہوا پانی سر سے پیر تک تین دفعہ ڈالیں۔

پھر سارے بدن کو تولیہ وغیرہ سے پونچھ دیا جائے۔ (کتاب المسائل ۲/۵۲-۵۳)

ویصب علیہ ماء مغلی بسدر أو حرض إن تیسر، وإلا فماء خالص – إلی

قولـه – ويـنشف في ثوب، ويجعل الحنوط الخ. (الدر المختار مع الشامي ۸۷/۳–۸۹ زكريا، ۸۲/۳–۸٤ بيروت، طحطاوي ۳۱۰–۳۱۱، فتح القدير ۱۰٥/۲–۱۰۹)

الواجب هو الغسل مرةً واحدةً، والتكرار سنة حتى لو اكتفى بغسلة واحدةٍ أو غمسة واحدة – إلى قوله – ويغسل رأسه ولحيته بالخطمي، وإن لم يكن فبالصابون ونحوه الخ. (الفتاویٰ الهندية ۱۵۸/۱ كوئٹه، بهشتي زيور ۵۲/۲)

○ میت کی پیشانی پر اُنگلی سے بسم اللہ لکھنا

سوال (۱۹۱):- کیا میت کی پیشانی پر اُنگلی سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھ سکتے ہیں؟

جواب:- بعض فقہی عبارتوں سے اِس کی اجازت معلوم ہوتی ہے؛ لیکن اِس کو لازم اور موجبِ نجات نہ سمجھا جائے۔ (فتاویٰ قاسمیہ ۵۹۷/۹ رقم: ۳۸۰۱)

نعم نقل بعض المحشين عن فوائد الشرجي أن مما يكتب على جبهة الميت بغير مداد بالإصبع للمسبحة ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم﴾ وعلىٰ الصدر لا إلٰه إلا الله محمد الرسول الله وذٰلك بعد الغسل قبل التكفين. (شامي ۱۵۷/۳ زكريا)

○ میت کے پاس بیٹھ کر قرآنِ کریم پڑھنا

سوال (۱۹۲):- میت کے پاس بیٹھ کر قرآنِ کریم پڑھنا کیسا ہے؟

جواب:- غسل دینے کے بعد میت کے قریب بیٹھ کر قرآنِ کریم پڑھنے میں کوئی حرج نہیں؛ البتہ غسل دینے سے پہلے میت کے قریب قرآنِ کریم نہ پڑھا جائے؛ کیوں کہ جب تک غسل نہ ہو میت حکماً نجس ہوتی ہے، اِسی طرح حائضہ، نفساء عورتوں اور جنبی شخص کو میت کے قریب نہیں رہنا چاہئے۔ (کتاب المسائل ۴۸/۲)

وكره قراءة القرآن عنده إلىٰ تمام غسله. (شامي ۷۵/۳ زكريا، الفتاویٰ الهندية ۱۵۷/۱)

ويخرج من عنده الحائض والنفساء والجنب. (البحر الرائق ۱۷۱/۲ كوئٹه، شامي ۸۳/۳ زكريا)

○ میت کو تنہا چھوڑنا

سوال (۱۹۳):- کیا میت کو تنہا چھوڑا جا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب:- چھوڑا جا سکتا ہے، اِس کی ممانعت پر کوئی دلیل ہماری نظر سے نہیں گذری۔

○ جس آدمی نے زندگی میں کبھی سفید کپڑا نہ پہنا ہو اُس کو سفید کپڑے میں کفن دینا

سوال (۱۹۴):- جس آدمی نے کبھی بھی سفید کپڑا زیب تن کیا ہی نہیں، تو اُس کو بھی سفید کپڑے میں کفن دیا جائے گا؟ جب کہ سراجی میں ہے کہ میت کو اُسی قسم کے کپڑے میں کفن دیا جائے گا جس کو اُس نے اپنی زندگی میں زیب تن کیا ہو؟

جواب:- سراجی کے قول کا مطلب یہ ہے کہ اُس معیار کا کپڑا کفن میں استعمال کیا جائے گا جو وہ زندگی میں پہنتا رہا، مثلاً اعلیٰ درجہ کا کپڑا پہنتا ہو تو کفن اعلیٰ درجہ کے کپڑے کا ہوگا، اوسط پہنتا ہو تو اوسط درجہ کا کفن ہوگا وغیرہ۔ اِس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جس رنگ کا کپڑا پہنتا ہو اُس رنگ کے کپڑے میں کفن دیا جائے گا؛ اِس لئے کہ کفن بہرحال مرد وعورت سب کے لئے سفید رنگ کا ہی مسنون ہے، جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے؛ البتہ اگر سفید رنگ کا کپڑا دستیاب نہ ہو تو جو دستیاب ہو اُسی میں کفن دیا جا سکتا ہے۔

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: ألبسوا من ثيابكم البياض؛ فإنها من خير ثيابكم وكفنوا فيها موتاكم. (سنن الترمذي ۱۹۳/۱)

ويكفن الميت كَفَنَ مِثله وتفسيره أن ينظر إلیٰ ثيابه في حال حياته لخروج الجمعة والعيدين فذٰلك كفن مثله. (البحر الرائق / كتاب الجنائز ۳۰۸/۲، الفتاویٰ الهندية ۱۶۱/۱)

○ نابالغ بچیوں کا کفن

سوال (۱۹۵):- کیا نابالغ بچیوں کے لئے پانچ کپڑے دینا ضروری ہے؟

جواب :- بہتر یہی ہے کہ نابالغ بچیوں کو بھی بالغ کی طرح پانچ کپڑوں میں کفن دیا جائے؛ تاہم اگر بہت چھوٹی بچی ہو تو دو کپڑوں میں بھی کفن دے سکتے ہیں۔ (کتاب المسائل ۲/۵۹)

والغلام المراهق والجارية المراهقة بمنزلة البالغ، وإن كان لم يراهق كفن في خرقتين إزارًا ورداءً، وإن كفن في إزارٍ واحدٍ أجزأه. وفي الخانية: والطفل الذي لم يبلغ حد الشهوة، والأحسن أن يكفن فيما يكفن البالغ وإن لفف في ثوب واحدٍ جاز. (الفتاویٰ التاتارخانية ۳/ ۳۰، البحر الرائق ۲/ ۳۱۱، بدائع الصنائع ۲/ ۳۹)

○ کفن کے بغیر دفن کرنا

سوال (۱۹۶):- مردہ کو کفن کے بغیر دفن کرنا کیسا ہے؟

جواب :- میت کو عام حالات میں کفن کے بغیر دفن کرنا درست نہیں ہے۔ مؤمن کو باقاعدہ تجہیز و تکفین کے بعد نماز جنازہ پڑھ کر ہی دفنانا چاہئے (کتاب النوازل ۶/ ۹۲، فتاویٰ محمودیہ ۸/ ۵۱۱)

إذا كفن أحدكم أخاه فليحسن كفنه. (صحيح مسلم ۱/ ۴۹)

○ خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ

سوال (۱۹۷):- خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی یا نہیں؟

جواب :- خودکشی کرنے والوں کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی؛ البتہ ائمہ، علماء اور مفتیانِ کرام خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ میں شرکت نہیں کریں گے؛ تاکہ لوگوں کو تنبیہ ہو جائے کہ یہ اس نے غلط کام کیا ہے۔ (آپ کے مسائل اور اُن کا حل ۴/ ۳۵۸)

عن جابر بن سمرة رضي الله عنه أن رجلاً قتل نفسه فلم يصل عليه النبي صلى الله عليه وسلم. (سنن الترمذي، أبواب الجنائز / باب ما جاء في من يقتل نفسه لم يصل عليه ۱/ ۲۰۵)

من قتل نفسه ولو عمدًا يغسل ويُصلى عليه، به يُفتىٰ. (شامي ۳/ ۱۰۸ زكريا)

سوال (۱۹۸):- اگر علماء اور مقتدیٰ حضرات خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ نہیں پڑھیں گے تو اُس کی نماز جنازہ کون شخص پڑھائے گا؟

جواب :- کوئی عام آدمی نماز پڑھادے گا، اگر تم کہو گے کہ اُنہیں پڑھانی نہیں آتی تو کیا چار مرتبہ تکبیر کہنا بھی نہیں آتا؟ (آپ کے مسائل اور اُن کا حل ۴/۳۵۷)

عن جابر بن سمرة رضي الله عنه أن رجلاً قتل نفسه فلم يصل عليه النبي صلى الله عليه وسلم. (سنن الترمذی، أبواب الجنائز / باب ما جاء في من يقتل نفسه لم يصل عليه ۲۰۵/۱)

من قتل نفسه ولو عمدًا يغسل ويُصلى عليه، به يُفتىٰ. (شامي ۱۰۸/۳ زكريا)

○ قبرستان میں نماز جنازہ اور دعاء

سوال (۱۹۹):- قبرستان میں نماز پڑھنا اور دعاء کرنا کیسا ہے؟

جواب :- قبر کے سامنے نماز پڑھنا جائز نہیں ہے؛ البتہ اگر قبرستان میں کوئی جگہ خاص نماز جنازہ پڑھنے کے لئے بنائی جائے تو وہاں نماز جنازہ پڑھنے میں حرج نہیں، اور قبرستان میں دعا کر سکتا ہے، مگر صاحب قبر سے مانگنے کا شبہ نہ ہو۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۹/۱۵۱ ڈابھیل، کتاب النوازل ۶/۲۲۲)

عن واثلة بن الأسقع عن أبي مرثد الغنوي رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: لا تصلوا إلى القبور، ولا تجلسوا عليها.

(صحيح مسلم / فصل في النهي عن الجلوس على القبر والصلاة إليها ۳۱۲/۱)

عن محمد بن قيس بن مخرمة أنه قال يومًا: ألا أحدثكم عني وعن أمي؟ قال: فظننا أنه يريد أمّه التي ولدته، قال: قالت عائشة: ألا أحدثكم عني وعن رسول الله صلى الله عليه وسلم قلنا بلىٰ! الحديث بطوله. وفيه: ثم انطلقت على إثره حتى جاء البقيع، فقام فأطال القيام ثم رفع يديه ثلاث مراتٍ. (صحيح مسلم / كتاب الجنائز ۳۱۳/۱ رقم: ۹۷٤)

وتكره الصلاة عليه وإليه لورود النهي عن ذٰلك. (شامي / باب الجنائز ۱٥٤/۳ زكريا)

ومن آدابه: أن يسلم بلفظ سلام ...... ثم يدعو قائمًا طويلاً، وإن جلس يجلس بعيدًا منه وقريبًا بحسب مراتبه في حال حياته. (المسلك المنقسط في النسك

المتوسط / فصل يستحب زيارة أهل المعلى ٥٥١، بحواله: تعليقاتِ فتاویٰ محمودیه ١٥١/٩ ڈابهيل)

نماز جنازہ میں اَفضل صف کونسی ہے؟

ســـوال (٢٠٠):- عام نمازوں میں پہلی صف کی جوفضیلت ہے، کیا یہی فضیلت نماز جنازہ کی بھی ہے؟

جــواب:- علماء نے لکھا ہے کہ نماز جنازہ میں سب سے آخری صف میں زیادہ فضیلت ہے؛ اِس لئے کہ نماز جنازہ پڑھنے والے لوگ میت کی مغفرت کی سفارش کرنے والے ہیں، اوران کا پیچھے کھڑے ہوکر سفارش کی درخواست کرنا تواضع کی دلیل ہے، جوقبولیت کے زیادہ لائق ہے۔ باقی یہ کوئی لازم اورضروری نہیں ہے، اوراس کے متعلق کوئی حدیث احقر کی نظر سے نہیں گذری۔

(مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۵۹۵/۸ ڈابھیل)

أفضل صفوف الرجال في الجنازة آخرها، وفي غيرها أولها إظهارًا للتواضع؛ لتكون شفاعته أدعى للقبول. (حلبي كبير / فصل في الجنائز ٥٨٨ المكتبة الأشرفية ديوبند، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح ٣٠٧ دار الكتاب ديوبند، ٣١٨ قديمى)

وخير صفوف الرجال أولها في غير جنازة (الدر المختار) وفي الشامية: أما فيها فآخرها إظهارًا للتواضع؛ لأنهم شفعاء فهو أحرىٰ بقبول شفاعتهم. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الصلاة / باب الإمامة ٣١٠/٢-٣١٢ زكريا)

قال ابن الملك في شرح الوقاية: ذكر الكرماني أن أفضل الصفوف في صلاة الجنازة آخرها، وفي غيرها أولها إظهارًا للتواضع ولتكون شفاعته أدعى إلى القبول. (مرقاة المفاتيح ٦٤/٤ المكتبة الأشرفية ديوبند)

قبرستان میں مسجد تعمیر کرنا

سوال (٢٠١):- قبرستان میں مسجد بنانا کیسا ہے؟

جــواب:- اگر قبرستان کے کنارے میں کشادہ جگہ ہے، تو بستی والوں سے مشورہ کرکے

وہاں مسجد بنا سکتے ہیں۔ (مستفاد: کتاب النوازل ۳۱۶/۱۴، فتاویٰ محمودیہ ۲۹۸/۲۳ میرٹھ)

فإن قلت: هل يجوز أن تبنى المساجد على قبور المسلمين؟ قلت: قال ابن القاسم: لو أن مقبرة من مقابر المسلمين عفت فبنى قوم فيها مسجدًا لم أر بذٰلک بأسًا؛ لأن المقابر وقف من أوقاف المسلمين لدفن موتاهم، لا يجوز لأحد أن يملكها فإذا درست واستغنى عن الدفن فيها جاز صرفها إلى المسجد؛ لأن المسجد أيضًا وقف من أوقاف المسلمين لا يجوز تمليكه لأحد، فمعناهما واحد. (عمدة القاري شرح صحيح البخاري / باب هل تنبش قبور مشركي الجاهلية ويتخذ مكانها مسجدًا الخ ۱۷۹/٤ دمشق، ٤۳۵/۳ تحت رقم: ٤۲۸ دار الفكر بيروت)

○ جنازہ کی تکبیر مقتدیوں پر بھی فرض ہے

سوال (۲۰۲):- جنازہ میں تکبیر کہنا مقتدیوں پر بھی فرض ہے یا نہیں؟

جواب:- ہاں مقتدیوں پر بھی فرض ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ قاسمیہ ۳۸/۱۰)

والإمام والقوم فيه سواء ...... ويخافت في الكل إلا في التكبيرات، والإمام والقوم فيه سواء. (الفتاویٰ الهندية / الفصل الخامس في الصلاة على الميت ١٦٤/١)

ويسر الكل إلا التكبير ...... لكن في البدائع العمل في زماننا على الجهر بالتسليم. (الدر المختار مع الشامي / مطلب هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبي؟ ١١١/٣ زكريا)

وركنها: التكبيرات والقيام. (الدر المختار مع الشامي ١٠٥/٣ زكريا، مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي / فصل في الصلاة عليه ٥٨٠ دار الكتاب)

○ نماز جنازہ میں طاق صف کا کیا مطلب ہے؟

سوال (۲۰۳):- جنازہ کی نماز میں طاق صف کا کیا مطلب ہے؟

جواب:- مثلاً تین، پانچ اور سات الخ۔ (مستفاد: فتاویٰ قاسمیہ ۶۱۷/۹، کتاب النوازل ۱۴۵/۶)

كـان مـالك بن هبيرة إذا صلى على جنازة فَتَقَالَّ الناس عليها جَزَّأَهُم ثلاثة أجـزاء، ثـم قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من صلى عليه ثلاثة صفوف فقد أوجب. (سنن الترمذي / باب كيف الصلاة على الميت والشفاعة له ۲۰۰/۱ رقم: ۱۰۲۸)

ويستحب أن يصفوا ثلاثة صفوف، حتى لو كان سبعةً يتقدم أحدهم للإمامة ويقف وراءه ثلاثة، وراء هم إثنان ثم واحد. (حلبي كبير / الفصل الرابع الصلاة عليه ۵۸۸ لاهور، الفتاوىٰ الهندية ۱۶۴/۱)

❍ نماز جنازہ پڑھانے کا حق دار کون ہے؟

سوال (۲۰۴):- نماز جنازہ پڑھانے کے لئے سب سے زیادہ حق دار و مستحق کون ہے؟

جواب:- میت جس اِمام کے پیچھے زندگی میں نماز پڑھتا رہا وہی اِمام اُس کی نماز جنازہ پڑھانے کا زیادہ حق دار ہے، ورنہ ولی کو حق حاصل ہے۔

وأما إمام الحي فيستحب تقديمه عن طريق الأفضلية؛ لأنه رضيه في حياته فهو أولىٰ من الولي في الصحيح، ثم الولي الذكر. (حاشية الطحطاوي علىٰ مراقي الفلاح ۵۸۹ دار الكتاب ديوبند، ۳۲۳ قديمي)

فإن لم يحضر فإمام الحي؛ لأنه رضى بإمامته في حال حياته، فيدل على الرضاء به بعد مماته، ثم الأقرب فالأقرب من عصبته وذوي قراباته. (بدائع الصنائع / بيان من له ولاية الصلاة على الميت ۵۸/۲ دار الكتاب ديوبند)

ثم إمام الحي أي الجماعة؛ لأنه رضيه في حال حياته ...... ثم الولي؛ لأنه أقرب الناس إليه. (البحر الرائق / فصل السلطان أحق بصلاته ۳۱۶/۲ زكريا)

❍ جنازہ کی نماز میں درود وغیرہ پڑھنے کی شرعی حیثیت

سوال (۲۰۵):- جنازہ کی نماز میں مقتدیوں کو درود وغیرہ پڑھنے کی کیا حیثیت ہے؟

جواب:- نماز جنازہ میں ثنا، درود شریف اور دعائیں پڑھنا اِمام ومقتدی سب کے لئے مسنون ہے، واجب نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۰۹/۱۳ میرٹھ)

فيكبر للافتتاح، ويقول: سبحانك اللّٰهم الخ، ثم يكبر أخرىٰ ويصلي على النبي صلى اللّٰه عليه وسلم، ثم يكبر أخرىٰ ويدعو للميت وجميع المسلمين، وليس فيها دعاءٌ مؤقت. (الفتاوىٰ الهندية ١٦٤/١ كوئٹه)

نمازِ جنازہ کے ارکان

سوال(۲۰۶):- نمازِ جنازہ میں کتنی چیزیں رکن ہیں؟

جواب:- نمازِ جنازہ میں صرف دو باتیں رکن ہیں:

(۱) اولاً یہ کہ جو شخص کھڑا ہوسکتا ہو، کھڑا ہوکر نمازِ جنازہ پڑھے گا۔

(۲) دوسرا فرض یہ ہے کہ چار مرتبہ ''اللہ اکبر'' کہا جائے۔

اور تکبیروں کے بیچ میں جو دعائیں پڑھی جاتی ہیں، یہ سب مسنون ہیں، فرض کے درجہ کی چیز نہیں ہے، اِس لئے جس شخص کو دعائیں یاد نہ ہو، وہ الگ سے کھڑا نہ ہو؛ بلکہ اللہ اکبر کہہ کر کھڑا ہوجائے، تو اُس کی نمازِ جنازہ درست ہوجائے گی۔

وركنها شيئان: التكبيرات الأربع والقيام. (شامي ١٠٥/٣ زكريا)

وأما ركنها: فالتكبيرات والقيام، وأما سننها: فالتحميد والثناء والدعاء.

(البحر الرائق ٣١٥/٢)

کیا نمازِ جنازہ کی صفوں میں فصل ہونا چاہئے؟

سوال (۲۰۷):- کیا نمازِ جنازہ کی صف بندی کے لئے اتنی جگہ سامنے رکھنا ضروری ہے کہ جہاں سجدہ کیا جاسکے، جیسے مسجدوں میں صف بندی ہوتی ہے؟

جواب :- نہیں، نمازِ جنازہ کی صف بندی میں سجدہ کی جگہ چھوڑنے کی ضرورت نہیں ہے؛ بلکہ برابر مل کر کھڑا ہونا چاہئے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۲۰۸/۱۳ میرٹھ، ۵۹۹/۸ ڈابھیل، کتاب النوازل ۱۴۴/۶)

نمازِ جنازہ میں دعا کے بطور سورۂ فاتحہ پڑھنا

سوال (۲۰۸):- اگر کسی کو دعاء ''اللّٰهم اغفر الخ'' یاد نہ ہو تو اُس کی جگہ سورۂ فاتحہ

پڑھ سکتا ہے؟

جواب:- نماز جنازہ میں دعا کے بطور سورۂ فاتحہ پڑھنا جائز ہے؛ البتہ تلاوتِ قرآن کے بطور نہ پڑھی جائے۔ (فتاویٰ قاسمیہ ۱۰/۴۲)

عن ابن عباس رضي الله عنهما أن النبي صلى الله عليه وسلم قرأ على الجنازة بفاتحة الكتاب. (سنن الترمذي / باب ما جاء في القراءة على الجنازة بفاتحة الكتاب ١٩٨/١)

ولو قرأ الفاتحة بنية الدعاء فلا بأس به، وإن قرأها بنية القراءة لا يجوز؛ لأنها محل الدعاء دون القراءة. (الفتاوىٰ الهندية ١٦٤/١، ٢٢٥/١ جديد)

○ جنازہ مسجد کے اندر رکھ کر نماز پڑھنا

سوال (۲۰۹):- مسجد کے اندر جنازہ رکھ کر پڑھنا کیسا ہے؟

جواب:- بلا عذر مسجد کے اندر نماز جنازہ پڑھنا مکروہ تحریمی ہے؛ البتہ اگر عذر ہو تو اجازت ہے، مثلاً بارش ہو رہی ہے اور کوئی جگہ نہیں ہے، تو اِس طرح کے عذر سے جنازہ مسجد کے اندر رکھ کر بھی نماز پڑھ سکتے ہیں۔

ولا في مسجد (كنز) وفي البحر: وظاهر كلام المصنف أن الكراهة تحريمية؛ لأنه عطفه علىٰ ما لا يجوز من الصلاة راكبًا. (البحر الرائق / فصل السلطان أحق بصلاته ٣٢٨/٢ زكريا)

وصلاة الجنازة في المسجد الذي تقام فيه الجماعة مكروهة. (الفتاوىٰ الهندية / الفصل الخامس في الصلاة على الميت ١٦٥/١ زكريا)

وتكره الصلاة عليه في مسجد الجماعة، وهو الميت فيه كراهة تنزيهة في رواية، ورجحها المحقق ابن الهمام، وتحريمٌ في أخرىٰ والعلة فيه إن كان خشية التلويث فهي تحريمية. (حاشية الطحطاوي علىٰ مراقي الفلاح / باب الجنائز ٥٩٦ دار الكتاب، ٣٢٦ قديمى)

○ نماز جنازہ میں مسبوق کی تین تکبیریں چھوٹ گئیں

سوال (۲۱۰):- نماز جنازہ میں تین تکبیریں چھوٹ جائیں تو ادا کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب:- ایسے مسبوق شخص کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ شخص اِمام کے سلام کے ساتھ سلام نہ پھیرے؛ بلکہ پہلے تین تکبیریں پڑھے، پھر سلام پھیرے، یہ لاحق کے درجہ میں ہوتا ہے۔ (فتاویٰ قاسمیہ ۱۰/۱۶۱ رقم: ۳۹۱۳)

ولو كبر الإمام تكبيرة أو تكبيرتين أو ثلاث تكبيرات، ثم جاء رجل لا يكبر، ولكنه ينتظر حتى يكبر الإمام، فيكبر معه، ثم إذا سلم الإمام قضى ما عليه قبل أن ترفع الجنازة. (بدائع الصنائع / فصل في بيان كيفية الصلاة على الجنازة ۵۳/۲)

وإن كان مسبوقًا بتكبيرتين يأتي بهما بعد سلام الإمام عند أبي حنيفة ومحمد، وعند أبي يوسفؒ يأتي بتكبيرة واحدةٍ، وإن كان مسبوقًا بثلاث تكبيرات يكبر ثلاث تكبيرات بعد سلام الإمام عند أبي حنيفة ومحمد. (الفتاویٰ التاتارخانية ۵۰/۳)

❍ نمازِ جنازہ میں امام کے ساتھ صرف دو تکبیر ملیں تو کیا کریں؟

سوال (۲۱۱):- جنازہ میں امام کے ساتھ دو تکبیر پائی، باقی دو تکبیر کیسے ادا کرے گا؟

جواب:- ایسا شخص اِمام کے ساتھ سلام نہ پھیرے؛ بلکہ اِمام کے سلام کے بعد اپنی چھوٹی ہوئی دو تکبیریں کہے، اُس کے بعد سلام پھیر کر نماز ختم کرے۔

والمسبوق ببعض التكبيرات لا يكبر في الحال؛ بل ينتظر تكبير الإمام ليكبر معه للافتتاح (الدر المختار) وفي الشامي: ويكون هٰذا التكبير تكبير الافتتاح في حق هٰذا الرجل فيصير مسبوقاً بتكبيرة يأتى بها بعد سلام الإمام. (شامي ۱۱۴/۳-۱۱۵ زكريا، ۱۰۸/۳-۱۰۹ بيروت، البحر الرائق ۳۲۴/۲، خانية على الهندية ۱۶۴/۱-۱۶۵)

❍ نمازِ جنازہ میں بالغ اور نابالغ کے لئے الگ الگ دعائیں

سوال (۲۱۲):- نابالغ اور بالغ دونوں کے لئے ایک ہی دعا ہے یا الگ الگ؟

جواب:- بالغین کے لئے نمازِ جنازہ میں جو دعا منقول ہے، اُس میں مغفرت کا ذکر ہے، اور نابالغ بچہ چوں کہ گناہوں سے پاک ہوتا ہے، اِس لئے اُسے مغفرت کی ضرورت نہیں

ہوتی۔ بریں بنا نابالغ کی نماز جنازہ میں دوسری دعا منقول ہے، جس میں اُس بچہ کو ذخیرۂ آخرت اور مقبول سفارشی بنانے کی درخواست کی گئی ہے۔ (کتاب النوازل ۶/۱۲۵)

عن إبراهيم الأشهلي عن أبيه رضي الله عنه قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا صلى على الجنازة قال: "اللّٰهم اغفر لحينا وميتنا وشاهدنا وغائبنا وصغيرنا وكبيرنا وذكرنا وأنثانا". قال يحيىٰ: وحدثني أبو سلمة بن عبد الرحمن عنه مرفوعاً، وزاد فيه: "اللّٰهم من أحييته منا فأحيه على الإسلام ومن توفيته منا فتوفه على الإيمان". (سنن الترمذي، الجنائز / باب ما يقول في الصلاة على الميت ١/١٩٨ رقم: ١٠٢٤، سنن أبي داؤد، الجنائز / باب الدعاء للميت ٢/٤٥٦ رقم: ٣٢٠١، كذا في المستدرك للحاكم، الجنائز ١/٥١١ رقم: ١٣٢٧ بيروت)

ولا يستغفر فيها لصبي؛ بل يقول بعد دعاء المكلفين: "اللّٰهم اجعله لنا فرطًا واجعله لنا أجرًا وذخرًا واجعله لنا شافعًا ومشفعًا. (الدر المنتقىٰ مع مجمع الأنهر ١/٢٧١ بيروت، الدر المختار ٣/١١٣ زكريا)

○ عورتوں کا نماز جنازہ میں شامل ہونا؟

سوال (۲۱۳):- کیا عورتیں نماز جنازہ جماعت کے پیچھے کھڑی ہوکر پڑھ سکتی ہیں؟

جواب:- جہاں عورتوں کے لئے محفوظ انتظام ہو اور کسی فتنہ کا اندیشہ نہ ہو، تو عورتیں نماز جنازہ میں شامل ہوسکتی ہیں، جیسا کہ حرمین شریفین میں پڑھتی ہیں۔

وكره أيضًا تحريمًا جماعة النساء ...... لا فرق في ذٰلك بين الفرائض وغيرها كالتراويح إلا الجنازة؛ فإنها غير مكروهة. (النهر الفائق / باب الإمامة والحدث في الصلاة ١/٢٤٤)

ولا يحضرن الجماعات فالأفضل لها ما كان أستر لها لا فرق بين الفرائض وغيرها كالتراويح إلا صلاة الجنازة فلا تكره جماعتهن فيها. (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح / فصل في بيان أحق الإمامة ٣٠٤، ١٦٦ قديمى)

ویکرہ تحریمًا جماعة النساء ولو في التراویح في غیر صلاة جنازة؛ لأنها لـم تشرع مکررة، فلو انفردن تفوتهن بفراغ إحداهن. (الدر المختار مع الشامي / باب الإمامة ۲/ ۳۰۵ زکریا)

عورت کا اپنے والد کی قبر پر جانا

سوال (۲۱۴):- کیا عورت اپنے باپ کی قبر پر رات میں جاسکتی ہے یا نہیں؟

جواب:- عورتوں کے لئے قبر پر جانا فتنہ کی وجہ سے ممنوع ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۹/ ۱۹۴ ڈابھیل، کفایت المفتی ۴/ ۱۹۴ زکریا، فتاویٰ قاسمیہ ۱۰/ ۱۸۳)

والأصح أن الرخصة ثابتة للرجال والنساء، وحاصله أن محل الرخص لهن إذا کانت الزیارة علیٰ وجهٍ لیس فیه فتنة. (حاشیة الطحطاوي علی مراقي الفلاح / فصل في زیارة القبور ٦٢٠ دار الکتاب دیوبند)

وحاصل الکلام من هٰذا کله أن زیارة القبور مکروهة للنساء؛ بل حرام في هٰذا الزمان ولا سیما نساء مصر؛ لأن خروجهن علیٰ وجه فیه الفساد والفتنة وإنما رخصت الزیارة لتذکر أمر الآخرة الخ. (عمدة القاري شرح صحیح البخاري / باب حد المرأة علی غیر زوجها ۸/ ۷۰ بیروت)

عورتوں کے لئے نماز جنازہ کیوں لازم نہیں؟

سوال (۲۱۵):- عورتوں کے لئے جنازہ کی نماز کیوں نہیں ہے؟

جواب:- اِس لئے کہ وہ مجمع میں جزع فزع کریں گی۔ (آپ کے مسائل اور اُن کا حل ۴/ ۳۹۶)

ولا حق للنساء في الصلاة علی المیت. (الفتاویٰ الهندیة / الفصل الخامس في الصلاة علی المیت ۱/ ۱٦۳ زکریا)

دفن کے بعد قبر پر اُنگلی گاڑنے کا ثبوت نہیں

سوال (۲۱٦):- قبرستان میں مردے کو دفن کرنے کے بعد قبر کے اوپر شہادت والی اُنگلی

کوگاڑ کر سورۂ بقرہ کی آخری آیات پڑھنا کیسا ہے؟

جواب :- اُنگلی گاڑنے کا التزام صحیح نہیں ہے؛ البتہ ویسے ہی کھڑے ہوکر آیات واذکار پڑھنا ثابت ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ قاسمیہ ۱۰/۱۳۱، فتاویٰ محمودیہ ۹/۱۰۸ ڈابھیل)

عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: قال النبي صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هٰذا ما ليس منه فهو رد. (صحيح البخاري / باب إذا اصطلحوا على صلح جور فهو مردود ۱/۳۷۱ رقم: ۲٦۱۹، صحيح مسلم ۲/۷۷)

ومن البدع وضع اليد على القبر. (الدر المنتقىٰ علىٰ هامش مجمع الأنهر / باب صلاة الجنازة ۱/۲۷۷ بيروت، ۱/۱۸۸ قديم، الموسوعة الفقهية ۴۳/۳۱۳)

عن عطاء بن أبي رباحٍ سمعت عبد اللّٰه بن عمر سمعت النبي صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: إذا مات أحدكم فلا تحبسوه، وأسرعوا به إلىٰ قبره، وليقرأ عند رأسه فاتحة الكتاب وعند رجليه بخاتمة البقرة في قبره. (شعب الإيمان للبيهقي / فصل في زيارة القبور ۷/۱٦ رقم: ۸۸۵٤)

فكان ابن عمر يستحب أن يقرأ على القبر بعد الدفن أول سورة البقرة وخاتمتها. (شامي / مطلب في دفن الميت ۳/۱٤۳ زكريا)

○ زیارتِ قبور کے وقت ہاتھ اُٹھا کر دعا کرنا

سوال (۲۱۷):- قبر کی زیارت کرتے وقت ہاتھ اُٹھا کر دعاء کرنا کیسا ہے؟

جواب :- قبر پر ہاتھ اُٹھا کر دعاء مانگ سکتا ہے؛ البتہ دعا کرتے وقت قبلہ کی طرف رخ کرکے ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگے؛ تاکہ صاحبِ قبر سے مانگنے کا شبہ نہ ہو۔ (فتاویٰ محمودیہ ۹/۱۵۱ ڈابھیل، کتاب النوازل ٦/۲۲۲، فتاویٰ قاسمیہ ۱۰/۱۷٦)

عن محمد بن قيس بن مخرمة أنه قال يومًا: ألا أحدثكم عني وعن أمي؟ قال: فظننا أنه يريد أمَّه التي ولدته، قال: قالت عائشة: ألا أحدثكم عني وعن رسول اللّٰه صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلم قلنا بلىٰ! الحديث بطوله. وفيه: ثم

انطلقت على إثره حتى جاء البقيع، فقام فأطال القيام ثم رفع يديه ثلاث مراتٍ.

(صحيح مسلم / كتاب الجنائز ٣١٣/١)

وفي شرح النووي لمسلم: قوله: ’’جاء البقيع فأطال القيام، ثم رفع يديه ثلاث مرات‘‘ فيه استحباب إطالة الدعاء وتكريره ورفع اليدين فيه، وفيه أن دعاء القائم أكمل من دعاء الجالس في القبور. (صحيح مسلم مع شرح النووي على مسلم، كتاب الجنائز ٣١٣/١ تحت رقم: ٩٧٤)

وفي حديث بن مسعود: رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم في قبر عبد الله ذي البجادين – الحديث – وفيه: فلما فرغ من دفنه استقبل القبلة رافعًا يديه، أخرجه أبو عوانة في صحيحه. (فتح الباري، كتاب الدعوات / باب الدعاء مستقبل القبلة ١٤٤/١١ تحت رقم: ٦٣٤٣)

○ جنازہ لے جاتے وقت کلمۂ شہادت پڑھنا

سوال (۲۱۸):- جنازہ اُٹھا کر جاتے وقت شہادتین پڑھنا کیسا ہے؟

جواب:- جنازہ لیجاتے وقت کلمۂ شہادت پڑھ سکتے ہیں، مگر بلند آواز سے نہ پڑھیں۔

(مستفاد: کتاب النوازل ۱۶۶/۶)

ویکره رفع الصوت بالذکر وقراءة القرآن وغیرهما في الجنازة، والکراهة فیها کراهة تحریم ...... وفي الظهیریة: فإن أراد أن یذکر الله یذکره في نفسهٖ. (البحر الرائق / فصل السلطان أحق بصلاته ٣٣٦/٢ زکریا)

وعلیٰ متبعي الجنازة الصمت، ویکره لهم رفع الصوت بالذکر وقراءة القرآن، فإن أراد أن یذکر الله یذکره في نفسه. (الفتاویٰ الهندیة / الفصل الرابع في حمل الجنازة ١٦٢/١ زکریا، خانیة علی الفتاویٰ الهندیة ١٩٠/١ زکریا)

ویکره رفع الصوت بالذکر لما روي عن قیس بن عبادة أنه قال: کان أصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم یکرهون الصوت عند ثلاثة: عند

القتال وعند الجنازة والذكر؛ ولأنه تشبه بأهل الكتاب فكان مكروهًا. (بدائع الصنائع / كيفية التشيع ٤٦/٢ دار الكتاب ديوبند)

○ میت کی چارپائی اُٹھانے سے گناہ معاف ہونا

سوال (۲۱۹):- کیا میت کی چارپائی اُٹھانے سے گناہِ کبیرہ معاف ہوجاتے ہیں؟

جواب:- بعض روایات سے ثابت ہے کہ جو شخص میت کی چارپائی اُٹھاکر چلے اُس کے چالیس کبیرہ گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔

عن أنس بن مالک ﷺ قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ: من حمل جوانب السرير الأربع كفر اللّٰه عنه أربعين كبيرة. (المعجم الأوسط للطبراني ٢٥٩/٤ رقم: ٥٩٢٠)

○ جنازہ سے قبرستان جانے تک قدم گننا کیسا ہے؟

سوال (۲۲۰):- جنازہ سے قبر تک جاتے ہوئے قدم گننا کیسا ہے؟ ہمارے یہاں ۴۰؍قدم گنتے ہیں۔

جواب:- جنازہ کے ساتھ ۴۰؍قدم چلنا مستحب ہے؛ لیکن اُس کے لئے شمار کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، یہ ایک طرح سے تکثیر کے لئے ہے۔

ويستحب أن يحملها من كل جانب أربعين خطوة. (شامي، كتاب الجنائز / مطلب في حمل الميت ١٣٥/٣ زكريا)

○ قبر کی گہرائی کتنی ہو؟

سوال (۲۲۱):- قبر کی گہرائی کتنی ہونی چاہئے؟

جواب:- ہمارے یہاں عموماً صندوقی قبر بنائی جاتی ہے، جس کے دو حصے ہوتے ہیں: ایک وہ حصہ جو زمین سے پٹاؤں کے تختوں تک ہوتا ہے، اُس کی گہرائی کم ازکم آدمی کے نصف قد کے برابر ہونی چاہئے۔ دوسرے وہ حصہ جس کے اندر میت کو رکھا جاتا ہے، اُس کی گہرائی کم ازکم اتنی ہوکہ اس پر تختہ رکھنے سے وہ تختے میت کے بدن سے نہ لگیں۔

عموماً لوگ اوپر کے حصہ کی گہرائی کم رکھتے ہیں، اور نیچے کے حصہ کی زیادہ رکھتے ہیں، یہ

طریقہ غلط ہے، اِس کی اصلاح کرنی چاہئے۔ (کتاب المسائل ۲/۹۵)

وحفر قبره مقدار نصف قامةٍ فإن زاد فحسنٌ، وإن زاد إلىٰ مقدار قامة فهو أحسن، وطوله على قدر طول الميت، وعرضه على قدر نصف طوله. (شامي، كتاب الجنائز / مطلب في دفن الميت ۳/۱۳۸-۱۳۹ زكريا، الفتاوىٰ الهندية / الفصل السادس في القبر والدفن والنقل من مكان إلىٰ آخر ۱۶۶، الفتاوىٰ التاتارخانية ۳/۷۶ رقم: ۳۷۵۰ زكريا)

يوضع فيها الميت بعد أن يبنىٰ حافتاه باللبن او غيره ثم يوضع الميت بينهما ويسقف عليه اللبن أو الخشب ولا يمس السقف الميتُ. (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح / فصل في حملها ودفنها ۶۰۷)

○ قبر کے تختوں کے سوراخ کو چھپانا

سوال (۲۲۲):- اگر قبر میں تختہ رکھتے ہوئے کچھ سوراخ تختے میں رہ جائیں تو کیا اُن کو چھپانا ضروری ہے؟

جواب:- چھپانا ضروری تو نہیں ہے؛ لیکن چھپا دے تو اچھا ہے؛ تاکہ میت پر مٹی نہ گرے۔ (کتاب النوازل ۶/۲۰۹)

ويسوى اللبن على اللحد، وتسد الفرج بالمدور والقصب أو غير ذلك كيلا ينزل التراب منها على الميت. (الموسوعة الفقهية ۲۱/۱۴ بيروت)

قال في الحلية: وتسد الفرج التي بين اللبن بالمدر والقصب كي لا ينزل التراب منها على الميت. (شامي، كتاب الجنائز / مطلب في دفن الميت ۳/۱۴۲ زكريا)

○ میت کو قبر میں کس طرح لٹائیں؟

سوال (۲۲۳):- حضرت! قبر میں میت کو کس طرح رکھیں اور رخ کس طرف ہو؟

جواب:- میت کو دائیں کروٹ دے کر لٹائیں، اور اُس کی شکل یہ ہے کہ میت کو بائیں جانب دیوار سے ٹیک دیں؛ تاکہ اُس کا چہرہ قبلہ رخ ہو جائے، بعض کتابوں میں اس کو واجب لکھا

ہے اور بعض میں سنت اور مستحب لکھا ہے۔ (کتاب النوازل ۶/۲۰۰، فتاویٰ قاسمیہ ۱۰/۹۷)

ویوجّه إلی القبلة علی جانبه الأیمن بذٰلک أمر النبي ﷺ علیًا لما مات رجل من عبد المطلب، فقال یا علي: استقبل القبلة استقبالاً، وقولوا جمیعًا: بسم اللّٰه وعلیٰ ملة رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم، وضعوه لجنبه، ولا تکبوه علیٰ وجه، ولا تلقوه علی ظهره، کذا في الجوهرة. وفي الحلبي: ویسند المیت من ورائه بنحو تراب لئلا ینقلب. (طحطاوي علیٰ مراقي الفلاح / فصل في حملها ودفنها ۶۰۹)

ویوضع في القبر علیٰ جنبه الأیمن مستقبل القبلة. (الفتاویٰ الهندیة / الفصل السادس في القبر والدفن والنقل من مکان إلیٰ آخر ۱/۱۶۶، البحر الرائق ۲/۳۳۹)

○ حفاظت کے لئے قبروں کو لکڑیوں سے گھیرنا

سوال (۲۲۴):- ہمارے یہاں لوگ قبروں کو لکڑیوں سے گھیر دیتے ہیں، یہ کام کثرت سے ہو رہا ہے، دراصل ایک جانور نے ایک مردہ کو نکال کر کھالیا تھا، یہ درست ہے؟

جواب:- وقتی طور پر تو کوئی حرج نہیں؛ لیکن اس کو متعین نہ کیا جائے؛ تاکہ دوسروں کو تنگی نہ ہو۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۰۳)

وقد اعتاد أهل مصر وضع الأحجار حفظًا للقبور عن الاندراس والنبش، ولا بأس به. (حاشیة الطحطاوي / فصل في حملها ودفنها ۶۱۱ مکتبه فیصل دیوبند، ۳۳۵ کراچی)

○ کسی بزرگ کی قبر کو پختہ بنانا

سوال (۲۲۵):- قبرستان میں کسی بزرگ کی قبر کو سماجی لوگ نشان کے طور پر پختہ کرنا چاہیں تو کیا حکم ہے؟

جواب:- کسی کی قبر کو پختہ بنانا درست نہیں ہے، خواہ وہ بڑا ہو یا چھوٹا ہو۔ (فتاویٰ قاسمیہ ۱۸/۶۷۶ رقم: ۸۳۷۲)

عن جابر رضي اللّٰه عنه قال: نهیٰ رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم أن

یجصص القبر وأن یقعد علیه وأن یبنی علیه. (صحیح مسلم، کتاب الجنائز / فصل في النهي عن تجصیص القبر والبناء وعلیه ۳۱۲/۱ رقم: ۹۷۰ بیت الأفکار الدولیة، سنن الترمذي، کتاب الجنائز / باب ما جاء في کراهیة تجصیص القبور الخ ۲۰۳/۱ رقم: ۱۰۵۸ دار السلام)

عن جابر رضي اللّٰه عنه قال: نهیٰ رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم عن تجصیص القبور والکتاب فیها، والبناء علیها، والجلوس علیها. (المستدرك للحاکم ۵۲۵/۱)

واتفق الفقهاء علیٰ کراهة تجصیص القبر لما روی جابر رضي اللّٰه عنه نهی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم أن یجصص القبر، وأن یقعد علیه، وأن یبنی علیه. (الموسوعة الفقهیة ۲۵۰/۳۲ کویت)

وأما البناء علیه فلم أر من اختار جوازه. (شامي / مطلب في دفن المیت ۱۴۴/۳ زکریا)

○ قبرستان میں مٹی کا بھراؤ کرانا

سوال (۲۲۶):- قبرستان میں مٹی کا بھراؤ کرانا کیسا ہے؟

جواب:- ضرورت ہوتو جائز ہے۔ (فتاویٰ قاسمیہ ۶۵۹/۱۸ رقم: ۸۳۵۵)

عن مکحول قال: بینا رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم جالس علیٰ قبر ابنه، إذا رأی فرجة، فقال: للحَفّار: ائتني بِمَدَرَةٍ لأسدَّها، أما إنها لا تضر ولا تنفع ولکن یقر بعین الحي. (المصنف لعبد الرزاق / باب من عمل القبر ۵۰۸/۳ رقم: ۶۴۹۹)

إذا خربت القبور فلا بأس بتطیینها کما في التاتارخانیة، وهو الأصح، وعلیه الفتویٰ (الفتاویٰ الهندیة / الباب الحادي والعشرون في الجنائز ۱۶۶/۱)

○ قبرستان میں جوتا چپل پہن کر چلنا

سوال (۲۲۷):- جوتا چپل پہن کر قبرستان میں جانا کیسا ہے؟

جواب :- جاسکتے ہیں، مگر قبر کے اوپر نہ چلیں۔ (مستفاد: کتاب النوازل ۱۹۰/۱۴، فتاویٰ محمودیہ ۳۵۶/۲۳ میرٹھ)

والمشي في المقابر بنعلين لا يكره عندنا. (الفتاویٰ الهندية / الفصل السادس في القبر والدفن الخ ١٦٧/١)

ومن السنة أن لا يطأ القبور في نعليه ...... ولا يكره المشي في المقابر بالنعلين عندنا. (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح / فصل في زيارة القبور ٦٢٠ دار الكتاب)

وكره أبو حنيفة رحمه اللّٰه تعالیٰ أن يؤطأ علیٰ قبر أو يجلس عليه أو ينام عليه الخ. (بدائع الصنائع / سنن الدفن ٦٥/٢، شامي / مطلب في دفن الميت ١٥٤/٣ زكريا)

○ قبر کی مٹی پر محض ہاتھ لگانا

سوال (۲۲۸):- دفن کرتے وقت آدمیوں کی بھیڑ کی وجہ سے کسی بڑے برتن کے اندر مٹی بھر کر اگر لوگوں کے پاس لایا جائے اور اس مٹی پر دعاء پڑھتے ہوئے ہاتھ لگائے، پھر اس کو قبر کے اوپر ڈالے، تو کیا یہ شکل درست ہے؟

جواب:- یہ صورت درست نہیں ہے؛ کیوں کہ اصل سنت قبر پر اپنے ہاتھ سے مٹی ڈالنا ہے، اور محض جمع شدہ مٹی کو ہاتھ لگانے سے یہ سنت ادا نہیں ہوسکتی۔

المستفاد: عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم صلى علیٰ جنازة ثم أتى قبر الميت فحثیٰ عليه من قبل رأسه ثلاثًا. (سنن ابن ماجة / باب ما جاء في حثو التراب ١١٢)

ويستحب حثيه من قبل رأسه ثلاثًا لما في ابن ماجة عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم صلیٰ علیٰ جنازة الخ. (الدر المختار مع الشامي / باب صلاة الجنازة، مطلب في دفن الميت ١٤٣/٣ زكريا)

ويستحب أي لمن شهد دفن الميت أن يحثى في قبره ثلاث حثيات بيديه جميعًا من قبل رأسه. (حاشية الطحطاوي علیٰ مراقي الفلاح / فصل في حملها ودفنها ٦١١، سكب الأنهر على مجمع الأنهر / فصل الصلاة عليه فرض كفاية ٢٧٦/١-٢٧٧ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

○ وفات کے تین دن بعد فقیروں کو کھانا کھلانے کا التزام

سوال (۲۲۹):- کسی کے مرنے کے تین دن بعد فقیروں کو کھانا کھلانا کیسا ہے؟

جواب :- برائے اِیصالِ ثواب فقیروں کو کھانا کھلا سکتے ہیں؛ لیکن تین دن کا التزام بے اَصل ہے، اِس رسم کو ترک کرنا چاہئے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ۷/۱۰۷)

ویکره اتخاذ الطعام في الیوم الأول والثالث وبعد الأسبوع، ونقل الطعام إلی القبر في المواسم – إلیٰ قوله – وفیها من کتاب الاستحسان، وإن اتخذ طعامًا للفقراء کان حسنًا. (شامي / مطلب في کراهة الضیافة من أهل المیت ۳/۱٤۸ زکریا)

○ میت قبر میں کیا اپنے گھر والوں کو یاد کرتا ہے؟

سوال (۲۳۰):- مرنے والا شخص قبر میں اپنے گھر والوں کو یاد کرتا ہے یا نہیں؟

جواب:- یاد تو کرتا ہے، مگر اُس کی کیا کیفیت ہے؟ یہ معلوم نہیں۔

وأبلغ من ذٰلک أن المیت یعلم بعمل الحي من أقاربه وإخوانه. (تفسیر ابن کثیر ۵/۹٦ زکریا)

وقد تواترت الآثار عنهم بأن المیت یعرف بزیارة الحي له ویستبشر.

(تفسیر ابن کثیر ۵/۹۵ زکریا)

○ قبر میں عہد نامہ رکھنا

سوال (۲۳۱):- قبر میں عہد نامہ وغیرہ رکھتے ہیں، یہ کیسا ہے؟

جواب:- یہ عمل ناجائز اور بدعت ہے، اس میں مقدس کلمات کی بے حرمتی لازم آتی ہے۔ (کتاب النوازل ۱/٦٧٤)

وقد أفتی ابن الصلاح بأنه لا یجوز أن یکتب علی الکفن یٰسٓ والکهف وغیرهما خوفًا من صدید المیت الخ، أنه تکره کتابة القرآن وأسماء اللّٰه تعالیٰ علی الدراهم والمحاریب والجدران، وما یفرش وما ذاک إلا لاحترامه وخشیة

وطيـه ونـحـوه مما فيه إهانة، فالمنع هنا بالأولىٰ ما لم يثبت عن المجتهد أو ينقل فيه حديث ثابت. (شامي / مطلب فيما يكتب علىٰ كفن الميت ١٥٧/٣ زكريا)

○ انتقال کے بعد میت کے گھر کھانا بھجوانا

سوال (۲۳۲):- کسی کے یہاں انتقال ہوجائے تو اُس کے گھر کھانا بھجوانا کیسا ہے؟

جواب:- جب کسی کے یہاں انتقال ہوجائے تو گھر والوں پر غم ہوتا ہے، اور غم کی وجہ سے کھانے پینے میں جی نہیں لگتا، اِس لئے مستحب ہے کہ اعزہ واقارب کھانا پکوا کر بھیج دیں، اس میں کوئی حرج کی بات نہیں؛ لیکن دو باتوں پر توجہ دینے کی ضرورت ہے:

(۱) یہ سمجھا جاتا ہے کہ جس گھر میں انتقال ہوجاتا ہے اُس گھر میں کھانا پک ہی نہیں سکتا، تو یہ جہالت کی بات ہے، ضرورت ہو تو خود پکالیں، شریعت میں کوئی منع نہیں۔

(۲) آج کل جو آس پاس سے تعزیت میں بہت لوگ آتے ہیں، اُن کو اُس کھانے میں شریک کرکے باقاعدہ دعوت کی جاتی ہے، یہ طریقہ صحیح نہیں ہے، ہاں کوئی دور دراز سے مہمان آیا ہوا ہے، اُس کو کھلانے میں حرج نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۲۷۷/۹ ڈابھیل، احسن الفتاویٰ ۳۸۰/۱)

عن عبد اللّٰہ بن جعفر قال: لما جاء نعي جعفر قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم اصنعوا لآل جعفر طعامًا، فقد أتاهم ما یشغلهم أو أمر یشغلهم. (سنن ابن ماجة ١١٥/١)

ویکره اتخاذ الضیافة من الطعام من أهل المیت؛ لأنه شرع في السرور لا في الشرور. (فتح القدیر / فصل في الدفن ١٥١/٢، شامي / مطلب في کراهة الضیافة من أهل المیت ١٤٨/٣ زکریا)

ویستحب لجیران أهل المیت والأقرباء الأباعدة تهنیة طعام لهم لیشبعهم یومهم ولیلتهم. (فتح القدیر ١٥١/٢ زکریا، شامي، فصل في الدفن / مطلب في الثواب علی المصیبة ١٤٨/٣ زکریا)

○ قبر میں مردہ سے سوال وجواب کب شروع ہوتا ہے؟

سوال (۲۳۳):- قبر میں کہتے ہیں کہ مردوں سے سوال اُسی وقت شروع ہوتا ہے

جب چالیس قدم لوگ واپس آجاتے ہیں، تو یہ کہاں تک صحیح ہے؟

جواب:- قبر میں رکھتے ہی میت سے سوال وجواب شروع ہوجاتا ہے، چالیس قدم والی بات بے سند ہے۔

عن أنس بن مالك رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: إن العبد إذا وضع في قبره وتولّٰى عنه أصحابه، وإنه ليسمع قرع نعالهم إذا انصرفوا أتاه ملكان فيُقعدانه ...... الخ. (الترغيب والترهيب ٢٦٦/٤-٢٦٧ رقم: ٥٢١٩)

○ قبروں پر کتبہ لگانا

سوال (۲۳۴):- حضرت! بڑے لوگوں کی قبر پر کتبہ لگانا اور اُن کا نام لکھنا کیسا ہے؟

جواب:- اگر کوئی بڑا اور مشہور آدمی ہو تو گنجائش ہے؛ لیکن نہ لکھنا پھر بھی بہتر ہے۔

(کتاب النوازل ۲۳۳/۶)

عن المطلب قال: لما مات عثمان بن مظعون رضي اللّٰه عنه أُخرِجَ بجنازته، فدفن، فأمر النبي صلى اللّٰه عليه وسلم رجلاً أن يأتيه بحجر فلم يستطع حملها فقام إليها رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم وحسر عن ذراعيه الخ، ثم حملها فوضعها عند رأسه وقال: أتعلَّم بها قبر أخي وأُدفنُ إليه من مات من أهلي.

(سنن أبي داؤد ٤٥٧/٢)

ولا بأس أيضًا بالكتابة في حجر صين به القبر ووضع عليه لئلا يذهب الأثر فيحترم للعلم بصاحبه. (طحطاوي علىٰ مراقي الفلاح، أحكام الجنائز / فصل في حملها ودفنها ٦١١-٦١٢ دارالكتاب، ٣٣٦ كراچی)

ولو وضع عليه شيء من الأشجار أو كتب عليه شيء فلا بأس به عند البعض ...... الخ، والحديث المتقدم يمنع الكتابة فليكن المعول عليه، لكن فصل في المحيط، فقال: وإن احتيج إلى الكتابة حتى لا يذهب الأثر ولا يمتهن فلا

بأس به، فأما الكتابة من غير عذر فلا. (البحر الرائق ١٩٤/٢ كوئٹه، ٢/٣٤٠-٣٤١ زكريا)

○ قبر کی اُونچائی

سوال (۲۳۵):- قبر زمین سے کتنی اونچی ہونی چاہئے، اور کس طرح کی ہونی چاہئے؟

جواب:- قبر کی اونچائی ایک بالشت یا اُس سے کچھ زائد ہونی چاہئے۔ (کتاب النوازل ۱۸۸/۶)

عن أبي بكر بن عياش عن سفيان التمّار أنه حدثه أنه راٰى قبر النبي صلى الله عليه وسلم مسنمًا. (صحيح البخاري، كتاب الجنائز / باب ما جاء في قبر النبي صلى الله عليه وسلم ١٨٦/١ رقم: ١٣٧٤ ف: ١٣٩٠)

ذهب الحنفية والمالكية والحنابلة إلىٰ أن تسنيم القبر مندوبٌ ...... وقال الحنفية: يرفع قدر شبر أو أكثر شيئًا قليلاً. (الموسوعة الفقهية ٢٤٨/٣٢ كويت، الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الصلاة / باب الجنائز ٦٩/٣ رقم: ٣٧٣٣ زكريا)

○ قبرستان میں تدفین بہتر ہے یا اپنی زمین میں؟

سوال (۲۳۶):- قبرستان میں دفن کرنا بہتر ہے یا اپنی زمین میں؟

جواب:- عام قبرستان میں تدفین بہتر ہے۔ (کتاب النوازل ۱۸۶/۶، فتاویٰ دارالعلوم ۴۰۷/۵)

ولا ينبغي أن يدفن الميت في الدار ولو كان صغيراً لاختصاص هٰذه السنة بالأنبياء، قوله في الدار كذا في الحلية عن منية المفتي وغيرها وهو أعم من قول الفتح، ولا يدفن صغير ولا كبير في البيت الذي مات فيه، فإن ذٰلك خاص بالأنبياء؛ بل ينتقل إلى مقابر المسلمين ومقتضاه أنه لا يدفن في مدفن خاص. (الدر المختار مع الشامي / مطلب في دفن الميت ١٤٠/٣ زكريا)

وفي النوازل: لا يدفن الميت في الدار. وفي الولوالجية: وإن كان صغيرًا؛ لأن الدفن مكان الموت سنة الأنبياء لا سنة غيرهم. (الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الصلاة / الجنائز ٨٩/٣ رقم: ٣٧٩٣ زكريا)

○ رات میں قبر کی زیارت

سوال (۲۳۷):- کیا رات میں قبر کی زیارت کرنے میں کوئی خرابی ہے؟

جواب:- رات میں قبر کی زیارت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۸۷)

عن عائشة رضي الله عنها أنها قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم كلما كان ليلتها من رسول الله صلى الله عليه وسلم يخرج من آخر الليل إلى البقيع، فيقول: السلام عليكم دار قوم مؤمنين، وأتاكم ما توعدون غدًا مؤجلون، وإنا إن شاء الله بكم لاحقون. اللّٰهم اغفر لأهل بقيع الغرقد. (صحيح مسلم / باب ما يقال عند دخول القبور والدعاء لأهلها ۳۱۳/۱ رقم: ۹۷٤)

○ طالبِ علم کا اگر انتقال ہوجائے تو وہ شہید ہوگا یا نہیں؟

سوال (۲۳۸):- اگر کسی طالبِ علم کا مدرسہ میں انتقال ہوجائے تو وہ شہید کہلائے گا یا نہیں؟

جواب :- اس طالبِ علم پر دنیوی اعتبار سے تو شہید کامل کے احکام جاری نہ ہوں گے؛ لہٰذا اُس کو غسل وکفن حسبِ معمول دیا جائے گا؛ البتہ اُخروی اعتبار سے وہ شہید کہلائے گا، اور آخرت میں اُس کے درجات بلند کئے جائیں گے، اِن شاءاللہ تعالیٰ۔

عن أبي هريرة وأبي ذرٍ رضي الله عنهما قالا: لباب من العلم يتعلمه الرجل أحب إلي من ألف ركعة تطوعًا، وقالا: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا جاء الموت لطالب العلم وهو علىٰ هٰذه الحالة مات وهو شهيد. رواه البزار (مجمع الزوائد / باب منه ۱۲٤/۱)

وأما شهيد الآخرة ...... كطالب العلم إذا مات في طلبه ...... ونحو ذٰلک.

(الموسوعة الفقهية ۲۷۳/۲٦ كويت، الفقه على المذاهب الأربعة ٤٨٠/۱ المكتبة الشاملة)

موذی جانور کا ڈسا ہوا انسان آخرت میں شہید ہوگا

سوال (۲۳۹):- جو ظالم جانور ہیں جیسے سانپ، بچھو، شیر وغیرہ تو ان موذی جانوروں

کے کاٹ لینے سے بعض دفعہ آدمی مرجاتا ہے، تو کیا وہ شہیدوں میں شمار کیا جائے گا، آج کل کے کچھ لوگ اس قسم کے فتوے دیتے ہیں، تو کیا یہ صحیح ہے؟

جواب: ایسے شخص پر دنیا میں شہید کے احکام جاری نہ ہوں گے؛ البتہ آخرت کے اعتبار سے وہ شہید ہوگا۔

أو بافتراس السبع ...... أو لدغته هامة. (شامي ۲۵۲/۲ کراچی، ۱۶۵/۳ زکریا، کذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح / باب أحكام الشهيد ۴۱۵/۱ مصر)

ومثل هؤلاء في شهادة الآخرة الغرقَ ...... أو لدغ العقرب ونحوه ...... ومثل هٰؤلاء يغسلون ويكفنون ويصلىٰ عليهم، وإن كان لهم أجر الشهداء في الآخرة. (الفقه على المذاهب الأربعة ۴۸۰/۱ المكتبة الشاملة)

مسائلِ روزہ

○ رؤیتِ ہلال کے ثبوت کے ذرائع

سوال (۲۴۰):- روزے کے حساب کے لئے رویتِ ہلال صرف دیکھنے پر موقوف ہے یا کوئی اور بھی ذریعہ ہے؟

جواب :- روزے کا حساب چاند کی رویت پر موقوف ہے؛ لیکن رویت سے ہر شخص کا اپنی آنکھوں سے دیکھنا مراد نہیں ہے؛ کیوں کہ یہ ناممکن ہے؛ لہٰذا رویت سے مراد چاند نکلنے کی یقینی خبر اور علم ہے، اور اِس یقینی علم حاصل کرنے کی مختلف شکلیں ہوسکتی ہیں:

(۱) خود اپنی آنکھوں سے دیکھنا۔

(۲) جس نے دیکھا ہے اُس کا قاضی کے پاس آکر گواہی دینا، اسے ''شہادت علی الرویۃ'' کہتے ہیں۔

(۳) جن لوگوں نے دیکھا ہے اُن کے دیکھنے کی شہادت قاضی کے پاس آکر دے اُسے ''شہادت علی الشہادۃ'' کہتے ہیں۔ مثال کے طور پر فلاں جگہ دو آدمیوں نے چاند دیکھا، مگر وہ دونوں آدمی ضعیف ہیں، یہاں نہیں آسکتے، تو اُنھوں نے دو آدمیوں کے سامنے گواہی دی کہ ہم نے چاند دیکھا، پھر اُن دو آدمیوں نے آکر یہاں قاضی کو گواہی دی۔

(۴) قاضی نے گواہ پر فیصلہ کردیا کہ چاند ہوگیا، مگر دوسری جگہ چاند نہیں دیکھا گیا، تو عام لوگ قاضی کے فیصلہ پر گواہ بن کر دوسری جگہ پہنچے کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ فلاں قاضی نے فیصلہ کرلیا اِسے ''شہادت علی القضاء'' کہتے ہیں۔

(۵) استفاضہ کا مطلب یہ ہے کہ کسی جگہ سے چاند دیکھنے کی پختہ خبر آئے، اور متعدد

روایات کی وجہ سے اس کا جھٹلانا ناممکن ہو، اور اتنے لوگ خبر دیں کہ ان کا اتفاق علی الکذب محال ہو، تو اس خبر کو ''خبر مستفیض'' کہتے ہیں، اس میں شہادت کی ضرورت نہیں ہے، یہ خود بخود یقین کا ذریعہ ہے، تو ان پانچوں وجوہات میں سے کسی بھی وجہ کی بنیاد پر چاند کے ہونے کا فیصلہ کیا جاسکتا ہے۔

(کتاب المسائل ۲/۱۲۱، کتاب النوازل ۶/۲۷۷، امداد الفتاویٰ ۲/۹۹، انوار رحمت ۴۹۸)

قوله: فلا تصوموا حتى تروه، ليس المراد تعليق الصوم بالرؤية في حق كل أحد؛ بل المراد بذٰلك رؤية بعضهم، وهو من يثبت به ذٰلك، إما واحد علىٰ رأي الجمهور، أو اثنان على رأي اٰخرين. (فتح الباري ١٢٣/٤)

قوله: ''صوموا لرؤيته وأفطروا لرؤيته''. المراد رؤية بعض المسلمين، ولا يشترط رؤية كل انسانٍ؛ بل يكفي جميع الناس رؤية عدلين، وكذا عدل على الأصح. (شرح النووي للمسلم ٣٤٧/١، مرقاة المفاتيح ٢٤٢/٤، عمدة القاري ٢٨١/١٠)

وذكر الشيخ الإمام شمس الأئمة الحلوانيؒ: أن الصحيح من مذهب أصحابنا أن الخبر إذا استفاض وتحقق فيما بين أهل إحدى البلدتين يلزمهم حكم أهل هٰذه البلدة. (الفتاوىٰ التاتارخانية ٣٦٦/٣ رقم: ٤٥٨٣ زكريا، ومثله في الشامي ٣٥٩/٣ زكريا، مجمع الأنهر ٣٥٢/١ منحة الخالق على البحر الرائق ٢٧٠/٢ كراچى)

(قولهٗ: بطريق موجب) كأن يتحمل إثنان الشهادة أو يشهدا علىٰ حكم القاضي أو يستفيض الخبر. (شامي / مطلب في اختلاف المطالع ٣٦٤/٣ زكريا، ٣٩٤/٢ كراچى، طحطاوي ٣٥٩)

تقبل فيما لا يسقط بالشبهة إن شهد رجلان علىٰ شهادة شاهدين. (البحر الرائق ١٢٠/٧)

○ آپ ﷺ نے عاشوراء کے روزہ کا اپنے کو مستحق کیوں قرار دیا؟

سوال (۲۴۱):- بنی اسرائیل تو عاشوراء کے دن فرعونیوں کے ظلم وستم سے نجات پانے

پر شکرانے کے طور پر روزہ رکھا کرتے تھے؛ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کیوں فرمایا کہ ہم اس کے زیادہ مستحق ہیں، آخر کیا وجہ تھی؟

جواب:- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کامیابی پر تم سے زیادہ ہم مستحق ہیں؛ کیوں کہ وہ تو ہمارے آدمی ہیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام تو نبی برحق ہیں اور یہ لوگ اُن کے طریقے پر نہیں چل رہے ہیں، اگر چلتے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرور مانتے؛ لہٰذا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا طریقہ ہمارا طریقہ ہے، اور ہم اس کی اتباع کے زیادہ مستحق ہیں۔

نحن أولىٰ بموسىٰ منكم لقوله تعالىٰ: ﴿فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ﴾ وعلم من هٰذا أن المطلوب منه الموافقة لموسىٰ لا الموافقة لليهود، فلا يشكل بأنه يحب مخالفة يهود لا موافقتهم، علىٰ أنه كان في أول الأمر يحب موافقتهم لتألفهم، ثم لما علم منهم إصرارهم على الكفر وعدم التاثير للتألف فيهم فترك موافقتهم ومال إلىٰ مخالفتهم ولهٰذا عزم على المخالفة بضم الصوم الثاني يوم عاشوراء.

(حاشية السندي على صحيح مسلم ۳۵۹/۱، ومثله في شرح النووي على صحيح مسلم ۳۵۹/۱)

○ عاشوراء میں صرف ایک روزہ رکھنا

سوال (۲۴۲):- عاشوراء کے روزہ کے ساتھ ایک روزہ آگے یا ایک روزہ پیچھے رکھنا، یہ یہودیوں کی مشابہت سے بچنے کے لئے تھا؛ لیکن اَب یہودی روزہ نہیں رکھتے، کیا اَب ایک رکھا جاسکتا ہے یا نہیں؟

جواب:- ایک روزہ رکھنے میں بھی حرج نہیں؛ تاہم اولیٰ یہی ہے کہ دو روزے رکھے جائیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۹۳/۱۰ ڈابھیل)

ويكره صوم عاشوراء مفردًا، كذا في محيط السرخسي. (الفتاویٰ الهندية ۲۰۲/۱)

والمكروه تنزيهيًا هو إفراد صيام يوم عاشوراء (أي العاشر من المحرم) عن التاسع أو عن الحادي عشر. (الفقه الإسلامي وأدلته ۵۱۵/۲)

وأمـا القسم السادس وهو المكروه فهو قسمان: مكروه تنزيهيًا ومكروه تـحـريـمًا، الأول الذي كره تنزيهًا كصوم يوم عاشوراء منفردًا عن التاسع أو عن الحادي عشر. (مراقي الفلاح ٦٤٠ مكتبه فيصل ديوبند)

والـمـكـروه تحريمًا كالعيدين، وتنزيهًا كعاشوراء وحده (الدر المختار)

وفي الشامية: أي مفردًا عن التاسع أو عن الحادي عشر. (شامي ٣٣٦/٣ زكريا)

○ کیامزدوروں کے لئے روزہ چھوڑنے کی گنجائش ہے؟

سـوال (۲۴۳):- مزدورلوگ بولتے ہیں کہ ہم جیسے کام کر کے دیکھو پتہ لگے گا، تو کیا مزدوروں کے لئے روزہ نہ رکھنے کی گنجائش ہے؟

جـواب:- ایسے مزدوروں کے لئے روزہ نہ رکھنے کی گنجائش نہیں ہے، اُنہیں بہرحال روزہ رکھنا چاہئے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ [البقرة، جزء آيت: ١٨٥]

شـرط نـفـس الوجوب، وهو الإسلام والعقل والبلوغ. (الفتاویٰ التاتارخانية ٣٥١/٣ رقم: ٤٥٤٥ زكريا، الفتاویٰ الهندية ١٩٥/١، فتح القدير ٣٠٧/٢)

وفي القنية: لا يجوز للخباز أن يخبز خبزًا يوصله إلىٰ ضعف مبيح للفطر؛ بل يخبز نصف النهار ويستريح في النصف. (البحر الرائق ٢٨٢/٢ كوئٹه، شامي ٤٢٠/٢ كراچی)

○ روزہ کی وجہ سے بیماری بڑھنے کا خوف ہوتو کیا کرے؟

سـوال (۲۴۴):- بعض بیماریاں ایسی ہیں کہ روزہ کی وجہ سے اُن کے بڑھ جانے کا خوف ہوتا ہے، تو اُس کا حل کیسے ہو؟

جـواب:- حقیقۃً کوئی معتبر ڈاکٹر کہہ دے کہ تمہارے لئے روزہ نقصان دہ ہے، اور تحمل کی طاقت نہیں ہے، تو ایسا شخص روزہ نہ رکھے اور اگر مرتے دم تک ٹھیک ہونے کی اُمید نہ ہوتو ہر روزہ کے بدلہ میں ایک فدیہ ادا کرے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۸۶/۱۰، آپ کے مسائل اور اُن کا حل ۵۶۲/۴، بہشتی زیور ۱۷/۳)

المريض إذا خاف علیٰ نفسه التلف أو ذهاب عضو يفطر بالإجماع، وإن خاف زيادة العلة وامتداده، فكذلک عندنا، وعليه القضاء إذا أفطر. (الفتاویٰ الهندية ٢٠٧/١، الفتاویٰ التاتارخانية ٤٠٤/٣ رقم: ٤٦٩٨ زكريا، مجمع الأنهر ٣٦٦/١، الهداية ٢٢١/١، تبيين الحقائق ١٨٩/٢ زكريا)

والصحيح أنه يخشی أن يمرض بالصوم فهو كالمريض، هٰكذا في التبيين. (الفتاویٰ الهندية ٢٠٧/١)

المريض إذا تحقق اليأس من الصحة، فعليه الفدية لكل يوم من المرض. (شامي ٤٢٧/٢ كراچی)

ولا قضاء عليهما لعدم القدرة، وعليهما عن كل يوم فدية طعام مسكين ...... ومثلهما: المريض الذي لا يرجیٰ برءه لقوله تعالیٰ: ﴿وَمَا جَعَلَ عَلَيۡكُمۡ فِي الدِّيۡنِ مِنۡ حَرَجٍ﴾ (الفقه الإسلامي وأدلته ٥٦٩/٢-٥٧٠)

○ بے روزہ دار مہمان کے لئے کھانا تیار کرنا

سوال (۲۴۵):- گھر میں کوئی خاص بے روزہ دار مہمان آجائے تو کھانا تیار کرنا کیسا ہے؟

جواب:- مہمان نوازی کے طور پر بے روزہ مہمان کے لئے کھانا پکاسکتے ہیں۔

المستفاد: عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليكرم ضيفه ...... الخ. (صحيح البخاري ٩٠٦/٢ رقم: ٦١٣٦-٦١٣٨، الترغيب والترهيب ٣٤٦/٣ رقم: ٣٨٠٣)

○ افطار سے پہلے اجتماعی دعا

سوال (۲۴۶):- افطار سے پہلے اجتماعی طور پر ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگنا کیسا ہے؟

جواب:- یہ طریقہ ثابت نہیں ہے، اوراس کا التزام غلط ہے، اِس وقت انفرادی دعائیں ہونی چاہئیں۔

عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: قال النبي صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هٰذا ما ليس منه فهو رد. (صحيح البخاري / باب إذا اصطلحوا على صلح جور فهو مردود ۳۷۱/۱ رقم: ۲۶۱۹، صحيح مسلم ۷۷/۲)

وأخرج مسلم بسنده – عنها – مرفوعًا بلفظ: من عمل عملاً ليس عليه أمرنا فهو رد. (صحيح مسلم ۷۷/۲)

فإن كل أمر بمعروف يتضمن منكرًا يسقط وجوبه، كذا في الوجيز للكردي. (الفتاویٰ الهندية / كتاب الكراهية ۳۱۷/۵)

○ ۳۰/روزے رکھ کر سحری سے قبل ایسے ملک میں پہنچا جہاں رمضان جاری تھا

سوال (۲۴۷):- اگر کوئی شخص کویت وغیرہ میں رہتا ہو، اور اُس نے وہاں تیسواں روزہ پورا کر کے فوراً فلائٹ پکڑ کر ہندوستان آکر دیکھا کہ لوگ تیسویں روزہ کے لئے سحری کھا رہے ہیں، تو کیا اُس شخص کے لئے روزہ رکھنا ضروری ہوگا یا نہیں؟

جواب:- اُس کو روزہ رکھنا چاہئے؛ کیوں کہ اب وہ ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ کا مصداق بن گیا۔

قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ [البقرة، جزء آيت: ۱۸۵]

﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ أي الشهر كله، وذهب أكثر الصحابة والفقهاء إلىٰ أنه إذا أنشأ السفر في شهر رمضان جاز له أن يفطر بعد ذٰلك اليوم، ومعنى الآية: ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ يعني فليصم ما شهد منه إن شهد كله فكله، وإن شهد بعضه فبعضه. (تفسير المظهري ۲۰۱/۱)

من شهد منكم المصر في الشهر عاقلاً بالغًا صحيحًا مقيمًا فليصمه. (الجامع لأحكام القرآن الكريم ۲۹۹/۲)

فشهود جزء من الشهر سبب لكله، ثم كل يوم سبب لصومه، غاية الأمر

أنه تكرر سبب وجوب صوم اليوم باعتبار خصوصه ودخوله في ضمن غيره، كذا في الفتح. (النهر الفائق ٤/٢، فتح القدير ٣٠٧/٢)

وسبب رمضان شهود جزء من الشهر اتفاقًا. (البحر الرائق ٢٥٦/٢ كوئٹہ)

○ روزے قضا کرکے انتقال کرگیا تو فدیہ ہے یا نہیں؟

سوال (۲۴۸):- حضرت! اگر نوجوان لڑکے کا اپنی زندگی میں ایک سال یا دو سال یا اُس سے زیادہ روزہ نہ رکھ کر انتقال ہوگیا، تو کیا اُن کے لئے فدیہ دینا پڑے گا یا نہیں؟

جواب:- اگر وہ وصیت کر کے گیا اور مال چھوڑ کر گیا، تو فدیہ دیا جائے گا، اور اگر مال نہیں چھوڑا، تو اُس کی طرف سے فدیہ دینا واجب نہیں ہے؛ لیکن وارثین یا متعلقین اپنی طرف سے دے دیں تو اِن شاء اللہ ادا ہوجائے گا۔

عن ابن عمر رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من مات وعليه صيام الشهر فليطعم عنه مكان كل يومٍ مسكينًا. (سنن الترمذي ١٥٢/١)

لا يجب على الوارث شيء إلا أن يوصى الميت بالفدية، فيجب انفاذ وصيته من الثلث، لا فيما زاد على الثلث إلا برضاء الورثة. (تفسير المظهري ٢٢١/١)

والتحقيق في المقام أن الوارث إن تطوع عن الميت بالصوم أو الصدقة فالثابت بالأحاديث أن الله تعالىٰ يقبله بفضله ويفک رقبة الميت ولكن ليس ذٰلک واجب على الوارث. (تفسير المظهري ٢٢٢/١-٢٢٣)

قال الحنفية والمالكية: إن أوصىٰ بالإطعام أطعم عنه وليه لكل يوم مسكينًا نصف صاع من تمر أو شعير؛ لأنه عجز عن الأداء في آخر عمره، فصار كالشيخ الفاني، ولا بد من الإيصاء. (الفقه الإسلامي وأدلته ٥٩٩/٢)

وإن لم يوص وتبرع الورثة جاز، وإن لم يتبرعوا لا يلزمهم الأداء. (الفتاوىٰ التاتارخانية ٤٠٨/٣ رقم: ٤٧١٠ زكريا)

○ مرضعہ عورت کا روزہ قضا کرنا

سوال (۲۴۹):- روزہ رکھنے کی وجہ سے بچہ کو ماں کا دودھ کم ملتا ہے، تو ایسی ماں کے لئے روزہ کا کیا حکم ہے؟

جواب:- مرضعہ کے لئے روزہ نہ رکھنے کی گنجائش ہے؛ تاہم بعد میں قضا کرے گی۔

(کتاب المسائل ۲/۱۴۶، فتاویٰ قاسمیہ ۱۱/۵۴۵)

وقال الحسن وإبراهيم في المرضعة والحامل إذا خافتا علىٰ أنفسهما أو ولدهما تفطران ثم تقضيان. (صحيح البخاري ٢/٦٤٧)

إذا خافت الحامل أو المرضعة علىٰ أنفسهما أو علىٰ ولدهما، جاز الفطر، وعليهما القضاء. (الفتاوىٰ التاتارخانية ٣/٤٠٤ رقم: ٤٦٩٩ زكريا)

الأعذار التي تبيح الإفطار: منها السفر ...... ومنها حبل المرأة وإرضاعها.

(الفتاوىٰ الهندية ١/٢٠٦-٢٠٧، وكذا في تبيين الحقائق ٢/١٨٩، فتح القدير ٢/٣٥٠)

○ کسی وجہ سے اگر روزہ ٹوٹ جائے تو عام لوگوں کے سامنے کھانا پینا کیسا ہے؟

سوال (۲۵۰):- اگر کسی کا روزہ کسی وجہ سے ٹوٹ جائے، تو کیا وہ شخص کھانا پینا عام حالت کی طرح کرسکتا ہے؟

جواب:- اگر بیماری کی وجہ سے روزہ توڑا ہے تو ضرورت کی بنا پر لوگوں کے سامنے بھی کھا پی سکتا ہے؛ لیکن اگر کسی اور وجہ سے روزہ توڑا ہے، تو اسے افطار تک روزے داروں کی مشابہت اختیار کرنی واجب ہے۔ (کتاب المسائل ۲/۱۴۹)

وكذا من وجب عليه الصوم في أول النهار لوجود سبب الوجوب والأهلية، تعذر عليه المضي فيه بأن أفطر متعمدًا أو أصبح يوم الشك مفطرًا، ثم تبين أنه من رمضان أو تسحر علىٰ ظن أن الفجر لم يطلع، ثم تبين أنه طالع فإنه يجب عليه الإمساك في بقية اليوم تشبهًا بالصائمين ...... وكذا الذي أكل وهو

يرىٰ أن الشمس قد غابت، فظهر أنها لم تغب، وكذا من أفطر خطأً أو مكرهًا ...... وقيل: الإمساك مستحب لا واجب، والصحيح الوجوب كذا في فتح القدير. وأجمعوا علىٰ أنه لا يجب التشبه بالصائم على الحائض والنفساء والمريض والمسافر ...... وهل تأكل الحائض سرًا أو جهرًا، قيل: سرًا، وقيل: جهرًا، وللمسافر والمريض الأكل جهرًا رواية واحدةٌ. (الفتاوىٰ الهندية ۲۱٤/۱-۲۱٥ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية ٤۲۷/۳ زكريا)

وأجمعوا على أنه لا يجب على الحائض والنفساء والمريض والمسافر، وعلىٰ لزومه لمن أفطر خطأً أوعمدًا. (شامي ۳۸۳/۳ زكريا، طحطاوي / فصل يجب الإمساك ۳۷۰ قديمی، الهداية ۲۲٥/۱، خانية على الفتاوىٰ الهندية / فصل فيمن يجب عليه التشبه ومن لا يجب ۲۱۷/۱ زكريا)

○ شوگر کے مریض کے لئے روزہ کا حکم

سوال (۲۵۱):- شوگر والے آدمی کے لئے رمضان میں کیا حکم ہے؟

جواب:- بعض شوگر والے ایسے ہوتے ہیں کہ اس میں بھوکا رہنا آدمی کے لئے برداشت سے باہر ہوتا ہے، تو ایسا شخص اولاً روزہ رکھنے کی کوشش کرے؛ لیکن اگر نہ رکھ پائے تو بعد میں سردی کے زمانہ میں قضاء کرلے، اور اگر اس میں بھی مشکل ہو تو فدیہ کی وصیت کردے۔ (فتاویٰ قاسمیہ ۱۱/۵۳۱، فتاویٰ حقانیہ ۴/۱۹۵، آپ کے مسائل اور اُن کا حل ۴/۵۶۰)

ولو لم يقدر لشدة الزمان كالحر، فله أن يفطر وينتظر الشتاء، فيقضي، كذا في فتح القدير. (الفتاوىٰ الهندية ۲۰۹/۱)

فإن لم يصم بعد ما صح أقام، حتى مات فعليه أن يوصى أن يطعم عنه. (الفتاوىٰ التاتارخانية ٤۰۷/۳ رقم: ٤۷۱۰ زكريا)

فإن برئ المريض أو قدم المسافر وأدرك من الوقت بقدر ما فاته، فيلزمه قضاء جميع ما أدرك، فإن لم يصم حتى أدركه الموت فعليه أن يوصى

بالفدية، كذا في البدائع. (الفتاویٰ الهندية ۲۰۷/۱)

المريض إذا تحقق اليأس من الصحة فعليه الفدية لكل يوم من المرض.

(شامي ٤٢٧/٢ كراچی)

المريض إذا خاف علیٰ نفسه التلف أو ذهاب عضو يفطر بالإجماع، وإن خاف الزيادة وامتداده فكذٰلک عندنا وعليه القضاء إذا أفطر. (الفتاویٰ الهندية ۲۰۷/۱ زکریا)

﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ اَيَّامٍ اُخَرَ﴾ وقد بينا أنه ليس المراد عين المرض؛ فإن المريض لا يضره الصوم ليس له أن يفطر، فكان ذكر المريض كناية عن أمر يضر الصوم معه. (بدائع الصنائع ۲۵۰/۲ زکریا، وكذا في الفتاویٰ التاتارخانية ٤٠٣/٣ رقم: ٤٦٩٧ زکریا، الفقه على المذاهب الأربعة ٥٧٢/١ دار الفكر بيروت)

○ پچھلے رمضان کی قضا اگلے رمضان کے بعد

سوال (۲۵۲):- عرض ایں کہ رمضان کی قضا اگلے رمضان گذرنے کے بعد بھی کرسکتا ہے یا نہیں؟

جواب:- کرسکتا ہے؛ لیکن بہتر ہے کہ پہلے کرلے۔ (کتاب النوازل ۳۹۱/۶)

ووقت قضاء رمضان ما بعد انتهائه إلیٰ مجيء رمضان المقبل، ويندب تعجيل القضاء إبراء للذمة ومسارعة إلیٰ إسقاط الواجب ...... وأما إذا أخر القضاء حتى دخل رمضان آخر، فقال الجمهور: يجب عليه بعد صيام رمضان الداخل القضاء والكفارة (الفدية) وقال الحنفية: لا فدية عليه، سواء أ كان التاخير بعذر أم بغير عذر. (الفقه الإسلامي ٥٩٧/٢)

قال إبراهيمؒ: إذا فرط حتى جاء رمضان آخر يصومهما ولم ير عليه طعامًا. (ذكر البخاري تعليقاً في صحيحه ١٦١/١ رقم الباب: ٤٠)

إذا كثرت الفوائت نوى أول ظهر عليه أو آخره، وكذا الصوم لو من

رمـضانين هو الأصح. (الدر المختار) لأن كل رمضان سبب لصومه. (الدر المختار مع الشامي ۵۳۹/۲ زكريا)

وكـذا الـصـوم الذي عليه من رمضانين إذا أراد قضائه يفعل مثل هٰذا علىٰ أحد تصحيحين مختلفين صحّح الزيلعي لزوم التعيين وصحّح في الخلاصة عدم لزوم التعيين. (مراقي الفلاح على الطحطاوي ۳٦۳)

وعـلـيـه قـضـاء جـمـيـع الـرمـضـانات ...... وعليه قضاء الرمضانات كلها.

(الفتاویٰ التاتارخانية ۳۷٤/۳ رقم: ٤٦۱۲ زكريا)

ولـو نوى القضاء ولم يعين أول الشهر أو آخره أو لم يعين رمضان أجزاه.

(الفتاویٰ التاتارخانية ۳۷٤/۳ رقم: ٤٦۱۳ زكريا)

○ غلطی سے روزہ ٹوٹ جائے تو کفارہ نہیں

سوال (۲۵۳):- اگر خطا سے روزہ ٹوٹ گیا تو کیا کفارہ واجب ہوگا؟

جواب:- خطاءً روزہ ٹوٹے تو صرف قضاء ہے کفارہ نہیں؛ کیوں کہ کفارہ کے وجوب کے لئے قصداً ہونا شرط ہے۔

ولـو كـان مـخـطـئًـا كما لو تمضمض فدخل الماء حلقه أو مكرهًا، عليه القضاء. وفي الخانية: دون الكفارة. (الفتاویٰ التاتارخانية ۳۸۸/۳ رقم: ٤٦٦۱ زكريا)

(عـمـدًا) خرج به المخطئ والمكره؛ فإنه وإن فسد صومهما لا تلزمهما الكفارة، كذا في البحر. (نهر الفائق ۲۱/۲)

لو أكل مكرهًا أو مخطئًا عليه القضاء دون الكفارة، كذا في فتاویٰ قاضي خان. (الفتاویٰ الهندية ۲۰۲/۱)

○ روزہ کی حالت میں کلی کرتے وقت غلطی سے پانی چلا گیا

سوال (۲۵۴):- روزہ کی حالت میں وضو کرتے وقت کلی کرنے میں پانی حلق میں چلا

گیا تو کیا حکم ہے؟

جواب:- روزہ ٹوٹ جائے گا اور قضا لازم ہوگی؛ کیوں کہ خطا سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؛ البتہ نسیان سے نہیں ٹوٹتا۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۰/۱۳۸ ڈابھیل)

أما المفطرات فهي خمسة ...... وصول مائع إلى الحلق من فم أو أنف أو أذن عمدًا أو سهوًا أو خطأ أو غلبة كماء المضمضة أو السواك. (الفقه الإسلامي وأدلته ۲/۵۸۰)

لو أكل مكرهًا أو مخطئًا عليه القضاء دون الكفارة ...... المخطئ هو الذاكر للصوم غير القاصد للفطر إذا أكل أو شرب. (الفتاویٰ الهندية ۱/۲۰۲)

لأن المخطئ وهو الذاكر للصوم غير القاصد للفطر إذا أكل أو شرب بأن تمضمض، فوصل الماء إلى حلقه. (النهر الفائق ۲/۱٦)

وإن أفطر خطأ كأن تمضمض فسبقه الماء (الدر المختار) وفي الشامية: أي يفسد صومه إن كان ذاكرًا له وإلا فلا. (الدر المختار مع الشامي ۳/۳۷٤ زكريا)

○ جس روزہ دار کا سفر کا اِرادہ ہو وہ سفر سے قبل روزہ توڑ سکتا ہے یا نہیں؟

سوال (۲۵۵):- صائم سفر کا اِرادہ کرتا ہے، تو کیا وہ سفر سے پہلے روزہ توڑ سکتا ہے؟

جواب:- ایسے شخص کے لئے سفر سے پہلے روزہ توڑنا درست نہیں، ہاں سفر شروع کرنے کے بعد اگر نا قابل تحمل صورت پیش آ گئی تو روزہ توڑنے کی گنجائش ہوگی۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ [البقرة، جزء آیت: ۱۸۵]

ولو كان مقيمًا في أول النهار ثم سافر، لا يجوز له الفطر من ذٰلك اليوم عند أبي حنيفة ومالك والشافعي رحمهم الله لهٰذه الآية؛ لأنه شهد أول اليوم فليصمه. (تفسير المظهري ۱/۲۰۲)

السفر ليس بعذرٍ في اليوم الذي أنشأ السفر فيه، وعذر في سائر الأيام حتى أنه إذا أنشأ السفر بعد ما أصبح صائمًا لا يحل له أن يفطر في ذٰلك اليوم.

(الفتاویٰ التاتارخانية ۳/٤۰۳ رقم: ٤٦۹٦ زكريا)

○ روزہ کی حالت میں پیشاب یا پاخانہ کے راستہ سے کوئی چیز اندر داخل ہوجانا

سوال (۲۵۶):- اگر پیشاب و پائخانہ کے راستے سے پانی یا کوئی دوسری چیز چلی جائے تو روزہ کا کیا حکم ہے؟ اِس میں مرد وعورت کا حکم یکساں ہے یا کچھ فرق ہے؟

جواب:- مرداورعورت کے پیشاب کے راستہ کے حکم میں فرق ہے،عورت کے پیشاب کے راستہ سے کوئی چیز چلی جائے تو فوراً روزہ ٹوٹ جائے، جب کہ مرد کے پیشاب کے راستہ سے اگرکوئی چیز جائے تو جب تک مثانہ تک نہ پہنچے تو روزہ فاسد نہیں ہوگا، اور مرد وعورت دونوں کے پیچھے کے راستہ سے حقنے تک کوئی چیز پہنچ جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

ولو بالغ في الاستنجاء حتى بلغ موضع الحقنة فسد. (الدر المختار مع الشامي ۳۶۹/۳ زکریا)

ولو أدخل إصبعه في إسته والمرأة في فرجها لا يفسد إلا إذا كانت مبتلة بالماء أو الدهن، فحينئذٍ يفسد لوصول الماء أو الدهن. (الفتاویٰ الهندية ۲۰٤/۱)

وهو أن ما دخل في الجوف إن غاب فيه فسد، وهو المراد بالاستقرار، وإن لم يغب بل بقي طرف منه في الخارج أو كان متصلاً بشيء في الخارج لا يفسد لعدم استقراره، ولو مبتلا فسد لبقاء شيء من البلة في الداخل. (شامي ۳۶۹/۳ زكريا)

ولو أدخل إصبعه اليابسة فيه أي في دبره أو فرجها الخارج لو مبتلة فسد (الدر المختار) قال الشامي: لبقاء شيء من البلة في الداخل. (الدر المختار مع الشامي ۳۶۹/۳ زکریا)

إذا أقطر في إحليله لا يفسد صومه عند أبي حنيفة ومحمد. وفي الإقطار في إقبال النساء يفسد بلا خلافٍ وهو الصحيح. (الفتاویٰ الهندية ۲۰٤/۱)

○ خروجِ منی سے روزہ ٹوٹنے کی علت

سوال (۲۵۷):- جب قاعدہ ہے کہ صرف کسی چیز کے اندر جانے سے روزہ ٹوٹتا ہے تو پھر خروجِ منی سے روزہ ٹوٹے گا یا نہیں؟

جواب:- خروجِ منی اگر احتلام کی شکل میں ہو تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ (کتاب المسائل ۱۶۱/۲)

اور اگر بالقصد انزال کیا جائے تو روزہ ٹوٹے گا؛ کیوں کہ یہ جماع کی طرح لذت حاصل کرنے میں شامل ہے، تو معلوم ہوا کہ نفس خروج کی بنیاد پر روزہ ٹوٹنے کا حکم نہیں ہے؛ بلکہ جماع کے حکم کی بنا پر ہے، اگر صرف خروجِ منی بنیاد ہوتی تو احتلام میں بھی روزہ ٹوٹتا۔ (مستفاد: فتاویٰ قاسمیہ ۵۰۹/۱۱، فتاویٰ دار العلوم دیو بند ۴۷۱/۶)

أو احتلم ...... **لم يفطر**. (شامي ٣٦٧/٣ زكريا، الهداية ٢١٧/١، البحر الرائق ٢٧٢/٢)

الصائم إذا عالج ذكره حتى أمنىٰ فعليه القضاء، وهو المختار، وبه قال عامة المشائخ. (الفتاوىٰ الهندية ٢٠٥/١ زكريا، البحر الرائق ٤٧٥/٢، الفتاوىٰ التاتارخانية ٣٨٥/٣ رقم: ٤٦٤٩ زكريا)

○ روزہ میں حقہ، بیڑی پینے سے قضاء اور کفارہ کا حکم

سوال (۲۵۸):- حقہ، بیڑی، سگریٹ وغیرہ سے روزہ تو یقیناً ٹوٹ جاتا ہے؛ لیکن اُس سے صرف قضا لازم ہوتی ہے یا کفارہ بھی لازم ہے؟

جواب:- اگر اتفاقاً روزہ میں بیڑی یا حقہ پی لیا، اور طبعیت میں اُس کی رغبت نہ تھی، تو اس سے صرف قضاء لازم ہوگی، کفارہ لازم نہ ہوگا؛ لیکن اگر کوئی شخص حقہ یا بیڑی پینے کا شوقین ہے، اور نفس کے تقاضے پر حقہ یا بیڑی پیتا ہے تو اُس پر قضاء کے ساتھ کفارہ بھی لازم ہے۔

المستفاد: أولاً: ما يفسد الصوم ويوجب القضاء فقط، دون الكفارة ...... الثالث: إذا قضىٰ شهوة الفرج غير كاملة الخ. (موسوعة الفقه الإسلامي والقضايا المعاصرة ٥٧٣/٢-٥٧٥)

إن الصائم إذا أكل ما يتداوى به أو ما يؤكل عادةً، إما مقصودًا بنفسه، أو تبعًا لغيره، تلزمه الكفارة بأكله ...... وما لا يتداوىٰ به، ولا يؤكل عادةً لا مقصودًا بنفسه، ولا تبعًا لغيره لا تلزمه الكفارة بأكله. (الفتاوىٰ التاتارخانية ٣٨٩/٣ رقم: ٤٦٦٣ زكريا)

دخان الشباک المروج في زماننا بعضهم يشربونه نفعًا، وبعضهم يشربونه قضاء لحاجة البطن ودفعًا لشهوة البطن، فتجب الكفارة بشربه في الصوم، وقد نبه عليه الشرنبلالي في مراقي الفلاح وفي شرح الوهبانية. (حاشية: الهداية ٢١٩/١)

أدخل دخانًا بصنعه متعمدًا إلىٰ جوفه أو دماغه لوجود الفطر، وهٰذا في دخان غير العنبر والعود، وفيهما لا يبعد لزوم الكفارة أيضًا للنفع والتداوى، وكذا الدخان الحادث شربه وابتدع بهٰذا الزمان كما قدمناه. (طحطاوي علىٰ مراقي الفلاح ٢٧٠ قديمی)

قلت: وعلىٰ هٰذا البدعة التي ظهرت الآن، وهو الدخان إذا شربه في لزوم الكفارة نسأل اللّٰه العفو والعافية. (طحطاوي علىٰ مراقي الفلاح ٣٦٤ قديمی)

وبه علم حكم شرب الدخان، ونظمه الشرنبلالي في شرحه على الوهبانية بقوله:

ويمنع من بيع الدخان وشربه ❖ وشاربه في الصوم لا شک يفطر

ويلزمه التكفير لو ظن نافعًا ❖ كذا دافع شهوات بطن فقروا

وتجب الكفارة في شرب الدخان عند الحنفية والمالكية؛ فإنه ربما أضر البدن؛ لكن تميل إليه بعض الطباع وتنقضي به شهوة البطن. (الموسوعة الفقهية ٢٨/٦٠-٦١ كويت)

الحنفية قالوا: يوجب القضاء والكفارة أمران:

الأول:– أن يتناول غذاء أو ما في معناه بدون عذر شرعي، كالأكل والشرب ونحوها، ويميل إليه الطبع، وتنقضي به شهوة البطن.

الثاني:– أن يقضي شهو ة الفرج كاملة ...... ومن القسم الأول شرب الدخان المعروف، وتناول الأفيون الحشيش ونحو ذٰلک؛ فإن الشهوة فيه ظاهرة. (الفقه على المذاهب الأربعة ٥٦٠/١)

(حکیم الامت حضرت تھانویؒ شامی کی عبارت نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ’’اس روایت میں تصریح ہے کہ حقہ پینا مفسد صوم اور موجب کفارہ ہے‘‘۔ (امداد الفتاویٰ ۲/۱۲۵)

فتاویٰ دار العلوم دیوبند میں ہے کہ ’’حقہ سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اور قضاء لازم ہوتی ہے، اور بعض صورتوں میں کفارہ بھی لازم ہوتا ہے۔ یعنی اگر نفع بخش سمجھا تب تو قضاء وکفارہ دونوں لازم ہوں گے ورنہ صرف قضاء لازم ہے‘‘۔ (فتاویٰ دار العلوم دیوبند ۶/۴۱۹)

اِسی طرح حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ’’روزے کی حالت میں حقہ پینے یا سگریٹ پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اور اگر یہ عمل جان بوجھ کر کرلیا ہے تو قضاء وکفارہ دونوں لازم ہوں گے‘‘۔ (آپ کے مسائل اور اُن کا حل ۴/۵۷۶)

فتاویٰ حقانیہ میں ہے کہ: ’’حقہ نوشی اور سگریٹ نوشی سے روزہ ختم ہوجاتا ہے، جس سے قضاء بدون کفارہ کے لازم ہوجاتی ہے؛ لیکن اگر حقہ نوشی تلذذ، شہوتِ نفس یا کسی اور نفع کے لئے کی جائے تو اس صورت میں قضاء وکفارہ دونوں واجب ہوں گے‘‘۔ (فتاویٰ حقانیہ ۴/۱۸۸))

○ روزہ میں انجکشن لگانا

سوال (۲۵۹):- انجکشن لگانے سے روزہ ٹوٹے گا یا نہیں؟

جواب:- روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ (فتاویٰ قاسمیہ ۱۱/۴۷۹ رقم: ۴۷۰۶، فتاویٰ محمودیہ ۱۰/۱۵۳ ڈابھیل، کتاب المسائل ۲/۱۵۴)

وأما ما وصل إلى الجوف أو إلى الدماغ عن غير المخارق الأصلية بأن داوى الجائفة والآمة، فإن داواها بدواء يابس لا يفسد. (بدائع الصنائع ۲/۲٤۳ زکريا)

وإن لم يعرف أن الرطب لا يصل إلى الجوف لا يفسد. (الفتاویٰ التاتارخانية ۳/۳۷۹ رقم: ٤٦۲۹ زکريا)

فالمعتبر حقيقة الوصول حتى لو علم وصول اليابس أفسد أو عدم وصول الطرى لم يفسد. (شامي ۳/۳۷٦ زکريا، جواهر الفقه ۱/۳۷۹)

لو أوصل الدواء إلیٰ داخل الساق أو غرز فیه سکینًا أو غیرها فوصلت مخه لم یفطر بلا خلاف؛ **لأنه لایعد عضوًا مجوفًا**. (شرح مهذب للنووي ٣١٤/٥)

روزہ میں طاقت کا انجکشن لگانا

سوال (۲۶۰):- بعض انجکشن ایسے ہوتے ہیں جو غذا کا فائدہ دیتے ہیں، تو ان کا کیا حکم ہے؟

جواب:- روزہ نہیں ٹوٹے گا، مگر بلا عذر ایسے انجکشن روزے کی حالت میں لگوانا مکروہ ہے۔ (مستفاد: کتاب المسائل ۲/۱۵۴، کتاب النوازل ۶/۳۶۶-۳۶۷)

وأما ما وصل إلی الجوف أو إلی الدماغ عن غیر المخارق الأصلیة بأن داوی الجائفة والآمة، فإن داواها بدواء یابس لا یفسد. (بدائع الصنائع ٢٤٣/٢ زکریا، الفتاویٰ التاتارخانیة ٣٧٩/٣ رقم: ٤٦٢٩ زکریا، شامي ٣٧٦/٣ زکریا، جواهر الفقه ٣٧٩/١)

لو أوصل الدواء إلیٰ داخل الساق أو غرز فیه سکینًا أو غیرها فوصلت مخه لم یفطر بلا خلاف؛ **لأنه لایعد عضوًا مجوفًا**. (شرح مهذب للنووي ٣١٤/٥)

○ روزہ میں گلوکوز چڑھانا

سوال (۲۶۱):- روزہ کی حالت میں گلوکوز چڑھانے کا کیا حکم ہے؟

جواب:- گلوکوز چڑھانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا؛ لیکن طاقت کے لئے چڑھانا مکروہ ہے اور بیماری کے لئے کوئی حرج نہیں ہے۔ (کتاب النوازل ۶/۳۶۷، فتاویٰ قاسمیہ ۱۱/۴۸۲)

أما ما وصل إلی الجوف أو إلی الدماغ عن غیر المخارق الأصلیة بأن داوی الجائفة والآمة فإن داواها بدواء یابس لایفسد؛ لأنه لم یصل إلی الجوف ولا إلی الدماغ، ولو علم أنه وصل یفسد في قول أبي حنیفة، وإن داواها بدواءٍ رطب یفسد عند أبي حنیفة، وعندهما لا یفسد، هما اعتبرا المخارق الأصلیة؛ لأن الوصول إلی الجوف من المخارق الأصلیة متیقن به، ومن غیرها مشکوک

فيه، فلا نحكم بالفساد مع الشك. (بدائع الصنائع ٢٤٣/٢ زكريا)

وما يدخل من مسام البدن من الدهن لا يفطر. (الفتاوىٰ الهندية ٢٠٣/١ قديم، ٢٦٦/١ جديد)

قال في النهر: لأن الموجود في حلقه أثر داخل من المسام الذي هو خلل البدن، والمفطر إنما هو الداخل من المنافذ للاتفاق علىٰ أن من اغتسل في ماء فوجد برده في باطنه أنه لا يفطر. (شامي، كتاب الصوم / باب ما يفسد الصوم وما لا يفسد ٣٩٥/٢ كراچی، ٣٦٧/٣ زكريا)

والداخل من المسام لا ينافي كما لو اغتسل من الماء البارد. (الهداية مع الفتح ٣٣٤/٢ زكريا)

○ روزہ کی حالت میں پیٹ میں دھواں چلا جانا

سوال (۲۶۲):- اگر دھواں پیٹ میں چلا جائے تو روزہ ٹوٹے گا یا نہیں؟

جواب:- قصداً دھواں پیٹ میں لیں گے تو روزہ ٹوٹ جائے گا، اور اگر بلا اختیار دھواں چلا جائے تو روزہ نہ ٹوٹے گا۔ (کتاب المسائل ۱۶۰/۲، فتاویٰ قاسمیہ ۵۰۷/۱۱ رقم: ۴۷۶۸)

أو دخل حلقه غبار ......، أو دخان ولو ذاكرًا استحسانًا ...... لم يفطر. (الدر المختار مع الشامي ٣٦٦/٣ زكريا، وكذا في الفتاوىٰ الهندية ٢٠٣/١)

لو أدخل حلقه الدخان أي بأي صورةٍ كان الإدخال، حتى لو تَبخَّر بِبَخور واٰواه إلىٰ نفسه واشتَمَّه ذاكرًا لصومه أفطر لامكان التحرز عنه. (شامي / باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده ٣٦٦/٣ زكريا)

أو دخل حلقه دخان بلا صنعه لعدم قدرته على الامتناع عنه – إلىٰ قوله – وأنه من أدخل بصنعه دخانًا حلقه بأي صورة كان الإدخال فسد صومه، سواء كان دخان عنبر أو عود أو غيرهما. (مراقي الفلاح مع الطحطاوي ٣٦١، ٦٦٠ جديد)

وكذا إذا دخل الدخان أو الغبار أو ريح العطر أو الذباب حلقه لا يفسد صومه. (فتاوىٰ قاضي خان على الفتاوىٰ الهندية ۱/ ۲۰۸)

روزہ میں بیوی کے پاس لیٹنے کی وجہ سے بدن میں حرارت پیدا ہوجانا

سوال (۲۶۳):- اگر روزہ کی حالت میں کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس لیٹا ہوا اور اُس کے جسم میں حرارت پیدا ہوگئی ہو، تو اُس کے روزہ میں کچھ فرق پڑے گا؟

جواب:- روزہ تو نہیں ٹوٹے گا؛ لیکن ایسی حالت میں ایسے شخص کے لئے بیوی کے پاس لیٹنا سخت مکروہ ہے۔

يستحب للصائم ما يأتي ...... ترك الشهوات المباحة التي لا تبطل الصوم من التلذذ بمسموع ومبصر وملموس ...... لما في ذٰلك من التزمه الذي لا يناسب حكمة الصوم، ويكره له ذٰلك كدخول الحمام. (موسوعة الفقه الإسلامي والقضايا المعاصرة ۲/ ۵۵۵-۵۵۸)

روزہ کی حالت میں خون دینا

سوال (۲۶۴):- روزہ کی حالت میں کسی کو خون دینا کیسا ہے؟ کیا اس سے روزہ میں کچھ فرق پڑتا ہے؟

جواب:- روزے میں خون دینا جائز ہے، مگر اتنا نہ دیا جائے کہ خود کو کمزوری ہوجائے۔

(مستفاد: کتاب المسائل ۲/ ۱۵۳، فتاویٰ قاسمیہ ۱۱/ ۴۸۶)

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما أنه ذكر عنده الوضوء من الطعام، قال الأعمش: مرة والحجامة للصائم، فقال: إنما الوضوء مما يخرج وليس مما يدخل، وإنما الفطر مما دخل وليس مما خرج. (السنن الكبرىٰ للبيهقي / باب الوضوء من من الدم يخرج من أحد السبيلين الخ ۱/ ۲۷۱ رقم: ۵۶۷)

عن ثابت البناني قال: سئل أنس بن مالك أكنتم تكرهون الحجامة

للصائم؟ قال: لا، إلا من أجل الضعف. (صحيح البخاري ٢٦٠/١ رقم: ١٨٩٩)

ولا بأس بالحجامة إن أمن علىٰ نفسه الضعف، أما إذا خاف فإنه يكره.

(الفتاویٰ الهندية ١٩٩/١، قاضي خان ٢٠٨/١، وكذا في مراقي الفلاح ٣٦١)

روزہ کی حالت میں پتے چبانا

سوال (٢٦٥):- روزے کی حالت میں پیڑ پودے وغیرہ کے پتے چبانا کیسا ہے؟ کیا اس سے روزہ میں نقصان ہوگا؟

جواب:- اگر پتے چباتے وقت اُن کا کوئی جزو حلق کے نیچے چلا جائے گا تو روزہ ٹوٹ جائے گا، اور اگر کوئی جزو پیٹ میں نہ گیا تو روزہ تو نہ ٹوٹے گا؛ لیکن یہ عمل بلا عذر مکروہ ہے۔ (مستفاد: آپ کے مسائل اور اُن کا حل ۵۷۶/۴)

عن عطاء قال: ولا يمضغ العلك، فإن ازداد ريق العلك لا أقول أنه يفطر؛ ولكنه ينهى عنه. (صحيح البخاري ٢٥٩/١)

أو ابتلع ما لا يتغذى به، ولا يتداوىٰ به عادةً، فسد صومه، ولزمه القضاء، ولا كفارة عليه. (البحر الرائق ٢٩٥/٢، الفتاویٰ الهندية ٢٠٢/٢)

کھانا بناتے وقت روزہ دار عورت کا نمک چکھنا

سوال (٢٦٦):- سبزی بناتے وقت عورت کا نمک چکھنا کیسا ہے؟

جواب:- محض نمک چکھنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، اور جس عورت کا شوہر سخت مزاج ہو، اور اُسے اندیشہ ہو کہ کھانا خراب ہونے کی بنا پر وہ سختی سے پیش آئے گا، اور کوئی دوسرا بے روزہ شخص چکھنے کیلئے دستیاب نہ ہو تو ایسی عورت کیلئے ضرورۃً روزہ میں نمک چکھنے کی گنجائش ہے۔ (کتاب المسائل ۱۷۳/۲)

وكذا مضغه بلا عذر، قيد فيهما قاله العيني ككون زوجها أو سيدها سيء الخلق فذاقت (الدر المختار) وفي الشامية: ومن العذر في الثاني أن لا تجد من يمضغ لصبيها من حائض أو نفساء أو غيرهما ممن لا يصوم ولم تجد طبيخًا.

(الدر المختار مع الشامي ۳/۳۹۵ زکریا، ۳/۳۵۲ بیروت)

○ روزہ کی حالت میں بچہ کو بوسہ دینا

سوال (۲۶۷):- روزہ کی حالت میں بچہ کو بوسہ دینا کیسا ہے؟

جواب:- کوئی حرج نہیں ہے، دے سکتا ہے۔ (مستفاد: آپ کے مسائل اور اُن کا حل ۴/۵۸۶)

ولا بأس بالقبلة ...... الخ. (الفتاویٰ الهندیة ۱/۲۰۰)

ولا بأس بالقبلة إذا أمن علیٰ نفسه أي من الجماع أو الإنزال. (الجوهرة النیرة ۱/۱۷۰)

○ روزہ کی حالت میں زیادہ مقدار میں خون نکل جانا

سوال (۲۶۸):- کثیر مقدار میں خون نکل گیا، اس سے روزہ پر فرق پڑے گا؟

جواب:- محض خون نکلنے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا، لیکن بالقصد زیادہ خون نکلوانا جس کی بنا پر کمزوری ہوجائے، مناسب نہیں ہے۔ (مستفاد: کتاب المسائل ۲/۱۵۳، فتاویٰ قاسمیہ ۱۱/۴۸۶)

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما أنه ذکر عنده الوضوء من الطعام، قال الأعمش: مرة والحجامة للصائم، فقال: إنما الوضوء مما یخرج ولیس مما یدخل، وإنما الفطر مما دخل ولیس مما خرج. (السنن الکبریٰ للبیهقي / باب الوضوء من من الدم یخرج من أحد السبیلین الخ ۱/۲۷۱ رقم: ۵۶۷)

عن ثابت البناني قال: سئل أنس بن مالک أکنتم تکرهون الحجامة للصائم؟ قال: لا، إلا من أجل الضعف. (صحیح البخاري ۱/۲۶۰ رقم: ۱۸۹۹)

ولا بأس بالحجامة إن أمن علیٰ نفسه الضعف، أما إذا خاف فإنه یکره.

(الفتاویٰ الهندیة ۱/۱۹۹، قاضي خان ۱/۲۰۸، وکذا في مراقي الفلاح ۳۶۱)

○ روزہ میں کلی کرنے کے بعد پانی کا اثر باقی رہنا

سوال (۲۶۹):- صائم جب وضو کرتا ہے تو کلی کرنے کے بعد پانی کا اثر منہ میں باقی رہتا ہے، تو کیا نگل سکتا ہے؟

جـــواب:- پہلے اچھی طرح تھوک دے، اس کے بعد نگلے، اور اگر پانی کا باقاعدہ اثر محسوس کرتے ہوئے نگلے گا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

أما المفطرات فهي خمسة ...... وصول مائع إلى الحلق من فم أو أنف أو أذن عمدًأ أو سهوًا أو خطأ أو غلبة كماء المضمضمة أو السواك. (الفقه الإسلامي وأدلته ٥٨٠/٢)

وإن تمضمض أو استنشق فدخل الماء جوفه إن كان ذاكرًا لصومه فسد صومه وعليه القضاء، وإن لم يكن ذاكرًا لا يفسد صومه، كذا في الخلاصة وعليه الاعتماد. (الفتاویٰ الهندية ٢٠٢/١)

ولو بقي بلل بعد المضمضة فابتلعه مع البزاق لم يفطره. (الفتاویٰ الهندية ٢٠٣/١)

○ روزہ میں قے کا حکم

سوال (۲۷۰):- روزے کی حالت میں قے کا کیا حکم ہے؟

جـــواب:- خودبخود قے ہوجائے تو اس سے روزہ نہ ٹوٹے گا؛ البتہ اگر قصداً منہ بھر کر قے کرے گا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (کتاب النوازل ۳۸۹/۶)

وإن ذرعه القيء وخرج ولم يعد لا يفطر مطلقًا ملأ أو لا، فإن عاد بلا صنعه ولو هو ملأ الفم مع تذكره للصوم لا يفسد، خلافاً للثاني، وإن أعاده أفطر إجماعًا إن ملأ الفم وإلا لا، هو المختار. وإن استقاء أي طلب القي عامدًا أي متذكرًا لصومه إن كان مِلء الفم فسد بالإجماع مطلقًا، وإن أقل لا، عند الثاني وهو الصحيح. لكن ظاهر الرواية كقول محمدؒ إنه يفسد كما في الفتح عن الكافي. (الدر المختار، كتاب الصوم / باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده ٣٩٢/٣-٣٩٣ زكريا، مراقي الفلاح / باب في بيان ما لا يفسد الصوم ٣٦٢ كراچی، ٦٦٢ دار الكتاب ديوبند، الهداية ٢١٨/١، البحر الرائق ٢٧٤/٢ كراچی)

وإن استقاء عمدًا وخرج إن كان مل الفم فسد صومه بالإجماع ...... وإن كان أقل من مل فمه أفطر عند محمدؒ ...... ولا يفطر عند أبي يوسف وهو المختار عند بعضهم؛ لكن ظاهر الرواية كقول محمد ذكره في الكافي. (فتح القدير ٣٤٠/٢ بيروت)

○ روزہ کی حالت میں گل منجن استعمال کرنا

سوال (۲۷۱):- بعض لوگ روزہ کی حالت میں گل کرتے ہیں، اور اُن کو اُس سے لذت بھی ملتی ہے، تو کیا اُن کا روزہ ہوگا؟

جواب:- روزہ میں گل منجن استعمال کرنا سخت مکروہ ہے، اور اگر اُس کا کوئی ذرہ پیٹ میں چلا گیا تو روزہ یقیناً ٹوٹ جائے گا۔ (کتاب المسائل ۲/۴/۱۷۴، کتاب النوازل ۶/۳۷۵، فتاویٰ قاسمیہ ۱۱/۴۷۸، فتاویٰ دار العلوم دیوبند ۶/۴۰۴)

عن عطاء قال: ولا يمضغ العلك، فإن ازداد ريق العلك لا أقول أنه يفطر؛ ولكنه ينهى عنه. (صحيح البخاري ۲۵۹/۱)

وكره له ذوق شيء وكذا مضغه (الدر المختار) وفي الشامية: الظاهر أن الكراهة في هذه الأشياء تنزيهية. (الدر المختار مع الشامي ۳/۳۹۵ زكريا، ۲/۳۰۲ بيروت)

○ گل منجن کھانے سے روزہ ٹوٹ جائے گا

سوال (۲۷۲):- گل کو تمباکو کی طرح کھایا جاتا ہے، تو کیا اُس سے روزہ ٹوٹے گا یا نہیں؟

جواب:- اگر گل منجن کھالیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (کتاب النوازل ۶/۳۵۷، فتاویٰ قاسمیہ ۱۱/۴۷۸)

وكره مضغ علك نص عليه مع أبيض ممضوغ ملتئم (الدر المختار) وفي الشامية: قال للقطع بأنه معلل بعدم الوصول، فإن كان مما يصل عادة حكم بالفساد؛ لأنه كالمتيقن. (الدر المختار مع الشامي ۳/۳۹۶ زكريا، ۲/۴۱۶ كراچی)

ولو مص الهليج فدخل البزاق حلقه لم يفسد ما لم يدخل عينه، كذا في الظهيرية، ولو مص سكرًا حتى وصل الماء حلقه فعليه الكفارة. (الفتاوىٰ الهندية ۱/۲۰۳ دار إحياء التراث العربي بيروت)

○ روزہ کی حالت میں دنت پاؤڈر استعمال کرنا

سوال (۲۷۳):- روزہ کی حالت میں پاؤڈر سے دانت صاف کرنا کیسا ہے؟

جواب:- مکروہ ہے۔ (فتاویٰ قاسمیہ ۱۱/۴۷۷)

عن عطاء قال: ولا يمضغ العلک، فإن ازداد ريق العلک لا أقول أنه يفطر؛ ولکنه ينهی عنه. (صحيح البخاري ۲۵۹/۱)

○ رمضان میں نفل کی نیت کے باوجود فرض روزہ کی ادائیگی کی وجہ؟

سوال (۲۷۴):- فرض نماز پڑھنے والے کے پیچھے نفل کی نیت کرنے سے نفل ہی ادا ہوتی ہے، مگر رمضان میں فرض روزے کے دوران نفل روزے کی نیت کرنے سے فرض روزہ ہی ادا ہوتا ہے، ایسا کیوں؟

جواب:- اصل میں بات یہ ہے کہ وقت کی تین قسمیں ہیں:

(۱) وقت ظرف:- یہ وہ وقت ہے جس میں دوسری عبادت کرنے کی بھی گنجائش ہو، مثلاً ظہر کا وقت ہے یہ اس کو پوری طرح سے گھیرے ہوئے نہیں ہے، اس وقت میں ظہر کے علاوہ دیگر نمازیں بھی پڑھی جاسکتی ہیں۔ وقت ظرف میں متعین عبادت کی نیت لازمی اور ضروری ہے، یعنی جو بھی آپ نیت کررہے ہیں، فرض ہو تو فرض، نفل ہو تو نفل، اس کی ادائیگی ہوجائے گی؛ کیوں کہ یہ وقت ہر طرح کی عبادت کی صلاحیت رکھتا ہے۔

(۲) وقت معیار:- یہ وہ وقت ہے جس کے پورے وقت میں ایک ہی عبادت ادا کی جاسکتی ہو، مثلاً ایک دن میں ایک ہی روزہ رکھا جائے گا، دو روزے نہیں ہوسکتے۔

(۳) وقت مشکل:- جیسے حج وہ اس اعتبار سے معیار ہے کہ ایک سال میں ایک ہی حج ہوسکتا ہے، اور اس اعتبار سے ظرف ہے کہ حج کے جو مناسک ہیں وہ پورے وقت کو گھیرے ہوئے نہیں ہیں؛ اِس لئے مطلق نیت سے حج فرض ادا ہوجاتا ہے؛ لیکن اگر نفل کی صراحۃً نیت کرلی تو نفل ہی ادا ہوگا۔

خلاصہ یہ کہ روزہ کا تعلق چوں کہ وقت معیار سے ہے، اور رمضان کا پورا مہینہ فرض روزوں کے لئے متعین ہے، اِس لئے اس میں نفل روزہ کی نیت کے باوجود فرض روزہ ہی ادا ہوگا۔ (نماز کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا ۲۱۰، روزے کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا ۲۰۴ کراچی)

ويصلي المتنفل خلف المفترض كذا في الهداية. (الفتاوىٰ الهندية / الفصل

الثالث في بيان من يصلح إمامًا لغيره ٨٥/١، شامي، كتاب الصلاة / باب الإمامة ٥٩٠/١ كراچی)

ويصح أداء رمضان بنية نفل وبنية مطلق ...... وبنية واجب آخر إلا في سفر أو مرض. (شرح النقاية ٤٠٧/١ كراچی)

فإن كان وقتها ظرفًا للمؤدى بمعنىٰ أنه يسعه وغيره فلا بد من التعيين كالصلاة، كأن ينوي الظهر الخ، وإن كان وقتها معيارًا لها بمعنى أنه لا يسع غيرها كالصوم في يوم رمضان، فإن التعيين ليس بشرطٍ، إن كان الصائم صحيحًا مقيمًا، فيصح بمطلق النية ونية النفل وواجبٍ آخر؛ لأن التعيين في المتعين لغوٌ الخ. وإن كان وقتها مشكلاً كوقت الحج يشبه المعيار باعتبار أنه لا يصح في السنة إلا حجةً واحدةً، والظرف باعتبار أن أفعاله لا تستغرق وقته، فيثاب بمطلق النية نظرًا إلى المعيارية، وإن نوىٰ نفلاً وقع عما نوىٰ نظرًا إلى الظرفية. (الأشباه والنظائر ١١١-١١٤ زكريا)

○ روزہ کی حالت میں ناک اور کان میں دواڈالنا

سوال (۲۷۵):- کیا ناک اور کان میں دواڈالنے سے روزہ پر کچھ فرق پڑے گا؟

جواب :- روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (کتاب المسائل ۱۶۴/۲، کتاب النوازل ۳۶۱/۶، فتاویٰ قاسمیہ ۴۸۵/۱۱ رقم: ۴۷۵۲)

ومن احتقن أو استعطَّ أو أقطر في أذنه دهنًا أفطر ولا كفارة عليه. (الهداية ٢٢٠/١، وكذا في الفتاوىٰ الهندية ٢٠٤/١ دار إحياء التراث العربي بيروت، مراقي الفلاح ٣٦٧، خانية ٢١٠/١، مجمع الأنهر ٣٥٦/١ مكتبة فقيه الأمة ديوبند، شامي / مطلب: في حكم الاستمناء بالكف ٤٠٢/٢ كراچی، شامي ٣٧٦/٣ زكريا)

إذا استعط أو أقطر في أذنه إن كان شيئًا يتعلق به صلاح البدن نحو الدهن والدواء يفسد الصوم من غير كفارة. (الفتاوىٰ التاتارخانية ٣٧٧/٣ رقم: ٤٦٢٠ زكريا، مراقي الفلاح ٦٧٢)

○❖○

مسائلِ اعتکاف

○ اعتکاف کسے کہتے ہیں؟

سوال(۲۷۶):- حضرت! اعتکاف کس کو کہا جاتا ہے؟

جواب:- ایسی مسجد میں جہاں نماز پانچ وقت باجماعت ہوتی ہو، وہاں اعتکاف کی عبادت کی نیت کر کے ٹھہرنا، اِس کو اعتکاف کہا جاتا ہے۔

هو لبث ذكر في مسجد جماعة أو لبث امرأة في مسجد بيتها بنية. (تنوير الأبصار على الشامي ۴۲۸/۳-۴۳۰ زكريا، الفتاویٰ الهندية ۲۱۱/۱ زكريا)

الاعتكاف شرعًا: اللبث في مسجد جماعة صلى فيه الخمس أوّلاً ...... مع النية. (مجمع الأنهر ۳۷۷/۱)

○ اعتکاف کی قسمیں

سوال(۲۷۷):- اعتکاف کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب:- اعتکاف تین طرح کا ہوتا ہے۔

(۱) اعتکافِ نذر، کہ آدمی نذر مانے کہ میں اتنے دن کا اعتکاف کروں گا، یہ حسبِ شرط واجب ہوتا ہے، اِس میں روزہ لازم ہے۔

(۲) اعتکاف سنتِ کفایہ: یہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا اعتکاف ہے کہ ہر آبادی کے اندر کم از کم ایک مسجد میں دس دن کے لئے کم از کم ایک آدمی کا اعتکاف کرنا سنتِ مؤکدہ علی الکفایہ ہے، اور اگر ہر مسجد میں ہو تو نور علی نور ہے، کم از کم محلّہ کی ایک مسجد میں تو ہونا ہی چاہئے، یہ متعین وقت کے لئے ہے، اور اِس میں بھی روزہ لازم ہے۔ اگر ۳۰؍ کا چاند ہو تو یہ اعتکاف ۱۰؍ دن

کا اور اگر ۲۹/ کا چاند ہوتو ۹/ دن کا ہوتا ہے۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ ۴/ ۴۹۸-۴۹۹)

(۳) اعتکاف نفل: اِس میں وقت یا مہینہ کی کوئی قید نہیں ہے، پھر یہ نفل دوطرح کا ہے، ایک نفل ہوتا ہے وقتی، اور وقتی کا مطلب یہ ہے کہ آپ ابھی مسجد میں آگئے، اور اعتکاف کی نیت کرلی، تو جب تک آپ مسجد میں رہیں گے، اعتکاف کا ثواب ملتا رہے گا، مسجد سے آپ نکل گئے تو اعتکاف ختم، یہ ہلکے درجہ کا نفل ہے۔ اور ایک نفل ہے روزہ سمیت، یہ کم از کم چوبیس گھنٹہ کا ہوتا ہے، اس میں روزہ بھی ہے، یہ نفل کامل ہے۔

هو ثلاثة أقسامٍ واجب بالنذر بلسانه ...... وسنة مؤكدة في العشر الأخير من رمضان أي سنة كفاية ...... مستحب في غيره من الأزمنة ...... وشرط الصوم لصحة الأول اتفاقًا. (الدر المختار مع الشامي ٣/ ٤٣٠-٤٣١ زكريا، كذا في الفتاوىٰ الهندية ١/ ٢١١ زكريا)

والحق أنه علىٰ ثلاثة أقسام: واجب وهو المنذور، وسنة مؤكدة وهو اعتكاف العشر الأخير من رمضان، ومستحب وهو في غيره من الأيام. (مجمع الأنهر ١/ ٣٧٦-٣٧٧)

وأقل مدة اعتكاف النفل ساعة عند محمد في الأصل، وليس الصوم شرطًا للنفل علىٰ ظاهر الرواية، حتى لو دخل المسجد بنية الاعتكاف وهو معتكف عنده. (مجمع الأنهر ١/ ٣٧٧)

والصوم شرط في الاعتكاف الواجب. (مجمع الأنهر ١/ ٣٧٧)

ثم الصوم شرط لصحة الواجب منه روايةً واحدةً، ولصحة التطوع فيما روى الحسن عن أبي حنيفة لما ذكرنا ...... وأقله علىٰ هٰذه الرواية يوم يدخل في المسجد قبل طلوع الفجر، ويخرج بعد غروب الشمس ...... وفي ظاهر الرواية عن أبي حنيفة وو قولهما أن الصوم ليس بشرط فيه وليس لأقله تقدير على الظاهر. (تبيين الحقائق ٢/ ٢٢٤)

○ آخری عشرہ کا اعتکاف کب سے شروع ہوگا؟

سوال (۲۷۸):- آخری عشرہ میں اعتکاف کس دن سے شروع ہوگا؟

جواب:- رمضان المبارک کی ۲۰؍تاریخ کی مغرب سے شروع ہوگا۔

سنة مؤكدة في العشر الأخير من رمضان أي سنة كفاية. (الدر المختار مع الشامي ٤٣٠/٣ زكريا، الفتاویٰ الهندية ٢١١/١ زكريا، مجمع الأنهر ٣٧٦/١-٣٧٧)

○ معتکف کن حالات میں مسجد سے باہر نکل سکتا ہے؟

سوال (۲۷۹):- معتکف شخص کن حالات میں مسجد سے باہر نکل سکتا ہے؟

جواب:- معتکف شخص تین طرح کی حاجات کے لئے مسجد سے باہر جاسکتا ہے:

(۱) حاجاتِ طبعیہ:- پیشاب وپائخانہ، کھانا وطعام، اگر کوئی لانے والا نہ ہو، تو گھر سے یا ہوٹل سے کھانا بھی لاسکتا ہے۔

(۲) حاجاتِ شرعیہ:- اس کی شکل یہ ہے کہ جس مسجد میں اعتکاف ہورہا ہو، وہاں جمعہ کی نماز نہ ہوتی ہو، تو دوسری مسجد میں وقت کی رعایت کے ساتھ جائے پھر جمعہ کی نماز پڑھ کر واپس آئے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۳۰۶/۱۵ میرٹھ)

(۳) حالتِ اضطراری:- مثلاً مسجد میں آگ لگ جائے، یا زلزلہ آجائے، تو ضروری ہے کہ مسجد سے نکل کر اپنا بچاؤ کرے، اور فوراً دوسری مسجد میں چلا جائے۔

حضرت اِمام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مذکورہ تینوں وجوہات کے علاوہ اگر ایک منٹ کے لئے بھی مسجد کے علاوہ باہر رہا تو اعتکاف ختم ہوجائے گا۔ اور حضراتِ صاحبینؒ کے نزدیک آدھے دن سے کم تک اگر مسجد کے باہر رہا تو اعتکاف ختم نہیں ہوگا، اس سے زیادہ باہر رہا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

ولا يخرج المعتكف من المسجد إلا لحاجة لازمة شرعية كالجمعة أو لحاجة طبعية كالبول والغائط. (خانية على الفتاویٰ الهندية ٢٢١/١، ملتقى الأبحر على مجمع الأنهر ٣٧٨/١)

حرم عليه الخروج إلا لحاجة الإنسان طبعية كبول وغائط وغسل لو احتلم، ولا يمكنه الاغتسال في المسجد أو شرعية كعيد وأذان …… والجمعة؛ لكن في النهر وغيره جعل عدم الفساد لانهدامه وبطلان جماعته وإخراجه كرهًا استحسانًا. (الدر المختار مع الشامي ٤٣٥/٣-٤٣٩ زكريا، الفتاویٰ الهندية ٢١٢/١ زكريا)

ولا يخرج المعتكف من المسجد إلا لحاجة الإنسان كالطهارة ومقدماتها …… أو الجمعة …… أما لو خرج بعذرٍ شرعي كانهدام المسجد أو تفرق أهله بحيث بطلت الجماعة منه …… فدخل آخر من ساعته لم يفسد اعتكافه استحسانًا. (مجمع الأنهر ٣٧٨/١-٣٧٩)

○ معتکف کا غسل کے لئے مسجد سے باہر نکلنا

سوال (۲۸۰):- کیا معتکف واجب غسل کے علاوہ غسل کے لئے مسجد سے نکل سکتا ہے؟

جواب:- بعض فقہاء نے جمعہ کے غسل کے لئے اجازت دی ہے، اوراس کے علاوہ عام حالات میں ٹھنڈک حاصل کرنے کے لئے غسل کی اجازت نہیں ہے؛ لیکن ہم نے ''کتاب المسائل'' میں لکھا ہے کہ کوئی آدمی ایسا ہو جو بغیر غسل کے نہیں رہ سکتا، اوراتنی بے چینی ہوجائے کہ اُس کا عبادت میں جی نہ لگے، تو حضراتِ صاحبینؒ کے قول پر عمل کرتے ہوئے گنجائش ہے کہ وہ غسل کے لئے مسجد سے باہر چلا جائے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۵۰۳/۶، احسن الفتاویٰ ۵۰۲/۴)

ولا يخرج المعتكف من المسجد إلا لحاجة لازمة شرعية كالجمعة أو لحاجة طبعية كالبول والغائط. (خانية على الفتاوىٰ الهندية ٢٢١/١)

لو خرج المعتكف عن المسجد بغير عذرٍ ساعةً بطل اعتكافه في قول أبي حنيفة، وعندهما لا يبطل حتى يكون أكثر من نصف يوم. (خانية علىٰ الفتاوىٰ الهندية / فصل في الاعتكاف ٢٢٢/١، ملتقى الأبحر على مجمع الأنهر / باب الاعتكاف ٣٧٨/١-٣٧٩، الدر المختار مع الشامي ٤٣٥/٣ زكريا)

○ معتکف کا غسل کرنا

سوال (۲۸۱):- معتکف اگر روزانہ غسل کیا کرے، تو کیا اعتکاف برقرار رہے گا یا نہیں؟

جواب:- حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ٹوٹ جائے گا، اور حضراتِ صاحبینؒ کے نزدیک گنجائش ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۵/۲۵۱، احسن الفتاویٰ ۴/۴۹۷)

فإن خرج من المسجد ولو ناسيًا ساعةً بلا عذر فسد اعتكافه عند الإمام لوجود المنافي ولو قليلاً وهو القياس ...... وعندهما لا يفسد ما لم يكن الخروج أكثر اليوم، وهو الاستحسان؛ لأن في القليل ضرورة. (مجمع الأنهر، كتاب الصوم / باب الاعتكاف ۱/۳۷۸-۳۷۹)

لو خرج المعتكف عن المسجد بغير عذر ساعة بطل اعتكافه في قول أبي حنيفة، وعندهما لا يبطل حتى يكون أكثر من نصف يوم. (خانية على الهندية / فصل في الاعتكاف ۱/۲۲۲)

○ معتکف کا فون یا واٹس اَپ سے بات کرنا

سوال (۲۸۲):- حضرت! کیا اعتکاف کرنے والا شخص فون سے یا واٹس اَپ وغیرہ سے بات کرسکتا ہے؟

جواب:- معتکف فون وغیرہ پر ضروری بات چیت کرسکتا ہے اِس میں کوئی حرج نہیں؛ لیکن اِدھر اُدھر کی فضول باتیں نہ کرے۔ (مستفاد: آپ کے مسائل اور اُن کا حل ۴/۶۳۱-۶۳۲، فتاویٰ حقانیہ ۴/۱۹۸)

لا بأس أن يتحدث بما لا إثم فيه. (الفتاویٰ الهندية / الباب السابع في الاعتكاف ۱/۲۱۲)

ويكره الكلام إلا بخير أي مما لا إثم فيه. (مجمع الأنهر، كتاب الصوم / باب الاعتكاف ۱/۳۸۰)

وأما الثالث: وهو أنه لا يتكلم إلا بخير ...... وظاهره أن المراد بالخير هنا ما لا إثم فيه، فيشمل المباح. (البحر الرائق ۲/۵۳۱ زكريا)

○ معتکف کا موبائل پر بات کرنا

سوال (۲۸۳):- اعتکاف کرنے والا شخص موبائل سے بات چیت کرسکتا ہے یا نہیں؟

جواب:- ضروری بات چیت کرسکتا ہے۔ (مستفاد: آپ کے مسائل اور اُن کا حل ۴/۶۳۱-۶۳۲، فتاویٰ حقانیہ ۴/۱۹۸)

لا بأس أن يتحدث بما لا إثم فيه. (الفتاوىٰ الهندية / الباب السابع في الاعتكاف ۱/۲۱۲)

ويكره الكلام إلا بخير أي مما لا إثم فيه. (مجمع الأنهر، كتاب الصوم / باب الاعتكاف ۱/۳۸۰)

وأما الثالث: وهو أن لا يتكلم إلا بخير ...... وظاهره أن المراد بالخير هنا ما لا إثم فيه، فيشمل المباح. (البحر الرائق ۲/۵۳۱ زكريا)

○ معتکف کا مسجد کے صحن میں بیٹھ کر قرآن پڑھنا

سوال (۲۸۴):- معتکف شخص مسجد کے صحن میں بیٹھ کر قرآن پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

جواب:- اگر صحنِ مسجد مسجد کی شرعی حدود میں ہو تو معتکف وہاں بیٹھ سکتا ہے، اور اگر صحن حدودِ مسجد سے باہر ہو تو وہاں نہیں جائے گا۔

ولا يخرج المعتكف من المسجد إلا لحاجةٍ لازمةٍ شرعيةٍ كالجمعة أو لحاجةٍ طبعيةٍ كالبول والغائط. (خانية على الفتاوىٰ الهندية / فصل في الاعتكاف ۱/۲۲۱)

○ معتکف کا سحری کے لئے مائک پر اعلان کرنا

سوال (۲۸۵):- اعتکاف کرنے والا شخص سحری میں مائک سے لوگوں کو اُٹھا سکتا ہے؟

جواب:- اگر مسجد کی حدود میں مائک رکھا ہے تو اُٹھا سکتا ہے۔

ولا يخرج المعتكف من المسجد إلا لحاجة لازمة شرعية كالجمعة أو لحاجة طبعية كالبول والغائط. (خانية على الفتاوىٰ الهندية / فصل في الاعتكاف ۱/۲۲۱)

وكذا إذا انهدم المسجد فانتقل إلىٰ مسجد آخر أو أخرجه السلطان

مكرهًا. (خانية على الفتاوىٰ الهندية / فصل في الاعتكاف ۲۲۲/۱)

لو خرج المعتكف عن المسجد بغير عذرٍ ساعةً بطل اعتكافه في قول أبي حنيفة، وعندهما لا يبطل حتى يكون أكثر من نصف يوم. (خانية علىٰ الفتاوىٰ الهندية / فصل في الاعتكاف ۲۲۲/۱، ملتقى الأبحر على مجمع الأنهر / باب الاعتكاف ۳۷۸/۱)

حرم عليه الخروج إلا لحاجة الإنسان طبعية كبول وغائط وغسل لو احتلم، ولا يمكنه الاغتسال في المسجد أو شرعية كعيد وأذان ...... والجمعة. (الدر المختار مع الشامي / باب الاعتكاف ٤٣٤/٣-٤٣٥ زكريا)

ولا يخرج المعتكف من المسجد إلا لحاجة الإنسان كالطهارة ومقدماتها ...... أو الجمعة ...... أما لو خرج بعذرٍ شرعي كانهدام المسجد أو تفرق أهله بحيث بطلت الجماعة منه ...... فدخل آخر من ساعته لم يفسد اعتكافه استحسانًا. (مجمع الأنهر، كتاب الصوم / باب الاعتكاف ۳۷۹/۱)

○ جس مسجد میں جمعہ نہ ہوتا ہو وہاں اعتکاف کرنا

سوال (۲۸٦):- گاؤں میں تین مسجدیں ہیں، جمعہ صرف دو مسجدوں میں ہوتا ہے اور اُنہیں میں لوگ اعتکاف کرتے ہیں، تیسری مسجد میں کوئی اعتکاف نہیں کرتا؛ لیکن تیسری مسجد کو گاؤں والے الگ محلّہ کے نام سے پکارتے ہیں، تو اس میں اعتکاف کا کیا حکم ہے؟

جواب:- بہتر ہے کہ ایسی مسجد جہاں جمعہ کی نماز ہوتی ہو، وہیں اعتکاف کرلیا جائے، اور جس مسجد میں جمعہ نہ ہوتا ہو وہاں بھی اعتکاف درست ہے؛ لیکن جمعہ پڑھنے کے لئے دوسری مسجد میں جانا پڑے گا۔ (مستفاد: آپ کے مسائل اور اُن کا حل ۶۳۰/۴)

ثم أفضل الاعتكاف ما كان في المسجد الحرام، ثم في مسجد النبي صلى الله عليه وسلم، ثم في بيت المقدس، ثم في الجامع. (تبيين الحقائق، كتاب الصوم / باب الاعتكاف ۲۲٥/۲، شامي ٤۲۹/۳ زكريا)

حرم عليه الخروج إلا لحاجة الإنسان طبعية أو شرعية كعيد ...... والجمعة. (الدر المختار مع الشامي / باب الاعتكاف ٤٣٤/٣-٤٣٥ زكريا)

○ حافظ تراویح کے لئے کہاں اعتکاف مناسب ہے؟

سوال (٢٨٧):- جو حافظ باہر جا کر تراویح سنائے اور اعتکاف کرنا چاہے، تو اس کی صورت کیا ہوگی؟

جواب :- جہاں تراویح سنا رہا ہے اُسی مسجد میں آخری عشرہ کا اعتکاف کرے؛ تاکہ اُسے تراویح سنانے کے لئے دوسری جگہ نہ جانا پڑے۔

ولا يخرج المعتكف من المسجد إلا لحاجةٍ لازمةٍ شرعيةٍ كالجمعة أو لحاجةٍ طبعيةٍ كالبول والغائط. (خانية على الفتاویٰ الهندية / فصل في الاعتكاف ٢٢١/١)

○ جنات کے پریشان کرنے کی وجہ سے اعتکاف توڑنا

سوال (٢٨٨):- معتکف کو جنات پریشان کرتے ہیں، اور اس نے اعتکاف توڑ دیا، تو قضاء کس طرح کرے گا؟

جواب :- اُسی دن کی قضاء کرے گا جس دن توڑا ہے، اور جنات سے بچاؤ کے لئے جو مناسب تدبیر ہو، اُسے اختیار کرسکتا ہے۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ ۵۰۱/۴)

وإذا فسد الاعتكاف الواجب وجب قضاءه، فإن كان اعتكاف شهر بعينه إذا أفطر يومًا يقضي ذلك اليوم. (الفتاویٰ الهندية / الباب السابع في الاعتكاف ٢١٣/١)

إن كان اعتكاف شهر بعينه يقضي قدر ما فسد لا غير. (البحر الرائق ٥٣٠/٢ زكريا)

○ بھول کی وجہ سے اعتکاف کے منافی عمل کرنا

سوال (٢٨٩):- معتکف شخص کو نسیان کی بیماری ہے، وہ بھولے سے گھر میں آکر سو گیا اور ضرورت کی چیزیں حاصل کرلی ہیں، پھر یاد آیا کہ میں تو معتکف ہوں، تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب :- اُس شخص کا اعتکاف باطل ہوجائے گا، نسیان بطلان سے مانع نہیں ہے۔

(مستفاد: احسن الفتاوی ۴/ ۴۹۷)

فلو خرج ولو ناسيًا ساعة بلا عذرٍ فسد. (الدر المختار مع الشامي / باب الاعتكاف ٤٣٧/٣، الفتاویٰ الهندية / الباب السابع في الاعتكاف ٢١٢/١)

فإن خرج من المسجد ولو ناسيًا ساعة بلا عذر فسد اعتكافه عند الإمام.

(مجمع الأنهر ٣٧٨/١)

○ معتکف کا نماز جنازہ میں شرکت کے لئے مسجد سے باہر نکلنا

سوال (۲۹۰):- اگر معتکف کے ماں باپ مرجائیں تو مسجد سے باہر جاکر جنازہ میں شریک ہوسکتا ہے یا نہیں؟

جواب:- ایسا شخص اگر بالقصد مسجد سے باہر نکلے گا تو حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اعتکاف ٹوٹ جائے گا؛ البتہ کسی اور ضرورت سے باہر نکلا تھا اور واپسی میں نماز جنازہ پڑھتے ہوئے اندر آگیا تو کوئی حرج نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۵/ ۲۹۸ میرٹھ)

لو خرج لجنازة يفسد اعتكافه، وكذا لصلاتها. (الفتاویٰ الهندية / الباب السابع في الاعتكاف ٢١٢/١)

خرج لجنازة وإن تعينت عليه أو لنفير عام أو لأداء شهادة ...... نعم الكلّ عذر مسقط للإثم ...... فأما في قول أبي حنيفة فاعتكافه فاسد، إذا خرج ساعة لغير غائط أو بول أو جمعة. (البحر الرائق ٥٢٩/٢ زكريا، كذا في الشامي / باب الاعتكاف ٤٣٨/٣ زكريا)

سوال (۲۹۱):- کیا معتکف نماز جنازہ جاکر پڑھ سکتا ہے؟

جواب:- اگر نماز جنازہ کی صفیں مسجد کے اندر تک آرہی ہوں، تو معتکف مسجد میں رہتے ہوئے نماز جنازہ پڑھ سکتا ہے، اسی طرح اگر استنجاء کے لئے باہر نکلا ہو اور راستہ میں جنازہ ہو تو اُس میں شریک ہوسکتا ہے؛ لیکن خاص نماز جنازہ کے لئے مسجد سے باہر نہیں نکلے گا۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ ۴/ ۴۹۹، فتاویٰ محمودیہ ۱۵/ ۲۹۸ میرٹھ)

لـو خـرج لـحاجة الإنسان ثم ذهب لعيادة المريض أو لصلاة الجنازة من غير أن يكون لذٰلک قصد؛ فإنه جائز. (البحر الرائق ٢/ ٥٢٩ زكريا، وكذا في الشامي / باب الاعتكاف ٣/ ٤٣٧ زكريا)

قـال فـي الـمـرقاة: وعند الأئمة الأربعة إذا خرج لقضاء الحاجة واتفق له عيـادة المريض والصلاة على الميت فلم ينحرف عن الطريق، ولم يقف أكثر من قـدر الـصـلاة فلم يبطل الاعتكاف وإلا بطل. (مـرقـاة المفاتيح ٤/ ٥٢٩ بيروت، ٤/ ٣٣٠ المكتبة الأشرفية ديوبند)

○ دوسرے شہر میں اعتکاف کرنے سے گاؤں والوں کا ذمہ بری نہ ہوگا

سـوال (۲۹۲):- حضرت! اگر اپنی مسجد میں نہ بیٹھ کر کہیں اور سفر کر کے دور مسجد میں اعتکاف کرے، تو گاؤں والوں سے ذمہ بری ہو جائے گا یا باقی رہے گا؟

جواب :- گاؤں والوں کا ذمہ بری نہیں ہوگا۔ (مستفاد: فتاویٰ قاسمیہ ۱۱/ ۵۵۳، فتاویٰ دار العلوم دیوبند ۶/ ۵۱۱)

قيـل سنة على الكفاية، حتى لو ترک أهل بلدة بأسرهم يلحقهم الإساء ة وإلا فلا، كالتأذين. (مجمع الأنهر، كتاب الصوم / باب الاعتكاف ١/ ٣٧٦)

سـنة مـؤكـدة في العشر الأخير من رمضان أي سنة كفاية (الدر المختار) فـإذا قـام بهـا الـبعض سقط الطلب عن الباقين فلم يأثموا. (الـدر الـمختار مع الشامي باب الاعتكاف ٣/ ٤٣٠ زكريا)

شبِ قدر

○ شبِ قدر متعین کیوں نہیں کی گئی؟

سوال (۲۹۳):- عرض ہے کہ شبِ قدر کو متعین کیوں نہیں کیا گیا؟

جواب :- اصل میں حکمتِ خداوندی اِسی کی متقاضی ہے کہ متعین نہ کیا جائے؛ تاکہ عبادات کے شوقین حضرات شبِ قدر کی تلاش میں مزید راتوں میں عبادت کریں۔ دوسرے یہ کہ اگر متعین کردی جاتی تو گناہ کے عادی لوگ جب تعین کے باوجود گناہ کرتے، تو مزید وبال کے مستحق ہوتے، اَب عدمِ تعیین کی وجہ سے یہ صورت نہیں ہے۔ (فضائل اعمال ۱/۴۴)

وإنما أخفيت ليجتهد في طلبها فينال بذٰلک أجر المجتهدين في العبادة …… ولعل الحكمة في نسيانها أن لا يشتغل الناس بتعظيمها، ويتركوا تعظيم سائر الليالي. (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح ٣١٧/٤ المكتبة الأشرفية ديوبند)

لأن ليلة القدر لو عينت في ليلة بعينها حصل الاقتصار عليها، ففاتت العبادة في غيرها. (فتح الباري / باب التماس ليلة القدر في السبع الأواخر ٢٥٩/٤ دار الفكر بيروت)

○ رمضان کی صرف ۲۷؍ویں شب میں عبادت کا اہتمام

سوال (۲۹۴):- ہر سال صرف ۲۷؍ویں رات مسجد میں جمع ہوکر رات گذارنا کیسا ہے؟

جواب :- یہ غلط ہے، صرف ۲۷؍ویں رات کا کیوں اہتمام ہے، پوری دس راتوں میں اہتمام ہونا چاہئے۔

عن عائشة رضي الله عنها قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:

قال ابن نمير: التمسوا، وقال وكيع: تحروا ليلة القدر في العشر الأواخر من رمضان. (صحيح مسلم / باب فضل ليلة القدر والحث علیٰ طلبها ۱/ ۳۷۰)

عن أبي بكرة رضي اللّٰه عنه قال: سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: التمسوها يعني ليلة القدر في تسع يبقين أو في سبع يبقين أو في خمس يبقين أو ثلاث أو آخر ليلة. (مشكاة المصابيح / باب ليلة القدر، الفصل الثاني ۱۸۲)

شبِ قدر کی علامت

سوال (۲۹۵):- حضرت! شبِ قدر کی اگر کوئی پہچان ہو تو بتلا دیجئے؟

جواب:- (۱) ایک پہچان تو یہ ہے کہ اس دن سورج بغیر کرنوں کے نکلتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ (فضائل اعمال ۱/ ۴۸)

(۲) دوسری پہچان یہ ہے کہ اس دن عبادت میں زیادہ جی لگتا ہے، اور رقت طاری ہوتی ہے، اور دعاؤں میں بہت خشوع نصیب ہوتا ہے۔

(۳) تیسری پہچان یہ ہے کہ اس دن ہلکی ہلکی بارش ہوتی ہے، یہ اکثر شبِ قدر ہونے کی پہچان ہیں۔

فقلت بأي شيء تقول ذٰلک یا أبا المنذر! قال: بالعلامة أو بالآية التي أخبرنا رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم أنها تطلع يومئذٍ لا شعاع لها. (صحيح مسلم / باب فضل ليلة القدر والحث علیٰ طلبها ۱/ ۳۷۰)

مسائلِ زکوٰۃ

○ سادات کو زکوٰۃ دینا کیوں جائز نہیں؟

سوال (۲۹۶):- سرورِ کونین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسلوں کو زکوٰۃ دینا کیوں درست نہیں ہے؟

جواب:- زکوٰۃ لوگوں کے مال کا میل کچیل ہے، اِس لئے اسے سادات کے لئے ممنوع قرار دیا گیا۔ دوسرے یہ کہ اِس میں بڑی حکمت یہ بھی ہے کہ کسی کو یہ اعتراض نہ ہو کہ زکوٰۃ سادات کو مالی فائدہ پہنچانے کے لئے مشروع ہوئی، تو جب سادات کے لئے زکوٰۃ لینا ہی منع کر دیا گیا، تو اَب اِس طرح کے مہمل اعتراض کا کوئی موقع نہ رہا۔

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم في حدیث طویل: ...... إن الصدقة لا تنبغي لآل محمد، إنما هي أوساخ الناس. (صحیح مسلم / باب تحریم الزکاۃ علیٰ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ الخ ۳۴۴/۱ رقم: ۱۰۸۲)

وفي هٰذا الحکم سرّ آخر: وهو أنه صلی اللّٰہ علیه وسلم إن أخذها لنفسهٖ، وجوّز أخذها لخاصتهٖ، والذي یکون نفعهم بمنزلة نفعهٖ، کان مظنة أن یظن الظانون، ویقول القائلون في حقه: ما لیس بحق، فأراد أن یسدَّ هٰذا الباب بالکلیة. (حجۃ اللّٰہ البالغة / باب: سر حرمة الصدقات علی النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم وعلیٰ آله ۱۳۵/۲ مکتبة حجاز دیوبند)

○ خانوادۂ نبوت کے کن اَفراد کے لئے زکوٰۃ حلال نہیں؟

سوال (۲۹۷):- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کن کن خاندان والوں کے لئے زکوٰۃ لینا درست نہیں ہے؟

جواب:- وہ پانچ خاندان ہیں: دو بنوعبدالمطلب کے، اور تین بنوابوطالب کے۔ بنوعبد المطلب میں حضرت عباس بن عبدالمطلب اور حضرت حارث بن عبدالمطلب ہیں، ان کے خاندان والوں کو زکوٰۃ اور واجب صدقہ دینا جائز نہیں ہے۔ اور تین بنوابوطالب میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور حضرت عقیل بن ابوطالب رضی اللہ عنہ ہیں، ان پانچوں خاندان والوں کی نسلوں تک میں کسی کے لئے زکوٰۃ لینا جائز نہیں ہے۔

ولا يدفع إلىٰ بني هاشم، وهم آل علي وآل عباس وآل جعفر وآل عقيل وآل الحارث بن عبد المطلب. (الفتاویٰ الهندية / الباب السابع في المصارف ۱۸۹/۱، شامي ۲۹۹/۳ زكريا)

وقيده المصنف في الكافي تبعًا لما في الهداية وشروحها بآل علي وعباس وجعفر وعقيل وحارث بن عبد المطلب، ومشى عليه الشارح الزيلعي، والمحقق في فتح القدير، وصرحا بإخراج أبي لهب وأولاده في هٰذا الحكم؛ لأن حرمة الصدقة لبني هاشم كرامةً من اللّٰه تعالىٰ لهم ولذريتهم حيث نصروه – عليه الصلاة والسلام – في جاهليتهم وإسلامهم، وأبو لهب كان حريصًا علىٰ أذى النبي صلى اللّٰه عليه وسلم فلم يستحقها بنوه. (البحر الرائق ۴۲۹/۲–۴۳۰، شامي، كتاب الزكاة / باب المصرف ۲۹۹/۳ زكريا)

○ تملیک کے بعد زکوٰۃ کی رقم فی سبیل اللہ میں لگانا

سوال (۲۹۸):- زکوٰۃ کے مال کو تملیک کے بعد فی سبیل اللہ میں استعمال کر سکتے ہیں؟

جواب:- سخت ضرورت ہو تو کر سکتے ہیں۔

والحيلة أن يتصدق بمقدار زكاته علىٰ فقير، ثم يأمره بعد ذٰلك بالصرف إلىٰ هٰذه الوجوه، فيكون للمتصدق ثواب الصدقة، ولذٰلك الفقير ثواب بناء المسجد والقنطرة. (الفتاویٰ التاتارخانية ۳۱۸/۱۰ رقم: ۱۴۸۶۱ زكريا)

والحيلة لمن أراد ذٰلک أن يتصدق ينوي الزكاة علىٰ فقير، ثم يأمره بعد ذٰلک بالصرف إلىٰ هٰذه الوجوه، فيكون لصاحب المال ثواب الصدقة، ولذٰلک الفقير ثواب هٰذا الصرف. (الفتاویٰ التاتارخانية ۲۰۸/۳ رقم: ٤١٤١ زكريا)

○ طالبِ علم کا اپنے گھر کے فطرہ کو لینا

سوال (۲۹۹):- طالبِ علم زکوٰۃ اور فطرہ اپنے گھر سے لے سکتا ہے یا نہیں؟

جواب:- والدین پر واجب فطرہ اولاد پر خرچ نہیں کیا جاسکتا، خواہ اولاد طالبِ علم کیوں نہ ہو؛ البتہ کوئی بھائی اپنے طالبِ علم بھائی پر اپنا فطرہ وغیرہ صرف کرے تو درست ہے۔

ولا يدفع إلىٰ أصله وإن علا، وفرعه وإن سفل. (الفتاویٰ الهندية / الباب السابع في المصارف ۱۸۸/۱ زكريا)

ومصرف هٰذه الصدقة ما هو مصرف الزكاة. (الفتاویٰ الهندية / الباب الثامن في صدقة الفطر وقبيل كتاب الصوم ۱۹٤/۱ زكريا)

والأفضل في الزكاة والفطر والنذور الصرف أولاً إلى الإخوة والأخوات. (الفتاویٰ الهندية / الباب السابع في المصارف ۱۹۰/۱ زكريا)

○ جس کے پاس بقدرِ ضرورت مال ہو اُس کا زکوٰۃ لینا

سوال (۳۰۰):- حضرت! اس شخص کے لئے زکوٰۃ کا مطالبہ کرنا کیسا ہے جس کے پاس بقدرِ ضرورت سامان مہیا ہو؟

جواب :- بقدرِ کفایت مال ہو تو اس کے لئے زکوٰۃ کا مطالبہ کرنا صحیح نہیں، اگر کوئی اس کو بغیر مطالبہ کے دیدے اور اس کے پاس بقدرِ نصاب مال نہ ہو، تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی؛ لیکن اگر نصاب کے بقدر مال موجود ہے، تو اب دینے سے بھی زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی، اور مطالبہ کرنا اس شخص کے لئے جائز نہیں ہے جس کے پاس اپنی ضرورت کا سامان موجود ہو، کھا پی سکتا ہو، فاقہ کشی میں مبتلا نہ ہو، اس کے لئے سوال کرنا جائز نہیں ہے۔

ولا يصح دفعها لكافرٍ وغني يملک نصابًا أو ما يساوي قيمته من أي مالٍ

كان فاضلاً عن حوائجه الأصلية. (طحطاوي علىٰ مراقي الفلاح / باب المصرف ۷۲۰ فيصل ديوبند، الدر المختار مع الشامي، كتاب الزكاة / باب المصرف ٢٩٤/٣ زكريا، تبيين الحقائق ١٢٢/٢-١٢٦، الفتاوىٰ الهندية ١٨٨/١-١٨٩، البحر الرائق ٢٤٤/٢، الهداية ٢٠٦/١)

○ سونے اور چاندی کا نصاب

سوال (۳۰۱):- حضرت! عرض ایں کہ سونے اور چاندی کا نصاب کیا ہے؟

جواب:- چاندی کا نصاب دوسو درہم ہے، آج کل کے حساب سے ۶۱۲ ر گرام ۳۶۰ ر ملی گرام ہوتے ہیں، جس کو پرانے زمانہ میں ساڑھے باون تولہ کہا جاتا تھا۔ اور سونے کا نصاب ۸۷ ر گرام ۴۸۰ ر ملی گرام ہے، جس کو پرانے زمانہ میں ساڑھے سات تولہ کہتے تھے۔ (ایضاح المسائل ۱۰۳)

عن علي رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: فإذا كانت لک مأتا درهم وحال عليها الحول ففيها خمسة دراهم وليس عليک شيء يعني في الذهب، حتى تكون لک عشرون دينارًا، فاذا كانت لک عشرون دينارًا وحال عليها الحول ففيها نصف دينار، فما زاد فبحساب ذٰلک الخ. (سنن أبي داؤد، كتاب الزكاة / باب في زكاة السائمة ٢٢١/١)

نصاب الذهب عشرون مثقالاً. (تنوير الأبصار مع الدر المختار، كتاب الزكاة / باب زكاة المال ٢٢٤/٣ زكريا، الهداية ٢١١/١)

وفي كل عشرين مثقالاً نصف مثقال. (الفتاوىٰ التاتارخانية ١٥٥/٣ زكريا)

نصاب الفضة مأتا درهم بالإجماع. (الموسوعة الفقهية ٢٦٤/٢٣ كويت)

والفضة مأتا درهم، كل عشرة دراهم وزن سبعة مثاقيل. (تنوير الأبصار مع الدر المختار، كتاب الزكاة / باب زكاة المال ٢٢٤/٣ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية ١٥٥/٣ رقم: ٣٩٧٨ زكريا)

○ زکوٰۃ کن اَموال میں فرض ہے؟

سوال (۳۰۲):- حضرت! عرض ہے کہ زکوٰۃ کن اَموال پر فرض ہے؟

جواب :- جن اَموال میں زکوٰۃ فرض ہوتی ہے اُن میں نمبر ایک پر سونا، چاندی، روپیہ، پیسہ اور مالِ تجارت ہے، یہ سب ایک جنس ہے۔ نمبر دو پر زمین کی پیداوار جن کی زکوٰۃ کو عشر یا نصف عشر کہا جاتا ہے۔ نمبر تین پر بکریاں ہیں، جس میں بھیڑ بھی شامل ہے۔ نمبر چار پر گائے، جس میں بھینس بھی شامل ہیں۔ نمبر پانچ پر اونٹ، ان پانچ قسم کے اموال پر حسبِ شرائط زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم بعث معاذًا إلى اليمن، فقال له: إنک تأتي قومًا أهل الكتاب، فأعلمهم أن اللّٰه افترض عليهم صدقة أموالهم تؤخذ من أغنيائهم وترد علىٰ فقرائهم الخ. (سنن الترمذي / باب ما جاء في كراهية أخذ خيار المال في الصدقة ١٣٦/١ رقم: ٦٦٥)

عن سالم بن عبد اللّٰه عن أبيه رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال في ما سقت السماء والعيون، أو كان عثريًا، العشر وما سقي بالنضح نصف العشر. (صحيح البخاري / باب العشر فيما يسقى من ماء السماء والماء الجاري ٢٠١/١ رقم: ١٤٨٣)

السائمة التي تجب فيها الزكاة ثلاث أقسام: الإبل والبقر والغنم. (الفتاوىٰ التاتارخانية ١٣٦/٣ رقم: ٣٩٤٠ زكريا، بدائع الصنائع ١٢٦/٢)

نصاب الغنم ضأنًا أو معزًا؛ فإنهما سواء في تكميل النصاب. (الدر المختار مع الشامي / باب زكاة الغنم ٢٠٤/٣ زكريا)

○ مستعمل زیورات پر زکوٰۃ

سوال (۳۰۳):- مستعمل زیورات جو بقدر نصاب ہے، مگر ضرورتِ اصلیہ سے زائد نہیں ہے، تو کیا اِس صورت میں بھی قربانی واجب ہے؟

جواب :- زیورات میں ضرورتِ اصلیہ کا اعتبار نہیں ہوتا ہے، یہ سب زینت میں شامل ہیں، اِس لئے جس طرح کا بھی زیور ہو اُس پر حسبِ ضابطہ زکوٰۃ اور قربانی واجب ہے۔

وشرائطها: الإسلام والإقامة واليسار الذي يتعلق به وجوب صدقة الفطر (الدر المختار) بأن ملک مأتي درهم أو عرضًا يساويهما. (الدر المختار مع الشامي /

كتـاب الأضـحية ٤٥٢/٩-٤٥٣ زكريا، ٣١٢/٦ كراچی، بدائع الصنائع ١٩٥/٤ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٢٩٢/٥، خانية ٣٤٤/٣)

○ تملیک کی صحیح شکل

سوال (۳۰۴):- حضرت! تملیک کی شکل کیا ہے؟

جواب:- اَب ہمارے مدارس میں تملیک کی تین شکلیں جاری ہیں:

(۱) پورا تھیلا پیسوں سے بھرا، پھر غریب منشیوں کو بلایا کہ یہ تم کو دے دیا، پھر اُن سے لے لیا، یہ تملیک نہیں ہے؛ بلکہ تملیک کا ڈھونگ ہے۔

(۲) دوسری وکالتِ تملیک، جس کو بعض بڑے اِداروں میں کچھ سالوں سے جاری کیا گیا ہے، کہ وہ فارم داخلہ میں لکھوا لیتے ہیں کہ میں نے مہتمم صاحب کو اجازت دی ہے کہ میری طرف سے زکوٰۃ کی رقم فنڈ سے نکال کر کے میرے اوپر خرچ کر دی جائے؛ لیکن ہم اس طریقۂ کار سے مطمئن نہیں ہیں۔ ہمارا کہنا یہ ہے کہ مدرسہ کے خزانہ سے جب طالب علم خود پیسے نکالنے کا حق دار نہیں ہے تو وہ آپ کو پیسہ نکالنے کی اجازت کیسے دے سکتا ہے؟ مثال کے طور پر ہمارا بینک میں کھاتہ ہے، ہم نے آپ کو اپنی چیک بک دے دی کہ نکال لینا، اور ہم خود بھی نکال سکتے ہیں تو نکالنے کا وکیل بنانا صحیح ہوگا؛ لیکن مدرسہ کے فنڈ سے جب ہم خود رقم نکال ہی نہیں سکتے، تو مہتمم صاحب کو وکیل کیسے بنا سکتے ہیں؟ اِس پر اہل علم حضرات کو غور کرنا چاہئے۔

(۳) تیسری شکل وہ ہے جو ہمارے یہاں مدرسہ شاہی وغیرہ میں رائج ہے، یہ فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ کی بتائی ہوئی ترتیب ہے، اور اُس کی صورت یہ ہے کہ طالبِ علم پر فیس لازم کی جائے کہ تمہارے ماہانہ کھانے کی فیس اتنی ہے، پانی کی اتنی، لائٹ کا اتنا بل ہے، جو تم کو دینا ہے، اور جب مہینہ گذر گیا تو یہ فیس تمہارے اوپر لازم ہوگئی، اب تمہارے پاس فیس نہیں ہے؛ لہٰذا تم کو زکوٰۃ کی رقم سے مدد کی جا رہی ہے، اُسے لے کر جا نہیں سکتے؛ کیوں کہ مہینہ کی فیس واجب ہوچکی۔

والحيلة أن يتصدق بمقدار زكاته علىٰ فقير، ثم يأمره بعد ذٰلک بالصرف إلىٰ هٰذه الوجوه. (الفتاویٰ التاتارخانية ۳۱۸/۱۰ رقم: ۱٤۸٦۱ زکریا)

○ پیشہ ور بھکاری کو صدقہ کرنا

سوال (۳۰۵):- اگر کسی کے پاس بقدر ضرورت مال ہو اور صحت مند بھی ہو، مگر اُس برادری کا پیشہ ہی بھیک مانگنا ہو، تو ایسے شخص کو صدقہ کرنا کیسا ہے؟

جواب:- جان بوجھ کر ایسے شخص کو صدقہ نہیں دینا چاہئے، یہی بہتر ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسَاكِيْنِ﴾ [التوبة، جزء آیت: ٦٠]

عن عبد اللّٰه بن عمرو رضي اللّٰه عنهما عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: لا تحل الصدقة لغني ولا لذي مرة سوي. (سنن الترمذي، أبواب الزكاة / باب ما جاء من لا تحل له الصدقة ۱٤۱/۱ رقم: ٦٤٧، المسند للإمام أحمد بن حنبل ۱٦٤/۲ رقم: ٦٥۳۰)

ولا إلى غني يملک قدر نصاب فارغ عن حاجته الأصلية من أي مال كان.

(الدر المختار مع الشامي / باب المصرف ۲۹٥/۳ زكريا، كذا في الفتاویٰ التاتارخانية ۲۰۹/۳ رقم: ٤۱٤۳ زكريا)

○ فقیر شخص کو پرانے کپڑے دینا

سوال (۳۰٦):- حضرت! حدیث میں ہے کہ جو چیز اپنے لئے پسند کرتے ہو، وہی دوسرے کے لئے پسند کرو، تو اس لحاظ سے فقیر کو پرانے کپڑے دینا کیسا ہے؟

جواب:- حدیث میں خود آیا ہے کہ جس کے پاس نیا کپڑا ہو، پرانا کپڑا دوسروں کو دے اور غریبوں کے لئے تو پرانا کپڑا ہی بہت ہے۔

عن عمر بن الخطاب رضي اللّٰه عنه يقول: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من ...... ثوبًا فلبسه، فقال حين يبلغ ترقوته: الحمد للّٰه الذي كساني ما أواري به عورتي وأتجمل في حياتي، ثم عمد إلى الثوب الذي أخلق أو ألقىٰ فتصدق به. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ٤٤/۱)

عن أم خالد رضي الله عنها أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أتي بكسوة فيها خميصة صغيرة، فقال: من ترون أحق بهٰذه؟ فسكت القوم، فقال: ائتوني بإم خالد، فأتي بها، فألبسها إياها، ثم قال: أبلي واخلقي مرتين. (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب ما يدعى لمن لبس ثوبًا جديدًا ۲/۵۵۸)

○ غریب آدمی کا زکوٰۃ لے کر سید پر خرچ کرنا

سوال (۳۰۷):- زکوٰۃ کا مال غریب آدمی کو دیا گیا، وہ اُس پر قابض ہونے کے بعد اُس کو سید خاندان میں ہدیہ کر دے، تو کیا حکم ہے؟

جواب:- کوئی حرج نہیں، دے سکتا ہے۔

عن قتادة سمع أنس بن مالک رضي الله عنه قال: أهدت بريرة إلى النبي صلى اللّٰه عليه وسلم لحمًا تصدق به عليها، فقال: هو لها صدقة ولنا هدية. (صحيح مسلم / باب إباحة الهدية للنبي صلى الله عليه وسلم ولبني هاشم وبني المطلب وإن كان المهدي ملكها بطريق الصدقة ۱/۳۴۵)

○ نابالغ پر زکوٰۃ واجب نہیں

سوال (۳۰۸):- اگر کسی چھوٹی بچی کے پاس نصاب کے بقدر مال ہے تو کیا اس پر زکوٰۃ اور قربانی واجب ہوگی یا نہیں؟

جواب:- نہیں ہوگی۔

وأما البلوغ والعقل فليسا من شرائط الوجوب في قولهما، وعند محمد من الشرائط، حتى لا تجب التضحية في مالهما لو موسرين. (شامي / كتاب الأضحية ۹/۴۵۸ زكريا)

والأصح أنه لا يجب ذٰلک، وليس له أن يفعله من ماله ...... والمجنون في هٰذا بمنزلة الصبي. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الأضحية / الباب الأول ۵/۲۹۳)

مسائلِ صدقۂ فطر

○ صدقۂ فطر کی مقدار

سوال (۳۰۹):- حضرت! صدقہ فطر کی شریعت میں کیا مقدار ہے؟

جواب:- صدقہ فطر اگر کھجور یا کشمش یا جو سے نکالا جائے، تو ایک صاع یعنی تین کلو ڈیڑھ سو گرام دینا ضروری ہے؛ لیکن اگر گیہوں کے حساب سے صدقہ فطر نکال رہے ہو، تو کم از کم نصف صاع یعنی ایک کلو ۵۷۵ رگرام صدقہ واجب ہوگا۔ (مستفاد: ایضاح المسائل ۹۸)

وهي نصف صاعٍ من بر أو دقيقه أو سويقه أو صاع تمر أو زبيب أو شعير. (حاشية الطحطاوي علیٰ مراقي الفلاح ٧٢٤ فيصل ديوبند)

إن الصاع من الزبيب منصوص عليه في الحديث الصحيح، فلا تعتبر فيه القيمة. (شامي / باب صدقة الفطر ٣١٩/٣ زكريا)

○ زکوٰۃ اور صدقۂ فطر کے وجوب میں کیا فرق ہے؟

سوال (۳۱۰):- زکوٰۃ اور صدقہ فطر کے وجوب میں کیا فرق ہے؟

جواب:- (۱) زکوٰۃ واجب ہوتی ہے حولانِ حول پر، یعنی نصاب پر ایک سال گذرے تو زکوٰۃ کی ادائیگی واجب ہوجاتی ہے؛ لیکن صدقہ فطر اور قربانی کے لئے نصاب پر سال گذرنا شرط نہیں ہے؛ بلکہ اگر کوئی صبح صادق کے وقت نصاب کے بقدر مالک ہوا ہو، تو اس پر بھی صدقہ فطر واجب ہوگا۔

(۲) زکوٰۃ کے لئے مالِ نامی ہونا شرط ہے، یعنی بڑھنے والا مال؛ لیکن صدقہ فطر اور قربانی کے لئے مالِ نامی ہونا شرط نہیں ہے؛ لہٰذا اگر کسی کے پاس پہننے کے کپڑے ضرورت سے زائد ہوں،

اگراس کی قیمت نصاب تک پہنچتی ہے، تو اس پر صدقہ فطر لازم ہے۔ اِسی طرح کسی کے پاس گھر ضرورت سے زائد ہے، یا برتن ہیں، جو سالوں میں کام نہیں آتے، اگراس کی قیمت نصاب تک ہوتو صدقہ فطر واجب ہے۔

(۳) زکوٰۃ صرف اپنی طرف سے واجب ہوتی ہے، جو صاحب نصاب ہو اور صدقہ فطر میں جو لوگ اس کی پرورش میں ہوں، ان سب کی طرف سے واجب ہوتی ہے، جیسے نابالغ بچے ہیں یا بالغ بچیاں ہیں، یا غلام باندی ہو، ان سب کی طرف سے صدقہ فطر واجب ہوتا ہے۔

تجب علیٰ حرٍ مسلمٍ مکلفٍ مالک لنصاب أو قیمته، وإن لم یحل علیه الحول. (طحطاوي علی مراقي الفلاح / باب صدقة الفطر ۷۲۳ فیصل دیوبند، الفتاویٰ التاتارخانیة ۴۵۳/۳ رقم: ۴۸۳۰ زکریا، الهدایة ۲۰۸/۱)

وإن کان فقیرًا فاستغنی إن کان ذٰلک قبل طلوع الشمس تجب علیه الفطرة، وإن کان بعده لا تجب علیه. (بدائع الصنائع ۲۰۶/۲، شامي ۳۲۲/۳ زکریا)

وتجب عن نفسهٖ وطفلهٖ الفقیر ...... الخ. (الفتاویٰ الهندیة / الباب الثامن في صدقة الفطر ۱۹۲/۱)

وإن کانوا أغنیاء یخرجها من مالهم. (طحطاوي علیٰ مراقي الفلاح / باب صدقة الفطر ۷۲۳ فیصل دیوبند، الهدایة ۲۰۸/۱، الفتاویٰ التاتارخانیة ۴۶۰/۳ زکریا)

○ تعمیر مسجد میں صدقۂ فطر کی رقم لگانا

سوال (۳۱۱):- مسجد تعمیر ہوتی ہو، تو اس کے لئے صدقہ فطر لینا کیسا ہے؟

جواب:- صحیح نہیں ہے۔ (کتاب النوازل ۲۰۳/۷)

عن الثوري قال: الرجل لا یعطي زکاة ماله ...... في کفن میت ولا دین میت ولا بناء مسجد......الخ. (المصنف لعبد الرزاق ۱۱۳/۴ رقم: ۷۱۷۰)

لا یصرف إلی بناء نحو مسجد کبناء القناطر والسقایات. (شامي / باب

المصرف ۳٤٤/۲ کراچی، ۲۹۱/۳ زکریا)

لا إلیٰ ذمي ...... وبناء مسجد. (البحر الرائق ۲٤۳/۲ کوئٹه، ۲/٤۲۳-٤۲٤ زکریا)

○ مدرسہ کے غریب طلبہ پر صدقۂ فطر خرچ کرنا

سوال (۳۱۲):- جب صدقہ غریبوں کے لئے ہے تو آج کل اکثر عیدگاہ میں مدرسہ کی رسید لے کر اعلان کرتے ہیں، اب دیں تو کس کو دیں؟

جواب:- مدرسہ میں تو غریب ہی پڑھتے ہیں، امراء تو اسکولوں میں بھیجتے ہیں، مدرسہ میں پڑھنے والے اکثر غرباء ہیں، اس لئے مدرسہ کے نادار طلبہ اس کے اولین مستحق ہیں، اور اس میں دوہرا ثواب ہے، ایک اشاعتِ دین کا اور ایک صدقہ کا۔ (کتاب النوازل ۱۴۱/۷، کتاب المسائل ۲۷۱/۲)

عن سلمان بن عامر عن النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم قال: إن الصدقة علی المسکین صدقة، وعلی ذي الرحم اثنتان: صدقة وصلة. (سنن النسائي، الزکاة / باب الصدقة علی الأقارب ۲۷۸/۱، سنن الترمذي ۱٤۲/۱ رقم: ٦٥۳، سنن ابن ماجة / باب فضل الصدقة ۱۳۲/۱ رقم: ۱۸٤٤)

التصدق علی الفقیر العالم أفضل من التصدق علی الجاهل. (الفتاویٰ الهندیة / الباب السابع في المصارف ۱۸۷/۱ زکریا، شامي ۳۰٤/۳ زکریا)

○ صدقۂ فطر کس پر واجب ہے؟

سوال (۳۱۳):- حضرت! صدقہ فطر کیا امیر وغریب سب پر واجب ہے؟

جواب:- صدقہ فطر سب پر واجب نہیں ہے؛ بلکہ جو شخص صاحبِ نصاب ہے، بس اُس پر اپنی طرف سے اور اپنے اہل وعیال کی طرف سے واجب ہے۔ (کتاب النوازل ۲۴۹/۷)

قال النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم: لا صدقة إلا عن ظهر غني. (ذکره البخاري تعلیقًا / تحت باب تاویل قوله: من بعد وصیة یوصی بها أو دین ۳۸٤/۱)

ولا تجب هٰذه الصدقة إلا علی حر مسلم غني، والغني أن یملک نصابًا

أو ما قيمته قيمة النصاب فاضلاً عن مسكنه. (الفتاویٰ التاتارخانية ٤٥٣/٣ رقم: ٤٨٣٠ زكريا)

تجب على حرٍ مسلمٍ مكلف مالك لنصاب أو قيمته وإن لم يحل عليه الحول. (مراقي الفلاح مع الطحطاوي / باب صدقة الفطر ٥٩٥ مصري، نور الإيضاح ٢٦٣)

○ شروع رمضان میں فطرہ ادا کرنا

سوال (۳۱۴):- بعض لوگ صدقہ فطر شروع رمضان میں ہی ادا کردیتے ہیں، تو کیا حکم ہے؟

جواب :- رمضان میں صدقہ فطر ادا کردینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (کتاب المسائل ۲۸۲/۲)

والمختار إذا دخل شهر رمضان يجوز وقبله لا يجوز، وفي الظهيرية: وعليه الفتوىٰ. (الفتاویٰ التاتارخانية ٤٥٢/٣ رقم: ٤٨٢٩ زكريا)

فإن قدموها على يوم الفطر جاز؛ لأنه أدى بعد تقرر السبب، فأشبه التعجيل في الزكاة. (الهداية ٢١١/١ المكتبة الأشرفية ديوبند)

مسائلِ حج

○ حج کی اور زکوٰۃ کی فرضیت میں کیا فرق ہے؟

سوال (۳۱۵):- حج کی فرضیت اور زکوٰۃ کی فرضیت میں فرق کیا ہے؟

جواب:- زکوٰۃ کی فرضیت اور حج کی فرضیت میں تھوڑا سا فرق ہے۔ زکوٰۃ کے لئے مالِ نامی ہونا شرط ہے، جو ضرورتِ اصلیہ سے زائد ہو، اور اُس پر ایک سال گذر جائے۔ اور حج، قربانی اور صدقۂ فطر میں مالِ نامی شرط نہیں ہے؛ بلکہ نفس مال میں جو بھی ضرورت سے زائد ہو، چاہے اُس پر سال گذرا ہو یا نہ گذرا ہو، اُس شخص پر حج، قربانی اور صدقۂ فطر واجب ہوجاتا ہے۔ اَب مثال کے طور پر ایک آدمی کے پاس دو گھر ہیں، ایک گھر میں رہتا ہے اور دوسرا گھر اُس کی ضرورت سے زائد ہے، ضرورت سے زائد ہونے کا مطلب یہ ہے کہ خالی پڑا ہوا ہو یا کرایہ پر دے رکھا ہو، مگر اُس سے جو کرایہ آتا ہے اُس پر اُس کی گذر بسر نہیں ہے، اُس کی آمدنی الگ ہے۔ یا کسی کے پاس پچاس بیگھہ زمین ہے، اُس میں سے چالیس بیگھہ کی پیداوار اُس کے لئے کافی ہوجاتی ہے، اور ۱۰؍ بیگھہ ایسی ہے کہ پیداوار نہ ہو، پھر بھی اُس کا کام چلے گا، تو یہ دس بیگھہ زائد اور فاضل سمجھی جائے گی، اور اس کی قیمت اگر حج کے خرچ کے بقدر ہو تو اُس پر حج فرض ہوجائے گا، اور یہ فرض زندگی میں صرف ایک مرتبہ ہوتا ہے، ہر سال حج کرنا ضروری اور فرض نہیں ہے؛ تاہم جو بندہ وسعت رکھتا ہو اُسے کم از کم پانچ سال میں ایک مرتبہ حج کر لینا بہتر افضل اور پسندیدہ ہے۔ (کتاب النوازل ۷؍۲۹۳)

وتفسير ملك الزاد والراحلة أن يكون له مال فاضل عن حاجته، وهو ما سوى سكنه ولبسه وخدمه وأثاث بيته قدر ما يبلغه إلى مكة. (الفتاویٰ الهندية ۱/۲۱۷ زكريا)

وشرائطها: الإسلام والإقامة واليسار الذي يتعلق به وجوب صدقة الفطر بأن

ملک مائتي درهم أو عرضا يساويها. (الدر المختار مع الشامي / کتاب الأضحية ٤٥٢/٩ زکریا)

پہلے خود حج کرے یا والدین کو کرائے؟

سوال (۳۱۶):- ایک شخص اپنی ذاتی کمائی سے صاحبِ استطاعت ہوا ہے؛ لیکن اُس کے والدین استطاعت نہیں رکھتے، تو اُس شخص پر اپنے والدین کو پہلے حج کرانا چاہئے یا خود کرنا چاہئے؟

جواب:- ایسے شخص کو اولاً خود اپنا حج ادا کرنا چاہئے؛ لہٰذا والدین کے حج پر اُس کا حج موقوف نہیں ہے، بہت سے ناواقف لوگوں میں یہ بات پھیلی ہوئی ہے کہ جب تک والدین حج وعمرہ نہ کریں تو بیٹے کا حج وعمرہ قبول نہیں، یہ غلط ہے، ایسی کوئی قید شریعت میں نہیں ہے۔ (کتاب النوازل ۵۷۰/۷-۵۷۱)

ولا تثبت الاستطاعة بالعارية والإباحة، فلو بذل الابن لأبيه الطاعة وأباح له الزاد والراحلة لا يجب عليه الحج، وكذا لو وهب مالاً ليحج به لا يجب عليه قبوله. (غنية الناسك ٢١، ومثله في البحر الرائق ٥٤٨/٢ زكريا)

إن القدرة على الزاد والراحلة لابد فيها من الملك دون الإباحة والعارية. (شامي ٤٦٠/٣ زكريا)

ومنها القدرة على الزاد والراحلة بطريق الملك أو الإجارة دون الإعارة والإباحة سواء كانت الاباحة من جهة من لا منة له عليه كالوالدين، والمولودين أو من غيرهم كالأجانب، كذا في السراج الوهاج. (الفتاویٰ الهندية ٢١٧/١)

حج کی قسمیں:

سوال (۳۱۷):- حج کی کتنی قسمیں ہیں، اور کیا کیا ہیں؟

جواب:- حج کی تین قسمیں ہیں: (۱) حج اِفراد (۲) حج تمتع (۳) حج قران۔ (انوار مناسک ۲۷۹)

قال أبو عيسىٰ: وقال الثوري: إن أفردت الحج فحسن، وإن قرنت

فحسن، وإن تمتعت فحسن. (سنن الترمذي ١٦٩/١)

وأقسام آخر للحج وههنا معركة الآراء، وهو أن التمتع والقران والإفراد كلها عبادات علينا. (العرف الشذي ١٧٠/١)

حج اِفراد کسے کہتے ہیں؟

سوال(۳۱۸):- حج اِفراد کس کو کہتے ہیں؟

جواب :- حج اِفراد میں یہ ہوتا ہے کہ میقات سے حج کا احرام باندھا جاتا ہے، اور مفرد بالحج مکہ معظّمہ پہنچنے کے بعد اولاً طوافِ قدوم وغیرہ کرے گا، اُس کے بعد منیٰ چلا جائے گا، عرفات جائے گا، واپس آکر ۱۰؍تاریخ کو بڑے شیطان کو کنکری مارے گا، اور حلال ہوجائے گا، اُس پر قربانی نہیں ہے، اور بعد میں تین دن کے اندر اندر ایک طوافِ زیارت کرے گا، پھر واپسی میں طوافِ وداع کرے گا، اِس کو حج اِفراد کہتے ہیں۔ اِس میں سب ملا کر صرف ایک عمل ہوتا ہے، اور وہ ہے حج۔ (انوار مناسک ۲۷۹)

إن الإفراد: هو أن يهل بالحج مفردًا عن العمرة. (الموسوعة الفقهية ٢٨٢/٥ كويت)

الإفراد: الإحرام بالحج وحده. (لغة الفقهاء ٨٠)

حج تمتع کسے کہتے ہیں؟

سوال(۳۱۹):- حج تمتع کس کو کہتے ہیں؟

جواب :- حج تمتع میں میقات سے عمرہ کا احرام باندھا جاتا ہے، اور متمتع مکہ معظّمہ پہنچ کر اولاً عمرے کا طواف کرتا ہے، پھر عمرے کی سعی کرتا ہے، اِس کے بعد سر مونڈوا کر حلال ہوجاتا ہے، اَب ایک عمرے کا عمل ہوگیا۔ یہ عمل حج کے مہینوں میں ہونا چاہئے جب ہی یہ تمتع ہوگا۔ اِس کے بعد ۸؍تاریخ کو دوسرا احرام حج کے لئے باندھے گا، اور پھر منیٰ چلا جائے گا، اور وہاں اپنے بقیہ اَرکان پورے کرے گا، تو اس کے اندر ایک شکل تو یہی ہوتی ہے جو بتلائی گئی۔

اور دوسری شکل یہ ہے کہ جب آدمی میقات سے جارہا ہے تو اُس کے پاس ہدی یعنی قربانی

کا جانور ہوتا ہے، اَب یہ قربانی کا جانور ساتھ لے کر آرہا ہے، جو متمتع قربانی کا جانور ساتھ لے کر آئے گا اُس کا بیچ میں احرام نہیں کھلے گا، جب تک کہ قربانی نہ ہوجائے، تو یہ تمتع کی ایک شکل ہے، اور ایک پہلی والی شکل ہے کہ جس میں درمیان میں احرام کھل جاتا ہے، اور یہ جو تمتع کی دوسری قسم ہے، یہ حج قران کی حقیقت عندالاحناف کے بالکل قریب قریب ہے۔ (انوار مناسک ۲۸۴)

وأما التمتع فهو أن يهل بعمرة مفردة من الميقات في أشهر الحج، فإذا فرغ منها أحرم بالحج من عامه. (الموسوعة الفقهية ۲۸۲/۵ كويت)

هو أن يفعل العمرة أو أكثر أشواطها في أشهر الحج ويطوف ويسعى ويحلق أو يقصر ويقطع التلبية في أول طوافه ثم يحرم للحج الخ. (شامي ۵٦۱/۳-۵٦۳، الفتاویٰ الهندية ۳۰٤/۱)

○ حج قران کی حقیقت

سوال (۳۲۰):- حج قران کس کو کہتے ہیں؟ برائے مہربانی اس کو بھی بیان فرمادیجئے!

جواب:- حج قران ہمارے نزدیک یہ ہوتا ہے کہ میقات پر احرام باندھتے وقت عمرہ اور حج کی ایک ساتھ نیت کرے، اور مکہ معظّمہ جاکر پہلے عمرہ کے اَرکان ادا کرے، اس کے بعد احرام نہ کھولے، پھر طوافِ قدوم کرے، طوافِ قدوم افراد اور قران دونوں میں ہے، پھر ۸؍ ذی الحجہ کو منیٰ آجائے اور حسب معمول عرفات اور مزدلفہ میں وقوف کرے وغیرہ۔ اور قارن کا احرام قربانی کے بعد کھل جائے گا، بہرحال حج قران میں دو طواف اور دو سعی ہیں، ایک طواف عمرے والا اور ایک طواف زیارت والا، ایک سعی عمرے والی اور ایک سعی حج والی۔

وأما القران فهو أن يحرم بالعمرة والحج معًا، فيجمع بينهما في إحرامه أو يحرم بالعمرة ثم يدخل عليها الحج قبل الطواف لها. (الموسوعة الفقهية ۲۸۲/۵ كويت)

والقران أن يهل بحجة وعمرة معًا من الميقات أو قبله في أشهر الحج أو قبلها الخ. (شامي ۵۵٤/۳-۵۵۵ زكريا، الفتاویٰ الهندية ۳۰۱/۱ كوئٹه)

○ جس شخص نے خالص حرام آمدنی سے حج کیا ہو اُس پر حج کی قضا نہیں ہے

سوال (۳۲۱):- ایک شخص خالص حرام مال سے حج کرنے کے کچھ سالوں کے بعد خالص حلال مال سے صاحبِ استطاعت ہوا ہے، تو کیا وہ پھر حج کرے گا؟

جواب:- مسئولہ صورت میں اُس کا حج فرض تو ادا ہو گیا، دوبارہ کرنا ضروری نہیں، مگر وہ حرام مال خرچ کرنے کی بنا پر مستحق ثواب نہیں ہوا؛ البتہ اگر چاہے تو بعد میں نفلی حج کرسکتا ہے۔ (کتاب النوازل ۷/۳۲۳)

ويجتهد في تحصيل نفقة حلال، فإنه لايقبل بالنفقة الحرام كما ورد في الحديث، مع أنه يسقط الفرض عنه معها، ولا تنافي بين سقوطه وعدم قبوله فلا يثاب لعدم القبول، ولا يعاقب عقاب تارك الحج. (شامي ٤٥٣/٣ زكريا)

فلا تجب بإباحة ولا بمال حرام؛ لكن لو حج به جاز؛ لأن المعاصي لاتمنع الطاعات، فإذا أتى بها لا يقال: إنها غير مقبولة، كما في مكروهات صلاة الخزانة، ذكره القهستاني. (مجمع الأنهر شرح ملتقى الأبحر ٢٦١/١ بيروت)

○ کیا استطاعت کے باوجود حج نہ کرنا موجبِ فقر ہے؟

سوال (۳۲۲):- ایک شخص نے بھرپور استطاعت کے باوجود نہ حج کیا اور نہ وصیت کی، مگر کئی مہینوں کی بیماری کے اندر لاکھوں روپیہ ختم ہوا، اب سماجی لوگ کہتے ہیں کہ حج نہ کرنے کی وجہ سے فقیر ہوا ہے، اس طرح کہنا کیسا ہے؟

جواب:- بے شک مذکورہ شخص نے کوتاہی کی؛ لیکن حج نہ کرنے کو مطلق فقر کا سبب قرار دینا صحیح نہیں ہے۔

أذكروا محاسن موتاكم وكفوا عن مساويهم. (سنن أبي داؤد ٦٧١/٢ رقم: ٤٩٠٠، مشكاة المصابيح ١٤٧/١)

وكذٰلك لو لم يحج حتى افتقر تقرر وجوبه دينًا في ذمته بالاتفاق، ولا

يسقط عنه بالفقر، سواء هلك المال أو استهلكه ووسعه أن يستقرض ويحج وإن كان غير قادرٍ علىٰ قضاءه، وإن مات قبل قضاءه، قالوا: يرجى أن لا يؤاخذه اللّٰه بذٰلك ولا يكون آثمًا إذا كان من نيته قضاء الدين إذا قدر. (غنية الناسك / فصل فيما إذا وجد شرائط الوجوب والأداء أو الوجوب ۳۹-٤۰)

○ نفلی حج کو جائے یا عمرہ کرے؟

سوال (۳۲۳):- ایک شخص نے حج فرض ادا کرلیا؛ لیکن وہ بار بار جانے کی طاقت رکھتا ہے، تو اُس کے لئے حج کرنا بہتر ہے یا عمرہ؟

جواب :- اگر پہلے اپنا فرض حج ادا کرچکا ہے تو بعد میں اُسے اختیار ہے چاہے تو عمرہ کرے یا نفلی حج کرے، جیسا موقع اور سہولت ہو اُسی اعتبار سے فیصلہ کرسکتا ہے۔ اور وسعت والے شخص کو بکثرت حج وعمرہ کرتے رہنا چاہئے، اس سے گناہوں کی مغفرت اور روزی میں برکت نصیب ہوتی ہے۔

عن أبي سعيد الخدري رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: يقول اللّٰه تبارك وتعالىٰ: إن عبدًا صححت له جسمه وأوسعت عليه في رزقه يأتي عليه خمس سنواتٍ لا يفد إلي لمحروم. (شعب الإيمان ٦/٣٣ رقم: ٣٨٣٧، صحيح ابن حبان ٦/٦ رقم: ٣٦٩٥ دار الفكر بيروت، المسند لأبي يعلىٰ ٢/٤٤ رقم: ١٠٢٧)

عن عبد اللّٰه رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: تابعوا بين الحج والعمرة فإنما ينفيان الفقر والذنوب كما ينفي الكير خبث الحديد والذهب والفضة، وليس للحجة المبرورة ثواب دون الجنة. (صحيح ابن حبان ٦/٣ رقم: ٣٦٨٥)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: الحجة المبرورة ليس لها ثواب إلا الجنة، والعمرة إلى العمرة تكفر ما بينهما. (صحيح ابن حبان ٦/٤ رقم: ٣٦٨٧ دار الكتب العلمية بيروت)

○ بچپن کا حج فرض کی طرف سے کافی نہیں

سوال (۳۲۴):- بچے کا حج ادا کرنے سے اُس کی طرف سے فرضیت ادا ہوگی یا نہیں؟

جواب:- بچپن کا حج؛ حج فرض کی طرف سے کافی نہیں ہوگا، اور اگر باشعور بچہ ہے تو وہ خود نیت کرے گا، اور اگر تین چار سال کا لڑکا ہے تو اُس کے سلے ہوئے کپڑے اُتار دئے جائیں گے، اور اُس کو احرام باندھ دیا جائے گا، اور اُس کی طرف سے اُس کا جو بھی ولی ہوگا وہ اُس کی طرف سے نیت کرلے گا؛ لیکن اگر بچہ کوئی جنایت والا کام کردے تو اُس کی طرف سے کوئی جنایت لازم نہیں ہوتی۔ (کتاب النوازل ۷/۲۹۷)

ینعقد إحرام الصبي الممیز للنفل لا للفرض، إذا أحرم بنفسہٖ، و کذا غیر الممیز إذا أحرم عنہ ولیہ، فالممیز لا یصلح النیابة عنه في الإحرام لا في أداء الأفعال إلا فیما لم یقدر علیه، فیحرم بنفسه وقضي المناسک کلها بنفسه، ویفعل کما یفعل البالغ، أما غیر الممیز فلا یصح أن یحرم بنفسه. (غنیة الناسک ۱۰۵-۱۰۶)

وینبغي للولي أن یجرده قبل الإحرام ویلبسه إزارًا ورداء وإذا أحرم له ینبغي أن تجنبه من محظورات الإحرام ولو ارتکب محظورًا لا شيء علیها. (غنیة الناسک ۱۰۶ مکتبة یادگار شیخ سهارنفور)

أما الصبي الذي یعقل الأداء فیصح منه أداء الحج بنفسه. (غنیة الناسک ۱۳)

ولو أن الصبي حج إذا کان قبل البلوغ فلا یکون ذٰلک عن حجة الإسلام ویکون تطوعًا. (الفتاویٰ الهندیة ۱/۲۱۷، وکذا في البدائع الصنائع ۲/۲۹۳، خانیة ۱/۲۸۱)

○ حکومت کی پابندی کے باوجود حج کرنا

سوال (۳۲۵):- جو لوگ سعودی حکومت کی پابندی کے باوجود بلا تصریح حج کرتے ہیں، کیا اُن کا حج ہوگا؟

جواب:- حج تو فی نفسہٖ درست ہوجائے گا؛ لیکن حکومت کے قوانین کی خلاف ورزی

مناسب نہیں، اِس میں بڑے خطرات پائے جاتے ہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ۳۲۸/۱۰ ڈابھیل، آپ کے مسائل اور اُن کا حل ۲۶۱/۵-۲۶۲، کفایت المفتی ۳۵۴/۴)

پاسپورٹ نہ بننے کی وجہ سے حج کو نہیں جاسکا

سوال (۳۲۶):- ایک شخص پیسوں اور صحت کے اعتبار سے حج کرنے کی استطاعت رکھتا ہے؛ لیکن اُس پر کوئی کیس ہے، جس کی وجہ سے اُس کا پاسپورٹ نہیں بن پاتا، تو کیا اُس پر حج کرنا ضروری ہے؟

جواب:- مذکورہ شخص پر حج کرنا تو فرض ہے، وہ مسلسل کوشش کرتا رہے، اگر اسی میں موت کا وقت آجائے تو وصیت کر کے جائے کہ میری طرف سے کسی کو حج بدل کے لئے بھیجا جائے اور اُس کا خرچ اُس کے متروکہ تہائی مال میں سے لیا جائے۔ (کتاب النوازل ۵۷۸/۷)

عن الحسن أنه قال في الرجل فرط في زكاة، وفرط في الحج حتى حضرته الوفاة، قال: كان الحسن يقول: يبدأ بالحج والزكاة ثم قال بعد: لا، ولا كرامة، يدعه حتى إذا صار المال لغيره قال: حجوا عني وزكوا عني، هو من الثلث. (السنن الكبرىٰ للبيهقي / كتاب الحج ۳۷۸/۹ رقم: ۱۲۸٦٥)

لأن الوصية بالحج تنفذ من الثلث، وهذا من توابع الوصية. (شامي ٦١٠/٢ بيروت، ٣١/٤ زكريا)

فإن كان يسع الكل تنفذ الوصية من الثلث في الكل، سواء كانت الوصايا للّٰه تعالىٰ بأن كانت الوصية بالقرب من الوصية بالحج الفرض ......، وحج التطوع. (الفتاوىٰ الهندية ١١٤/٦)

کیا حج کو جاتے وقت اپنی جائیداد تقسیم کرنا ضروری ہے؟

سوال (۳۲۷):- حج کو جاتے وقت زمین وغیرہ اولاد کے درمیان کر کے جاتے ہیں، کیا یہ ضروری ہے؟

جواب:- ضروری نہیں ہے۔(فتاویٰ قاسمیہ ۳۵۵/۲۱)

كان يتصرف في ملكه كيف شاء. (شرح المجلة ٦٥٤/١ رقم المادة: ١١٩٢)

المالک للشيء هو الذي يتصرف فيه باختياره ومشيئته. (شامي ٦٣٨/٢ زكريا، ٣٢٧/٢ كراچی)

○ حالتِ احرام میں بنے ہوئے کپڑے پہننا

سوال (۳۲۸):- حضرت! حالتِ احرام میں ہاتھ سے بنے ہوئے کپڑے پہن سکتا ہے یا نہیں، جیسے سوئیٹر، بنیان وغیرہ؟

جواب:- کوئی بھی لباس جو پہننے کے قبیل سے ہو، اُس کو احرام کی حالت میں مرد نہیں پہن سکتا، سوئیٹر ہو یا بنیائن؛ سب کا یہی حکم ہے۔(کتاب النوازل ۳۱/۷)

عن عبد اللّٰه بن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: قام رجل فقال يا رسول اللّٰه! ما ذا تأمرون أن نلبس من الثياب في الإحرام، فقال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: لا تلبسوا القميص والسراويلات ولا العمائم ولا البرانس الخ. (صحيح البخاري ٢٤٨/١ رقم: ١٨٣٨، صحيح مسلم ١٧٢/١ رقم: ١١٧٧)

إذا لبس المحرم الذكر المخيط وهو الملبوس المعمول على قدر البدن أو على قدر عضو منه بحيث يحيط به ...... لبساً معتاداً ...... فعليه الجزاء. (غنية الناسك ٢٥٠، ومثله في الفتاوىٰ الهندية ٢٤٢/١، شامي ٤٩٩/٣ زكريا)

○ احرام میں سلی ہوئی لنگی پہننا

سوال (۳۲۹):- کیا احرام کی حالت میں سلی ہوئی لنگی پہن سکتے ہیں؟

جواب:- احرام کی حالت میں سلی ہوئی لنگی پہن سکتے ہیں، مگر افضل یہ ہے کہ بغیر سلی ہوئی ہو، اور ہم لوگ یہ فتویٰ دیتے ہیں کہ جو لوگ بے سلی لنگی پہننے کے عادی نہ ہوں، اور یہ خطرہ ہو کہ اُن کا ستر کھل جائے گا، تو اُن کے لئے بہتر ہے کہ وہ سلی ہوئی لنگی پہنیں۔(کتاب النوازل ۳۵۱/۷)

الأفضل أن لا يكون فيه خياطة أصلاً، وإن زرر أحدهما أو خلّله بخلال أو ميل أو عقده بأن ربط طرفه بطرفه الاٰخر أو شده على نفسهٖ بحبل ونحوه أساء ولا شيء عليه. (غنية الناسك ٧١، شامي ٣/٤٩٩ زكريا، البحر الرائق ٢/٥٦٨ زكريا)

وإن غزر طرفيه في إزاره فلا بأس به. (غنية الناسك ٣٦ قديم)

فخرج ما خيط بعضه ببعض لا بحيث يحيط بالبدن، مثل المرفعة فلا بأس بلبسه. (غنية الناسك ٤٤ قديم)

○ عورتوں کے لئے طواف میں رمل کا حکم نہیں

سوال (۳۳۰):- جس طرح مرد طواف کرتے وقت رمل کرتے ہیں، اور سعی میں دوڑتے ہیں، کیا عورتوں کا بھی یہی حکم ہے؟

جواب:- عورتیں نہ طواف میں رمل کریں گی اور نہ سعی میں دوڑیں گی۔ (کتاب النوازل ۷/۴۰۲)

ولا يطوف بلا رمل إلا إذا تعذر لمرض، وكذا إذا تعسر لكبر وغيره.

(مناسك ملا علي القاري / صفة الطواف ١٣٤ إدارة القرآن كراچی)

ولو رمل في الكل لاشيء عليه، ويكره تنزيها لترك سنة المشى، وكذا لو مشى في الكل إلا إذا تعذر الرمل لمرض، أو تعسر لكبر أو غيره. (غنية الناسك ١٠٤)

والمرأة في جميع أفعال الحج كالرجل غير أنها لا تكشف رأسها وتسدل على وجهها شيئًا تحته عيدان كالقبة تمنع مسه بالغطاء، ولا ترفع صوتها بالتلبية، ولا ترمل، ولا تهرول في السعي بين الميلين الأخضرين؛ بل تمشي علىٰ هيئتها في جميع السعي بين الصفا والمروة. (طحطاوي علىٰ مراقي الفلاح ٧٣٨)

○ حج کی قربانی کا گوشت کون کھا سکتا ہے؟

سوال (۳۳۱):- حج کی قربانی کا گوشت صدقہ کرنا ضروری ہے یا خود بھی کھا سکتے ہیں؟

جواب:- جو قربانی تمتع اور قران کی بنیاد پر ہوتی ہے، اُس کو سب کھا سکتے ہیں، اور جو

قربانی کسی جنایت کی وجہ سے ہوتی ہے، اُس کو خود کھا نہیں سکتے؛ بلکہ فقراء میں تقسیم کرنا ضروری ہے۔ (انوار مناسک ۵۱۵)

هدي شكر، وهو هدي المتعة والقران والتطوع، وهدي جبر، وهو سائر الدماء الواجبة ما عدا هٰذه الثلاثة، ويأكل من هي المتعة والقران مطلقًا. وقوله: ومن هدي التطوع إذا بلغ الحرم. وقوله: وأما ما عدا هٰذه الثلاثة كدماء الكفارات كلها والنذور وهدي الإحصار وهدي التطوع إذا لم يبلغ الحرم فلا يجوز له الأكل منه ولو فقيرًا، ولا لمن بينهما ولادًا أو زوجية ولا نعني الخ. (غنية الناسك ٣٥٦ جديد، بدائع الصنائع ٢٢٤/٤ زكريا)

○ وقوفِ عرفہ چھوٹ جائے تو حج کیوں فوت ہوجاتا ہے؟

سوال (۳۳۲):- حضرت! وقوفِ عرفہ کے اندر کیا خصوصیت ہے کہ چھوٹ جانے پر حج ہی نہیں ہوتا؟

جواب:- حج میں دو چیزیں فرض ہیں: (۱) وقوفِ عرفات (۲) طوافِ زیارت۔

وقوفِ عرفات کے لئے ۹/ ذی الحجہ کے زوال کے بعد سے ۱۰/ ذی الحجہ کی صبح صادق کا وقت متعین ہے؛ لہٰذا اِس دوران اگر حاجی عرفہ کے میدان میں نہ پہنچ سکا تو اس کا حج فوت ہوجائے گا، اور اُس کے لئے تلافی کی کوئی شکل نہیں ہے، اِسی لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”الحج عرفة“. (حج تو وقوفِ عرفہ ہی ہے)۔

اور طوافِ زیارت کا وقت تو متعین ہے، یعنی ۱۰/ ذی الحجہ کی صبح صادق سے ۱۲/ ذی الحجہ کے غروبِ آفتاب تک؛ لیکن اِس وقت کے اندر اندر اگر طوافِ زیارت نہ کیا تو حج فوت نہیں ہوتا؛ بلکہ اُس کی تلافی کی شکل موجود ہے، وہ یہ ہے کہ بعد میں طواف کر کے دمِ جنایت دیدے۔ اور اگر معقول عذر کی وجہ سے طواف میں تاخیر ہوئی ہو تو دمِ جنایت لازم نہیں، صرف طواف کافی ہے۔ (انوار مناسک ۲۶۹)

ركن الحج: الوقوف بعرفة، وطواف الزيارة إلا أن الوقوف في الركنية

فوق طواف الزيارة؛ لأن الوقوف يؤدي في حال قيام الإحرام من كل وجه، والطواف يؤدي في حال قيام الإحرام من وجه؛ لأنه يؤدي بعد الحلق، وقد حصل التحصيل بالحلق عن جميع المحظورات إلا النساء ولأجل ذٰلک قلنا: إذا جامع قبل الوقوف بعرفة فسد حجه، وعليه القضاء، ولو جامع بعد الوقوف بعرفة قبل طواف الزيارة لا يفسد حجه ولا قضاء عليه. (الفتاویٰ التاتارخانية ۴۷۸/۳ رقم: ۴۸۹۶ زكريا)

والوقوف بعرفة أى في وقته ولو ساعة، وأكثر طواف الزيارة. قوله: وهما ركنان إلا أن الوقوف أقوى من الطواف ...... فإنه لا وجود للحج إلا بوجود ركنيه. (إرشاد الساري إلى مناسك الملا علي القاري / باب فرائض الحج ۷۳ دار الكتب العلمية بيروت)

وقت طواف الإفاضة من فجر يوم النحر إلىٰ آخر العمر بعد الوقوف بعرفة، فمتى وقف الحاج بعرفة طولب بطواف الإفاضة، أما إذا لم يقف بعرفة في وقته الآتي بيانه، فإن طواف الإفاضة لم يصح منه ويبطل حجه، ويشترط أن يطوف في أشهر الحج المعلومة وهي شوال وذو القعدة وذو الحجة، فإذا وقف بعرفة في شهر ذي الحجة ولم يطف طواف الإفاضة حتى فرغ ذٰلک الشهر كان عليه أن يطوفه في هٰذه الأشهر في سنة آخر. (الفقه على المذاهب الأربعة ۶۵۳/۱)

○ عام دنوں میں شیطان کو کنکری مارنا

سوال (۳۳۳):- کیا عام دنوں میں بھی شیطان کو کنکری مار سکتا ہے؟

جواب:- نہیں! صرف تین چار دنوں (۱۰-۱۳/ذی الحجہ) میں کنکری مارنے کی اجازت ہے، بعد میں نہیں۔

اتفق العلماء علىٰ أن وقت الرمي يوم النحر وثلاثة أيام بعدها، غير أن عند علمائنا أول وقت من حين يطلع الفجر الثاني من يوم النحر. (الفتاویٰ التاتارخانية ۵۲۲/۳-۵۲۳ رقم: ۴۹۵۴ زكريا)

أيـام الرمي أربعة: يوم النحر، ويجب فيه رمي يوم النحر لا غير وثلاثة أيام بـعـده، وهـي اليـوم الـحـادي ويسـمى يوم القر، والثاني عشر ويسمى يوم النفر الأول، والثـالـث عشر ويسمى يوم النفر الثاني، ويجب فيها رمي الجمار الثلاث وتسـمى أيام التشريق وأيام منىٰ وهي الأيام المعدودات بلا خلاف. (غنية الناسك / باب رمي الجمار، فصل في أيام الرمي ٢٣٤)

○ کنکری مارتے وقت شیطان کو برا بھلا کہنا

سوال(۳۳۴):- کنکری مارتے وقت شیطان کو کتا، کمینہ کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:- نہیں۔

فـمتـى كان الكافر في متعة وخيف أن يسب الإسلام أو النبي عليه السلام أو الـلّٰه عزوجل، فلا يحل لمسلم بسب صلبانهم ولا دينهم ولا كنائسهم. (تفسير القرآن الكريم للقرطبي ٦١/٤)

عـن أبـي هريرة رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: لا ينبغي لصديق أن يكون لعَّانًا. (مشكاة المصابيح ٤١١)

○ رمی جمار کا طریقہ

سوال(۳۳۵):- شیطان کو کنکری مارنے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب:- مسنون یہ ہے کہ رمی کرتے وقت اِس طرح کھڑا ہو کہ منیٰ کی وادی دائیں جانب اور مکہ معظّمہ بائیں جانب ہو، اور جمرہ سامنے کی طرف ہو، اور پھر سات کنکری مارے، اور ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہے، اور یہ پڑھے: ”رِضًا لِلرَّحْمٰنِ وَتَرْغِیْمًا لِلشَّیْطَانِ“ یہ طریقہ سنت ہے؛ لیکن اگر بھیڑ زیادہ ہو تو کسی طرح بھی آدمی رمی کرے، تو اُس کی رمی درست اور صحیح ہوجائے گی۔ خلاصہ یہ کہ آدمی کو کوشش کرنی چاہئے کہ سنت کے مطابق رمی کرے؛ لیکن اگر موقع نہ رہے تو بھیڑ وغیرہ کی وجہ سے جدھر سے بھی رمی کرے گا، معتبر ہوجائے گی۔ (انوار مناسک ۲۰۳)

ويـجـعـل مـنـي عـن يمينه والكعبة عن يساره ويستقبل الجمرة ثم يرميها

بيـمـيـنـه سبـعًـا بسبـع حصيات ...... ويكبر مع كل حصيات إجماعًا. (غـنية الناسك ٢٢٠-٢٢١ مكتبة يادگار شيخ سهارنفور، الفقه على المذاهب الأربعة ٦٦٦/١)

ويـجعل مكة علىٰ يساره ومنىٰ علىٰ يمينهٖ، ويستقبل الجمرة. (البحر العميق ١٦٦٨/٣، كذا في الفتاوىٰ الهندية ٢٣٣/١)

أن يـكبـر عـنـد كـل حـصاة، وفي ينابيع: يرميها بيمينه: فيقول: بسم اللّٰه واللّٰه أكبر رغمًا للشيطان وخزيه. (الفتاوىٰ التاتارخانية ٥٣٠/٣ رقم: ٤٩٦٦ زكريا)

وفـي الـخانية: فليستقبل في الرمي جمرة العقبة. (الـفتاوىٰ التاتارخانية ٥٢٩/٣ رقم: ٤٩٦٣ زكريا)

○ حج سے واپسی پر بکرے کے صدقہ کی نذر ماننا

سوال (۳۳۶):- ایک شخص نے نذر مانی کہ اگر میں حج سے صحیح سالم واپس آ گیا تو ایک بکرا صدقہ کروں گا، اَب گاؤں کے لوگ کہتے ہیں کہ ہماری مسجد میں پیسوں کی ضرورت ہے؛ لہٰذا بکرے کو فروخت کر کے مسجد میں دے دو، یہ درست ہے؟

جواب:- یہ نذر کا صدقہ ہے، اُسے مسجد میں استعمال نہیں کیا جائے گا؛ بلکہ بکرا یا اُس کی قیمت غرباء پر خرچ کی جائے گی۔

وجـميع ما ذكرنا في المصارف حكمهم سواء في الزكاة وصدقة الفطرة والنذور والكفارات والعشور. (الجوهرة النيرة ١٨٩/١ تهانوى ديوبند)

مـصـرف الـزكـاة والعشر هو فقير، وهو من له أدنىٰ شيء (الدر المختار) وفـي الشـامي: وهو مصرف أيضًا لصدقة الفطر والكفارة والنذر وغير ذٰلک من الصدقات الواجبة. (الدر المختار مع الشامي ٢٨٣/٣ زكريا)

○ دمِ جنایت ادا کرنے کی قدرت نہ ہو تو کیا کرے؟

سوال (۳۳۷):- کسی پر دم واجب ہوا ہے، اَب اُس کے پاس اتنا روپیہ نہیں کہ دم ادا

کرے، اگر ادا کرے گا تو واپس آنا مشکل ہوجائے گا، تو کیا حکم ہے؟

جواب:- اُس کے لئے حکم یہ ہے کہ واپس آجائے اور بعد میں کسی موقع پر دم ادا کرے یہ دم جنایت فوراً ادا کرنا ضروری نہیں ہے؛ البتہ جب بھی ادا کیا جائے گا وہ حدودِ حرم ہی میں ہوگا۔ حدودِ حرم کے باہر دمِ جنایت ذبح کرنا معتبر نہیں ہے۔ (فتاویٰ قاسمیہ ۱۲/۴۶۴ اشرفی، انوار مناسک ۲۲۰، کتاب المسائل ۳/۱۴۹)

وكل دم وجب عليه في شيء من أمر الحج والعمرة؛ فإنه لا يجوز ذبحه إلا بمكة أو حيث شاء من الحرم. (المسالك في المناسك / فصل في كفارة جناية الحرم والإحرام ۸۷۳/۲ دار البشاء الإسلامية)

ومنه يختص بالمكان دون الزمان وهو دم الجنايات. (حاشية شرح نقاية ۲۱٤/۱ بحواله: فتاوىٰ قاسميه ٤٦٤/١٤)

ولا يجوز ذبح الهدايا إلا في الحرم. (قدوري ۷۰)

الثامن: ذبحه في الحرم، فلو ذبح في غيره لا يجزئه عن الذبح. (غنية الناسك / فصل في شرائط كفاراتها الثلاث ١٤٠ قديم، ٢٦٢ جديد)

وكل دم يجب على الحاج ولو هديا يختص بالحرم، لقوله تعالىٰ: ﴿هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ﴾ [المائدة: ٩٥] وقال تعالىٰ: ﴿ثُمَّ مَحِلُّهَا اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ﴾ [الحج: ٣٣] والمراد الحرم فيجوز الذبح في أي موضع شاء منه. (النهر الفائق / باب الهدي ١٦٩/٢ زكريا)

○ بیماری کی وجہ سے زندگی میں حج بدل کرانا

سوال (۳۳۸):- عرض ہے کہ اگر زندگی ہی میں حج بدل ادا کرادیا، اِس بناپر کہ وہ کمزور ہے تو ادا ہوجائے گا یا نہیں؟

جواب:- ادا ہوجائے گا؛ لیکن اگر بعد میں صحت پا گیا تو پھر خود حج کرنا پڑے گا۔ (کتاب النوازل ۷/۵۶۴)

تقبل النيابة عند العجز فقط، لكن بشرط دوام العجز على الموت. (شامي ١٤/٤ زكريا)

والنيابة تجري في النوع الثالث عند العجز، ولا تجري عند القدرة، والشرط العجز الدائم إلىٰ وقت الموت. (الفتاویٰ التاتارخانية ٦٤٦/٣ زكريا)

○ کیا میت کے متعین کرنے سے حج بدل کرنے والا متعین ہوجاتا ہے؟

سوال (۳۳۹):- وصیت کردے کہ میرا حج بدل فلاں شخص کرے گا، کیا متعین کرنے سے متعین ہوجاتا ہے یا نہیں؟

جواب:- میت کے متعین کرنے سے کوئی وارث متعین نہیں ہوتا؛ بلکہ وارثین آپس میں مشورہ کرکے کسی سے بھی میت کا حجِ بدل کراسکتے ہیں۔ (انوار مناسک ۵۴۸)

المامور المعين إن عيّنه الآمر بأن قال: يحج عني فلان لا غيره، فمات فلان لم يجز حج غيره عنه، ولو لم يصرح بالمنع بأن لم يقل لا غيره، فمات فلان أحجوا عنه غيره. (غنية الناسك ٣٢٨ جديد، ١٧٦ قديم)

○ معذوری کی بنا پر بیٹے سے حج بدل کرانا

سوال (۳۴۰):- اگر باپ کو بہت کم دکھائی دیتا ہے اور سنائی بھی نہیں دیتا، اُس نے اپنے بیٹے کو حج بدل کرادیا، تو کیا حج ہوجائے گا؟

جواب:- حج درست ہوجائے گا۔ (کتاب النوازل ۵۷۵/۷)

عن زيد بن أرقم رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: قال من حج عن أبيه أو عن أمه أجزأ ذٰلک عنه وعنهما. (المعجم الكبير ٢٠٠/٥ رقم: ٥٠٨٣)

وعن جابر رضي الله عنه أنه عليه السلام قال: من حج عن أبيه وأمه فقد قضى عنه حجته، وكان له فضل عشر حجج. (سنن الدار قطني ٢٦٠/٢)

تبرع الولد بالإحجاج أو الحج بنفسه عن أبويه إذا مات وعليه حج

الـفـرض ولـم يوص به مندوب إليه جداً، لحديث ابن عباس رضي اللّٰه عنهما قال: قـال رسـول الـلّٰـه صلى اللّٰه عليه وسلم: من حج عن والديه أو قضىٰ عنهما مفرداً بعثه اللّٰه يوم القيامة مع الأبرار. (غـنية الناسك / باب الحج عن الغير ۳۲۸ إدارة القرآن كراچی، والحديث أخرجه الإمام الطبراني في المعجم الأوسط ۸/۲ رقم: ۷۸۰۰)

○ بیماری کی وجہ سے اَرکان چھوٹ گئے

سـوال (۳۴۱):- حضرت! ایک شخص فریضۂ حج ادا کرنے گیا، ابھی کچھ ہی فرائض ادا کئے تھے کہ اچانک وہ شدید بیمار ہوگیا، باقی فرائض ادا نہیں کرسکا، یہاں تک کہ ایامِ حج ختم ہوگئے، تو کیا اُس پر دوبارہ حج کرنا ضروری ہوگا یا نہیں؟ اُس کا کیا حکم ہے؟

جـواب:- یہ دیکھا جائے گا کہ اُس کا کونسا رکن چھوٹ گیا؟ اگر اُس نے وقوفِ عرفہ بیماری کی وجہ سے چھوڑ دیا تو اُس کا حج فوت ہوگیا، اَب وہ عمرہ کرکے حلال ہوجائے، اور اگر وقوفِ عرفہ کرچکا تھا، مگر رمی جمار چھوٹ گئی تو دم دینا پڑے گا، اور اگر طوافِ زیارت چھوٹ گیا تو زندگی میں کبھی بھی طواف کرکے دمِ جنایت ادا کرسکتا ہے؛ لیکن جب تک طوافِ زیارت نہ کرے گا، اُس کے لئے بیوی سے تعلق حلال نہ ہوگا۔

أمـا إذا لـم يـقف بـعـرفة في وقته الآتي بيانه؛ فإن طواف الإفاضة لم يصح ويبطل حجه. (الفقه على المذاهب الأربعة ۶۵۳/۱)

ولـم يطف طواف الإفاضة حتى فرغ ذٰلک الشهر كان عليه أن يطوفه في هٰذه الأشهر في سنة أخرىٰ. (الفقه على المذاهب الأربعة ۶۵۳/۱)

رمـي الـجـمـار واجـب كـما عرفنا، فإن تأخر عن وقته أو فات وجب دم. (الفقه الإسلامي وأدلته / سابعًا: تاخير الرمي عن وقته ۲۰۱/۳)

ولـو ترک الكل وهو المار الثلاث فيه للزمه دم عنده. (بـدائع الصنائع / فصل في حكمه إذا تأخر عن وقته ۳۲۶/۳)

○ میاں بیوی میں سے ایک حج میں بیمار ہو گئے

سوال (۳۴۲):- میاں بیوی حج کو گئے، ایک کو شدید پریشانی پیش آئی، جیسے بیماری وغیرہ، تو اَب کیا کرے گا؟

جواب:- بیمار کی تیمارداری کی جائے اور اِسی حالت میں دونوں ضروری اَرکان ومناسک ادا کریں، اور کوئی رکاوٹ ہو تو بروقت معتبر علماء سے رجوع کریں، اور اُن کے مشورہ پر عمل کریں۔

وأما الإحصار في عرف الشرع فهو منع المحرم عن الوقوف والطواف، سواء كان من العدو أو المرض الخ. (البحر العميق ٤/٢٠٦٨)

مسائلِ نکاح

○ نکاح کا مسنون طریقہ

سوال (۳۴۳):- نکاح پڑھانے کا مسنون طریقہ کیا ہے؟

جواب:- مسنون طریقہ یہ ہے کہ اولاً خطبہ پڑھا جائے، بیٹھ کر ہو یا کھڑے ہوکر پھر قاضی صاحب ایجاب وقبول کرائیں اور نوشہ قبول کرے، اِس کے بعد دونوں کو دعاؤں سے نوازا جائے۔ (کتاب النوازل ۵۸/۸)

عن ابن مسعود رضي اللّٰه عنه قال: علمنا رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم التشهد في الصلاة، والتشهد في الحاجة وذكر تشهد الصلاة قال: والتشهد في الحاجة أن الحمد للّٰه نستعينه ونستغفره ...... الخ. (رواه الترمذي وصححه) **وفي رواية البيهقي: إذا أراد أحدكم أن يخطب لحاجة من النكاح أو غيره فليقل: الحمد للّٰه نحمده ونستعينه ...... الخ.** (إعلاء السنن ٨/١١-٩ دار الكتب العلمية بيروت)

ويندب إعلانه وتقديم خطبته، وكونه في مسجد يوم جمعة بعاقد رشيد وشهود عدول. (الدر المختار ٦٦/٤-٦٧ زكريا)

وينعقد ملتبسًا بإيجاب أحدهما وقبول من الآخر. (الدر المختار ٦٩/٤ زكريا)

عن أنس رضي اللّٰه عنه أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم رأى على عبد الرحمن بن عوف أثر صفرة، قال: ما هٰذا؟ قال: إني تزوجت إمرأةً علىٰ وزن نواة من ذهب، قال: بارك اللّٰه لك أولم ولو بشاةٍ. (صحيح البخاري، كتاب النكاح / باب كيف يعي للمتزوج ٧٧٤/٢ رقم: ٤٩٦١)

کورٹ میرج کا حکم

سوال (۳۴۴):- حضرت! کورٹ میرج کے ذریعہ نکاح کا کیا حکم ہے؟

جواب :- اگر عدالت میں دو مسلمان گواہ موجود ہیں، اور لڑکا یا لڑکی نے اُن کے سامنے دوسرے سے کہہ دیا کہ میں نے تم سے نکاح کیا، اور اور دوسرے نے کہا کہ میں نے قبول کیا، تو یہ نکاح درست ہوجائے گا؛ لیکن اگر کوئی شرعی گواہ نہیں ہے، اور قبول وغیرہ کچھ بھی نہیں ہوا ہے، بس سرکاری نوٹری وکیل نے اُس کو لکھ کر دے دیا کہ میں نے ان کو میاں بیوی مان لیا، تو اِس ماننے کا کوئی اعتبار نہیں، اِسی کو کورٹ میرج کہتے ہیں، یہ درست نہیں ہے۔ (کتاب النوازل ۶۶/۸، فتاویٰ رحیمیہ ۲۴۲/۵)

وشرط سماع كل من العاقدين لفظ الأخر ليتحقق رضاهما، وشرط حضور شاهدين حرين ...... مسلمين. (الدر المختار مع الشامي / كتاب النكاح ٨٦/٤ زكريا)

من شرائط النكاح الشهادة عندنا. (الفتاویٰ التاتارخانية ٣٦/٤ رقم: ٥٤٥٣ زكريا)

وفي الكافي: ركن النكاح: الإيجاب والقبول ...... وقبول النكاح في المجلس. (الفتاویٰ التاتارخانية ٣/٤ رقم: ٥٣٦١ زكريا)

لأن الشهادة أعني حضور الشهود شرط ركن العقد. (بدائع الصنائع / كتاب النكاح ٥٢٧/٢)

تنگ دستی کی وجہ سے مال دار گھرانے میں شادی کرنا

سوال (۳۴۵):- اگر لڑکا تنگ دستی کی وجہ سے مال دار خاندان سے نکاح کرلے تو کیا اُس پر وعید ہے؟

جواب :- جو شخص تنگ دستی کی وجہ سے مال دار خاندان ڈھونڈ رہا ہے، وہ یقیناً اس وعید کا مستحق ہے، اُسے چاہئے کہ خود محنت کر کے کمائے، لڑکی والوں کے مال پر نظر نہ رکھے۔

عن أنس بن مالک رضي الله عنه يقول: سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول: من تزوج امرأة لعزها لم يزده الله إلا ذلاً، ومن تزوجها لمالها لم

يزد الله إلا فقرًا الخ. (المعجم الأوسط ١٨/٢ رقم: ٢٣٤٢، مجمع الزوائد ٢٥٤/٤)

○ جہیز کے مطالبہ کی ممانعت کی کیا دلیل ہے؟

سوال (۳۴۶):- جہیز مانگنا کیسا ہے؟ اس کی دلیل قرآن وحدیث میں کیا ہے؟

جواب:- جہیز مانگنا جائز نہیں ہے، اور دلیل یہ ہے کہ شریعت میں جو بھی خرچ ہے مرد پر ہے، عورت یا عورت والوں پر کوئی خرچ ہے ہی نہیں؛ لہٰذا جہیز کا مطالبہ کرنا ناحق اور زبردستی کی بات ہے۔ (کتاب النوازل ۴۳۷/۸)

عن أبي حرة الرقاشي عن عمه رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا لا تظلموا! ألا لا يحل مال امرء إلا بطيب نفس منه. (مشكاة المصابيح / باب الغصب والعارية، الفصل الثاني ٢٥٥، المسند للإمام أحمد بن حنبل ٧٢/٥، شعب الإيمان للبيهقي ٣٨٧/٤ رقم: ٥٤٩٢ دار الكتب العلمية بيروت)

عن أبي حميد الساعدي رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا يحل لامرئ أن يأخذ مال أخيه بغير حقه، وذٰلك لما حرم الله مال المسلم على المسلم. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ٤٢٥/٥)

لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي. (شامي ٦١/٤ كراچی، شرح المجلة رقم المادة: ٩٧ ص: ٦٢ كوئٹه)

وليس لأحد أن يجبرها علىٰ ذٰلك، فإذا قامت بالجهاز وما يلزم من أثاث وأدوات فهي متبرعة. (الموسوعة الفقهية ٢٠٦/٣٩ كويت)

○ بیویوں کے درمیان کن باتوں میں برابری ضروری ہے؟

سوال (۳۴۷):- اگر کسی شخص کی کئی بیویاں ہوں، تو اُن کے درمیان کن کن چیزوں میں عدل ضروری ہے؟

جواب:- اگر کسی کی کئی بیویاں ہوں، تو ظاہری اعتبار سے حتی الامکان انصاف کرنا

ضروری ہے، یعنی ایک رات ایک کے پاس رہے، تو دوسری رات دوسری کے پاس گذارے، کھانے پینے اور رہنے سہنے کا سامان برابر ہو؛ البتہ دلی محبت، ہمبستری اور سفر میں ساتھ لے جانے میں برابری لازم نہیں ہے۔

إن كـان لـرجـل امـرأتـان حرتان فعليه أن يعدل بينهما في القسم. (الهداية ٣٤٩/٢ المكتبة الأشرفية ديوبند)

عـن أبي هريرة رضـي الـلّـه عـنـه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إذا كـانت عند الرجل امرأتان فلم يعدل بينهما جاء يوم القيامة وشقه ساقط. (مشكاة المصابيح، كتاب النكاح / باب القسم ٢٧٩)

يـجـب ...... أن يـعـدل ...... فيـه أى فـي الـقسم بالتسوية في البيتوتة، وفي الـمـلبـوس والـمـأكـول والصحبة لا في المجامعة كالمحبة؛ بل يستحب (الدر الـمـختـار) وفـي الشـامية عـن الخانية: ومما يجب على الأزواج للنساء: العدل والتسـوية بيـنهـن فيما يملكه، والبيتوتة عندهما للصحبة، والموانسة، لا فيما لا يملكه وهو الحب والجماع. (شامي، كتاب النكاح / باب القسم ٣٧٨/٤-٣٧٩ زكريا)

عـن عـائشة رضـي الـلّـه عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يقسم بين نسـائه فيعدل، ويقول: اللّٰهم هٰذا قسمي فيما أملك ولا تُلمني فيما تملك ولا أملك. (مشكاة المصابيح، كتاب النكاح / باب القسم ٢٧٩)

○ نکاح کی اِجازت لیتے وقت لڑکی کا کتنی دیر خاموش رہنا ضروری ہے؟

سوال (۳۴۸):- لڑکی کتنی دیر خاموش رہے، تو یہ اُس کی طرف سے اجازت سمجھی جائے گی؟

جواب:- وکیل کے اِجازت لینے کے وقت کچھ دیر خاموش رہنا بھی اِجازت کی دلیل ہوگی۔

فـإن استأذنها هو أي الولي ...... أو وكيله أو رسوله أوزوجها وليها فسكتت ...... فهو إذن أي وإن لم تعلم أنه إذن. (الدر المختار مع الشامي ١٥٩/٤-١٦١ زكريا)

وإن كانت بكرًا؛ فإن رضاها يعرف بهٰذين الطريقين وبثالث وهو السكوت وهٰذا استحسان. (بدائع الصنائع، كتاب النكاح / بيان ما يرجع إلى المولى عليه ٥٠٦/٢)

فإن استأذنها الولي فسكتت أو ضحكت أو زوجها فبلغها الخبر فسكت فهو إذن أي يمضي به العقد عليها، وإن لم تدر أن السكوت رضًا. (تبيين الحقائق ٤٩٦/٢)

○ نکاح کے وقت کلمہ پڑھوانا

سوال (۳۴۹):- بہت سی جگہوں پر نکاح کے وقت لڑکے کو کلمہ پڑھایا جاتا ہے، اس کی اصلیت کیا ہے؟

جواب :- نکاح کے وقت دولہا سے کلمہ پڑھوانے کی رسم بے اصل ہے۔ کیا جس کو کلمہ پڑھایا جارہا ہے، وہ پہلے سے مسلمان نہیں ہے؟

عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: قال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هٰذا ما ليس منه فهو رد. (صحيح البخاري / باب إذا اصطلحوا على صلح جور فهو مردود ٣٧١/١ رقم: ٢٦١٩، صحيح مسلم ٧٧/٢)

○ معتدہ کا نکاح صحیح نہیں

سوال (۳۵۰):- جس عورت کا شوہر انتقال کرجائے پھر وہ عدت گذارنے سے پہلے نکاح کرلے تو وہ نکاح منعقد ہوگا یا نہیں؟

جواب:- عدت گذرنے سے پہلے کیا گیا نکاح منعقد نہیں ہوگا۔

لا يجوز نكاح منكوحة الغير ومعتدة الغير عند الكل. (الفتاویٰ التاتارخانية ٦٦/٤ رقم: ٥٥٤٤ زكريا)

لا يجوز للرجل أن يتزوج زوجة غيره، وكذلك المعتدة. (الفتاویٰ الهندية، كتاب النكاح / القسم السادس المحرمات التى يتعلق بها حق الغير ٢٨٠/١)

أما نكاح منكوحة الغير ومعتدته ...... لم يقل أحد بجوازه فلم ينعقد

أصلاً. (شامي، کتاب النکاح / باب المهر ٢٧٤/٤ زكريا)

وأما أحكام العدة فمنها: أنه لا يجوز للأجنبي نكاح المعتدة لقوله تعالىٰ:
﴿وَلاَ تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتَابُ اَجَلَهٗ﴾ (بدائع الصنائع ٣٢٢/٣-٣٢٣)

○ فون پر نکاح

سوال (۳۵۱):- لڑکا فون میں کہے کہ تو میری بیوی ہے، لڑکی نے کہا کہ میں آپ کی بیوی ہوں، اور اِدھر لڑکے کے پاس دو تین لڑکے سن لیں، تو کیا نکاح ہوجائے گا؟ جب کہ ایجاب وقبول اور گواہ بھی پائے گئے؟

جواب:- یہ نکاح منعقد نہیں ہوگا؛ کیوں کہ ایجاب وقبول کرنے والوں کا ایک مجلس میں ہونا لازمی ہے، اور یہاں ایک مجلس نہیں ہے۔ (کتاب النوازل ۷۶/۸)

ومن شرائط الإيجاب والقبول اتحاد المجلس لو حاضرين الخ. (الدر المختار / كتاب النكاح ٧٦/٤ زكريا)

ومنها أن يكون الإيجاب والقبول في مجلس واحد حتى لو اختلف المجلس بأن كانا حاضرين فأوجب أحدهما فقام الآخر عن المجلس قبل القبول أو اشتغل بعمل يوجب اختلاف المجلس لا ينعقد، وكذا إذا كان أحدهما غائبًا لم ينعقد. (الفتاویٰ الهندية، كتاب النكاح / الباب الأول ...... ٢٦٩/١ زكريا)

ومنها سماع الشاهدين كلامهما معًا، هٰكذا في فتح القدير ...... ولو سمعا كلام أحدهما دون الآخر أو سمع أحدهما كلام أحدهما والآخر كلام الآخر لا يجوز النكاح، هٰكذا في البدائع. (الفتاویٰ الهندية، كتاب النكاح / الباب الأول ...... ٢٦٨/١ زكريا، بدائع الصنائع، كتاب النكاح / عدالة الشاهدين ٥٢٧/٢ زكريا)

○ منکوحہ کا نکاح دوسرے شخص سے درست نہیں

سوال (۳۵۲):- اسکول میں پڑھنے کے زمانہ میں لڑکے اور لڑکی نے دو گواہوں کے

سامنے نکاح کرلیا، پھرلڑکا ایک سال کے لئے کہیں چلا گیا، گھر والوں کومعلوم نہیں، لڑکی کی شادی دوسری جگہ میں ہوگئی، تو اَب کیا حکم ہے؟

جواب:- مذکورہ لڑکی کی دوسری جگہ شادی جائز نہیں ہے، جب تک کہ پہلا شوہر طلاق نہ دیدے، اُس وقت تک دوسرا نکاح درست نہ ہوگا۔

لا يجوز نكاح منكوحة الغير ومعتدة الغير عند الكل. (الفتاویٰ التاتارخانية / كتاب النكاح ٦٦/٤ رقم: ٥٥٤٤ زكريا)

لا يجوز للرجل أن يتزوج زوجة غيره. (الفتاویٰ الهندية، كتاب النكاح / القسم السادس المحرمات التي يتعلق بها حق الغير ٢٨٠/١)

أما نكاح منكوحة الغير ومعتدته ...... لم يقل أحد بجوازه فلم ينعقد أصلاً. (شامي، كتاب النكاح / باب المهر، مطلب في النكاح الفاسد ٢٧٤/٤ زكريا)

○ اپنی مرضی کی شادی میں والدین کا رکاوٹ بننا

سوال (۳۵۳):- آج کل لڑکا لڑکی تعلق قائم کرتے ہیں، اور والدین اُن کے درمیان نکاح نہیں کرواتے ہیں، بعد میں خودکشی کرتے ہیں، کیا کیا جائے؟

جواب:- اگر کوئی خاص مجبوری نہ ہو، تو لڑکا لڑکی کی مرضی کے مطابق نکاح کردینا چاہئے، رکاوٹ نہ بننا چاہئے؛ البتہ کوئی معقول عذر ہو تو بات الگ ہے۔ (کتاب النوازل ۳۵۹/۸، فتاویٰ قاسمیہ ۵۵۶/۱۳)

عن أبي سعيد وابن عباس رضي الله عنهما قالا: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من ولد له ولد فليحسن إسمه وأدّبه، فإذا بلغ فليزوجه، فإن بلغ ولم يزوجه فأصاب إثمًا فإنما إثمه على أبيه. (مشكاة المصابيح / كتاب النكاح ٢٧١، شعب الإيمان للبيهقي ٤٠١/٦ رقم: ٨٦٦٦)

نفذ نكاح حرة مكلفة بلا رضا ولي (الدر المختار) أي ما باشرته من غير كفء. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الولي ١٥٥/٤ زكريا)

نفذ نكاح حرة مكلفة بلا ولي؛ لأنها تصرفت في خالص حقها، وهي من أهله لكونها عاقلة بالغة. (مجمع الأنهر ٤٨٨/١، البحر الرائق ١٠٩/٣ كوئٹه)

عن علي بن أبي طالب رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال له يا علي! ثلاثٌ لا تُؤخِّرها: الصلاة إذا اٰنت، والجنازة إذا حضرت، والأيم إذا وجدت لها كفوًا. (سنن الترمذي، كتاب الجنائز / باب ما جاء في تعجيل الجنازة ٢٠٦/١ رقم: ١٠٩٦)

○ ماں باپ کے رشتہ سے اطمینان نہ ہو تو کیا کریں؟

سوال (۳۵۴):- عرض ایں کہ اگر ماں باپ نے لڑکے یا لڑکی کا رشتہ کر دیا؛ لیکن وہ اِس رشتہ سے متفق نہیں ہیں، تو اَب کیا مسئلہ ہے؟

جواب:- والدین سے زیادہ شفیق، مہربان اور خیر خواہ اور کوئی نہیں ہوسکتا؛ لہٰذا بہتر یہی ہے کہ اِس بارے میں والدین کی بات مان لی جائے، اِسی میں عافیت ہے۔

عن أبي الدرداء قال إن رجلاً أتاه، فقال: إن لي امرأة، وإن أمي تأمرني بطلاقها، فقال أبو الدرداء رضي الله عنه: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: الوالد أوسط أبواب الجنة، فإن شئت فأضع ذٰلک الباب أو احفظه. وربما قال سفيان: إن أمي وربما قال: أبي. (سنن الترمذي / باب ما جاء من الفضل في رضا الوالدين ١٢/٢ رقم: ١٩٠٠)

عن أبي بكرة عن أبيه رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: ألا أنبئكم بأكبر الكبائر؟ قلنا: بلىٰ يا رسول الله! قال: الإشراک بالله وعقوق الوالدين، وكان متكئًا فجلس، فقال: ألا وقول الزور وشهادة الزور مرتين، فما زال يقولها حتى قلتُ: لا يسكت. (صحيح البخاري، كتاب الأدب / باب عقوق الوالدين من الكبائر ٨٨٤/٢ رقم: ٥٩٧٦ دار الفكر بيروت، سنن الترمذي ٣/٢ رقم: ١٩٠١)

○ لڑکا لڑکی کا آپس میں نکاح کرنا

سوال (۳۵۵):- اگر لڑکا اور لڑکی آپس میں نکاح کرلیں تو اُس کا کیا حکم ہے؟

جواب:- اگر وہ دونوں بالغ ہوں، اور دو گواہوں کی موجودگی میں نکاح کریں، تو اُن کا نکاح درست ہوجائے گا؛ لیکن اگر غیر کفو میں نکاح کیا تو والدین کو حق اعتراض حاصل ہوگا۔

وفي الكافي: ركن النكاح: الإيجاب والقبول ...... وقبول النكاح في المجلس. (الفتاویٰ التاتارخانية ۳/٤ رقم: ٥٣٦١ زكريا)

من شرائط النكاح الشهادة عندنا. (الفتاویٰ التاتارخانية ٣٦/٤ رقم: ٥٤٥٣ زكريا)

وشرط حضور شاهدين حرين ...... مسلمين. (الدر المختار مع الشامي / كتاب النكاح ٨٦/٤ زكريا)

عن سماک بن حرب قال: جاء رجل إلى علي رضي الله عنه، فقال: امرأة أنا وليها تزوجت بغير إذني، فقال علي رضي الله عنه: تنظر فيما صنعت إن كانت تزوجت كفوًا أجزنا ذٰلک لها، وإن كانت تزوجت من ليس لها كفوًا جعلنا ذٰلک إليک. (سنن الدار قطني ١٦٦/٣ رقم: ٣٥٣١)

الكفاءة معتبر في ابتداء النكاح للزومه أو لصحته. (شامي، كتاب النكاح / باب الكفاءة ٢٠٦/٤ زكريا)

وله أي للولي إذا كان عصبة الاعتراض في غير الكفء فيفسخه القاضي.

(شامي، كتاب النكاح / باب الولي ٥٦/٣ زكريا، ١٥٥/٤-١٥٦ كراچی)

○ دادا اور نانا کی بھتیجی سے نکاح

سوال (۳۵۶):- دادا اور نانا کے بھائی کی لڑکی سے شادی کرنا کیسا ہے؟

جواب:- جائز ہے۔

﴿وَاُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ﴾ فكأنه قال: أحللت لكم ما وراء ما ذكرنا في الكتاب وما وراء ما اكملت به البيان علىٰ لسان محمد عليه السلام. (تفسير القرطبي ١٢٤/٥ بيروت)

أي ما عدا من ذكرن من المحارم هن لكم حلال. (تفسير ابن كثير ۲۳۰/۲ زكريا)

يعني ما سوى المحرمات المذكورات في الآيات السابقة. (تفسير المظهري ۲۷٦/۲ زكريا)

مزنیہ عورت کی بھتیجی سے نکاح

سوال (۳۵۷):- اگر کسی عورت سے زنا کیا تو کیا اُس کی بھتیجی سے نکاح کرسکتا ہے یا نہیں؟

جواب :- مزنیہ عورت کی بھتیجی سے نکاح تو درست ہو جائے گا؛ کیوں کہ وہ اُس کے لئے مانع نہیں ہے؛ لیکن دونوں (پھوپھی اور بھتیجی) کو ایک ساتھ ایک نکاح میں نہیں رکھ سکتا۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَاُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ﴾ [النساء: ٢٤]

أي ما عدا من ذكرن من المحارم هن لكم حلال. (تفسير ابن كثير ۲۳۰/۲ زكريا، تفسير المظهري ۲۷٦/۲)

يعني ما سوى المحرمات المذكورات في الآيات السابقة. (تفسير المظهري ۲۷٦/۲ زكريا)

ويحل لأصول الزاني وفروعه أصول المزني بها وفروعها. (شامي، كتاب النكاح / فصل في المحرمات ۱۰۷/٤ زكريا، ۳٦/۳ كراچی، البحر الرائق ۱۷۹/۳)

غیر مسلم لڑکی سے شادی کا حکم

سوال (۳۵۸):- غیر مسلم لڑکی سے شادی کرنے میں کچھ شرائط ہوں، تو بتادیجئے؟

جواب :- غیر مسلم لڑکی اگر ہندو ہے، یعنی مشرکہ، آگ پرست یا بت پرست ہے، تو ایسی لڑکی سے نکاح کرنا کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں؛ لیکن یہودی نصرانی لڑکیوں سے شادی کرنا فی نفسہ جائز ہے؛ البتہ حالات کے خراب ہونے کی وجہ سے کراہت ضرور ہے؛ کیوں کہ اس کے ذریعہ بچوں پر غلط اثرات پڑتے ہیں؛ لہٰذا اِس سے بچنا چاہئے۔ (کتاب النوازل ۳۱۸/۸)

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا﴾ [البقرة: ٢٢١]

لا يجوز نكاح المؤمنة الكافر لقوله تعالىٰ: ﴿وَلاَ تَنْكِحُوْا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا﴾ (بدائع الصنائع ٣/٤٦٥ بيروت)

وحرم نكاح الوثنية بالإجماع، وصح نكاح كتابية ...... لا يصح نكاح عابدة كوكب لا كتاب لها ...... والمجوسية والوثنية. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / مطلب مهم في وطء السراري اللاتي يؤخذن غنيمة في زماننا ٤/١٢٥-١٣٦ زكريا)

عن نافع عن ابن عمر أنه كان يكره نكاح نساء أهل الكتاب ولا يرى بطعامهن بأسًا. (المصنف لابن أبي شيبة ٣/٤٦٣ رقم: ١٦١٥٩ دار الكتب العلمية بيروت)

ونكاح الكتابية جائز للمسلم، سواء كانت حربية أو غير حربية. (الفتاوىٰ التاتارخانية ٤/٧٠ رقم: ٥٥٥٣ زكريا)

وكل من يعتقد دينا سماويًا وله كتاب منزل كصحف إبراهيم وشيث وزبور داؤد عليه السلام، فهو من أهل الكتاب، فتجوز مناكحتهم وأكل ذبائحهم. (الفتاوىٰ الهندية / القسم السابع المحرمات بالشرك ١/٢٨١ زكريا، وكذا في البحر الرائق / فصل في المحرمات ٣/١٨٣ زكريا، الدر المختار / فصل في المحرمات ٣/٤٥ كراچی)

○ کیا دوسری شادی کے لئے پہلی بیوی سے اِجازت ضروری ہے؟

سوال (۳۵۹):- ایک شخص دوسری شادی کرنا چاہتا ہے، تو کیا پہلی بیوی سے اِجازت لینا ضروری ہے؟

جواب:- اِجازت لینا تو ضروری نہیں؛ لیکن لے لے تو اچھا ہے۔ (کتاب النوازل ۸/۱۸۹، فتاویٰ قاسمیہ ۱۲/۴۱۷، فتاویٰ دارالعلوم ۷/۲۲۵)

قال اللّٰه تبارك وتعالىٰ: ﴿فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ﴾ [النساء، جزء آيت: ٣]

قال وهب الأسدي قال: أسلمت وعندي ثمان نسوة، وقال: فذكرت ذٰلك للنبي صلى اللّٰه عليه وسلم فقال: اختر منهن أربعًا. (سنن أبي داؤد ١/٣١١ رقم: ٢٢٤١)

وللحر أن يتزوج أربعًا من الحرائر والإماء. (الهداية ۳۱۱/۲)

لڑکی کا پردۂ بکارت کسی اور وجہ سے زائل ہوگیا

سوال (۳۶۰):- جس لڑکی کا پردۂ بکارت جماع کے علاوہ کسی اور وجہ سے زائل ہوا ہو، تو کیا وہ ثیبہ کے حکم میں ہے؟

جواب:- ایسی لڑکی باکرہ کے حکم میں ہے۔

ومن زالت بكارتها بوثبة أي نَطَّةٍ أو دُرُورِ حيضٍ أو حصول جراحة أو تعنيس أي كبر بكر حقيقة كتفريق بِجبٍّ أو عِنَّة أو طلاق أو موت بعد خلوة قبل وطئ أو زنى وهٰذه فقط بكر حكمًا. (شامي ١٦٦/٤ زكريا، البحر الرائق ٢٠٥/٣ دار الكتاب)

وإن زالت بكارتها بوثبة أو حيضة أو جراحة أو تعنيس فهي في حكم الأبكار. (الفتاویٰ الهندية ٢٩٠/١)

عورت ثیبہ کب قرار پائے گی؟

سوال (۳۶۱):- کیا ثیبہ بننے کے لئے نکاح ضروری ہے یا کوئی اور بھی صورت ہے؟

جواب:- عام حالات میں تو نکاح کے بعد ہی ثیبہ کا حکم ہوتا ہے، اور اگر طویل عمر یا کسی اور بنا پر بکارت زائل ہوجائے، پھر بھی وہ عورت حکماً باکرہ ہی کے درجہ میں رہتی ہے۔

يراد بالثيوبة زوال العذرة مطلقًا بجماع أو غيره. (الموسوعة الفقهية ٦٥/١٥ كويت، قاموس الفقه ٦٨/٣)

لأنها بعد الوطء ثيب حقيقةً وحكمًا. (شامي ١٦٦/٤ زكريا)

يقال: عنت الجارية تعنس بضم النون، عنوسًا وعناسًا فهي عانس إذا طال مُكثها بعد إدراكها في منزل أهلها حتى خرجت عن عِداد الأبكار. (شامي ١٦٦/٤ زكريا)

نکاح سے قبل ولیمہ

سوال (۳۶۲):- کیا نکاح سے پہلے ولیمہ کھلا سکتے ہیں؟

جواب:- نہیں؛ یہ طریقہ غلط ہے۔ (کتاب النوازل ۸/۴۶۵)

یجوز أن یولم بعد النکاح أو بعد الرخصة، أو بعد أن یبنی بها، والثالث: هو الأولیٰ. (بذل المجهود ٤/٣٤٥)

واختلف السلف في وقتها ...... قال السبكي: والمنقول من فعل النبي ﷺ أنها بعد الدخول، وفي حديث أنس عند البخاري وغير التصريح بأنها بعد الدخول، لقوله: أصبح عروسًا بزينب فدعا القوم. (بذل المجهود ٨/٢١ دار البشاء الإسلامية)

وفي الهندية: ولا بأس بأن يدعو يومئذ من الغد وبعد الغد، ثم ينقطع العرس والوليمة كذا في الظهرية. (الفتاویٰ الهندية / الباب الثاني عشر في الهدايا ٥/٣٤٣ زكريا)

قيل: إنها تكون بعد الدخول، وقيل: عند العقد، وقيل: عندهما، واستحب أصحاب مالک أن تكون سبعة أيام، والمختار أنه على قدر حال الزوج. (مرقاة المفاتيح ٦/٢٥٠ المكتبة الأشرفية ديوبند)

○ لڑکی کے گھر ولیمہ کا حکم نہیں

سوال (۳٦۳):- لڑکی کے گھر میں کونسے دن ولیمہ کرنا چاہئے؟

جواب:- لڑکی کے یہاں تو ولیمہ کا حکم ہی نہیں، ولیمہ تو لڑکے کے یہاں ہوتا ہے؛ البتہ بلا جبر لڑکی والے مہمانوں کو کھانا کھلا دیں تو دیگر دعوتوں کی طرح یہ دعوت بھی مباح ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۷/۳۹۳ میرٹھ)

○ دولہن کے کمرہ کو پھولوں سے سجانا

سوال (۳٦۴):- دولہن کے کمرے کو پھولوں سے سجانا کیسا ہے؟ نیز گاڑی کے سجانے کی حقیقت کیا ہے؟

جواب:- یہ اِسراف میں داخل ہے؛ لیکن اگر معمولی طور پر سجائے تو زینت میں داخل ہوکر گنجائش ہوگی۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَلاَ تُسْرِفُوْا، اِنَّ اللّٰہَ لاَ یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ﴾ [الأعراف: ۳۱]

قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ: ﴿وَلاَ تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا، اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ وَکَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّہٖ کَفُوْرًا﴾ [بنی اسرائیل: ۲۷]

التبذیر: الإنفاق في المعصیة وفي غیر الحق وفي الفساد. (تفسر ابن کثیر ۱۳۸/٤ زکریا)

شادی میں گانے باجے پر بندش لگانا

سوال (۳۶۵):- شادی کے موقع پر گانا بجائے، تو سماجی لوگ زبردستی بند کرسکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:- منکر کو ختم کرنے کے لئے عملی اِقدام کا اختیار اصلاً حکومت کو حاصل ہوتا ہے کہ وہ پولیس کے ذریعہ مداخلت کرسکتی ہے۔ حکومت کے علاوہ لوگ اخلاقی دباؤ بنا کر منکرات کو روک سکتے ہیں، مثلاً اعلان کردیا جائے کہ منکرات والی شادی میں کوئی شرکت نہ کرے، وغیرہ۔

﴿وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْہَ عَنِ الْمُنْکَرِ﴾ أي بحسب طاقتک وجهدک.

(تفسیر ابن کثیر ۱۰۷/۵ زکریا)

عن أبي سعید الخدري رضي اللّٰہ عنه قال: سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: من رأی منکم منکرا فلیغیره بیده، ومن لم یستطع فبلسانه، ومن لم یستطع فبقلبه، وذٰلک أضعف الإیمان. هذا حدیث حسن صحیح. (سنن الترمذي، أبواب الفتن / باب ما جاء في تغییر المنکر بالید أو باللسان أو بالقلب ۴۰/۲ رقم: ۲۱۷۲)

گانے باجے والی شادی میں شرکت

سوال (۳۶۶):- جس شادی میں گانا بجایا جاتا ہو، اُس کی دعوت کھانا کیسا ہے؟

جواب:- صحیح نہیں ہے۔

وإن علم أولا باللعب لا یحضر أصلاً. (تنویر الأبصار مع الشامي ۵۰۲/۹ زکریا)

وإن کان هناک لعب وغناء قبل أن یحضرها فلا یحضرها؛ لأنه لا یلزمه

إجابة الدعوة إذا كان هناك منكر. (تبيين الحقائق ٣٠/٧ زكريا، البحر الرائق، كتاب الكراهية / قبيل فصل في اللبس ١٨٨/٨ كوئٹه، شامي ٥٠١/٩ زكريا)

وإن علم المدعو أن فيها لهوًا لا يجيب، سواء كان ممن يقتد به أو لا؛ لأنه لا يلزمه إجابة الدعوة إذا كان هناك منكرًا. (مجمع الأنهر ٢١٧/٤ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

❍ شادی کے دن لڑکی کیوں روتی ہے؟

سوال (۳٦۷):- لڑکی کا شادی کے دن بہت زیادہ رونے کی وجہ کیا ہے؟ لیکن ولیمہ کے دن اُن کی ہنسی نہیں رکتی!

جواب:- شادی والے دن وہ اِس لئے روتی ہے کہ اُس کے ماں باپ اور گھر والے چھوٹ رہے ہیں، اور اپنی جگہ سے دوسری جگہ لے کر جارہے ہیں۔ اور ولیمہ کے دن اِس لئے خوشی ہوتی ہے کہ اُس نے ایک نئی جگہ پر اپنا گھر آباد کیا ہے، جس سے اُسے بڑی اُمیدیں وابستہ ہوتی ہیں۔

أو بكت بلا صوت هو المختار للفتوىٰ؛ لأنه حزن علىٰ مفارقة أهلها.

(شامي ١٦٠/٤ زكريا)

إن البكاء لا يكون إلا من حزن عادة ...... لأن الإنسان إنما يضحك مما يسره. (بدائع الصنائع ٥٠٦/٢ زكريا)

❍ نرودھ لگا کر حلالہ کرنا

سوال (۳٦۸):- غلاف (نرودھ) لگا کر حلالہ کرنے سے حلالہ ہوگا یا نہیں؟

جواب:- ہاں! اِس طرح بھی حلالہ درست ہوجائے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ ۴۹۱/۱۳ ڈابھیل)

إذا لف ذكره بخرقةٍ وأدخله فرجها، فإن وجد الحرارة دخل وإلا فلا.

(الفتاویٰ الهندية ٤٧٣/١ زكريا)

وأشار بالوطئ إلىٰ أن الشرط الإيلاج بشرط كونه عن قوة نفسه، وإن كان ملفوفًا بخرقةٍ إذا كان يجد لذة حرارة المحل. (البحر الرائق ٩٤/٤ دار الكتاب ديوبند)

ولو لف قضيبه بخرقة فجامعها وهي لا تمنع من وصول حرارة فرجها إلىٰ

ذكره يحلها للأول. (تبيين الحقائق ۱٦٥/۳ زكريا)

ضعیف عورت کا حلالہ کیسے ہو؟

سوال (۳٦۹):- انتہائی ضعیف عورت کو حلالہ کی نوبت پیش آجائے، اور جوان لوگ اُس سے شادی نہ کریں، تو اَب کیا شکل ہوگی؟

جواب:- ایسی عورت یا تو حلالہ ہی نہ کرائے؛ بلکہ آئندہ تجرد کی زندگی گذار دے۔ اور اگر حلالہ کرائے گی تو وہی سب شرطیں ہوں گی جو جوان اور صحت مند عورت کے لئے ہیں۔

لا تحل مطلقة الثلاث للزوج الأول بمجرد خلوة الثاني؛ بل لا بد من وطئه. (شامي ۱۱۹/۳ كراچی)

بلا جماع حلالہ معتبر نہیں

سوال (۳۷۰):- مطلقہ ثلاثہ عورت ایسے آدمی سے شادی کرے جو جماع کے قابل نہ ہو، تو اُس کے طلاق دینے کے بعد پہلے شوہر کے پاس آسکتی ہے یا نہیں؟

جواب:- حلالہ کی صحت کے لئے دوسرے شوہر کا جماع کرنا لازم ہے؛ لہٰذا جماع کے بغیر اگر وہ طلاق دے گا تو وہ عورت پہلے شوہر کے لئے حلال نہ ہوگی۔ (کتاب النوازل ۴۲٦/۹-۴۲۸)

قال الله تعالیٰ: ﴿حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ﴾ [البقرة، جزء آیت: ۲۳۰]

عن عائشة رضي الله عنها قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا طلّق الرجل امرأته ثلاثًا لم تحل له حتى تنكح زوجًا غيره، ويذوق كل واحد منهما عسيلة صاحبه. (سنن الدار قطني ۲۱/٤ رقم: ۳۹۳۲ بيروت)

ثم اعلم أن اشتراط الدخول ثابت بالإجماع، فلا يكفي مجرد العقد. (شامي ٤۱/٥ زكريا)

لم تحل له حتى تنكح زوجًا غيره نكاحًا صحيحًا فيدخل بها. (الفتاویٰ الهندية ٤۷۳/۱ قديم زكريا، ٥۳٥/۱ جديد)

○ جہاد میں حاصل شدہ عورتوں کا استبراء

سوال (۳۷۱):- جو عورتیں جہاد کی بنا پر گرفتار ہوکر آئیں اور غانمین میں تقسیم ہوں، اُن سے جماع سے قبل کیا استبراء نہیں کیا جائے گا؟ کیا فی الفور اُن سے وطی کر سکتے ہیں؟

جواب:- یقیناً ایسی عورتوں کا استبراء کیا جائے گا، یعنی کم از کم ایک حیض آنے کے بعد ہی اُن سے وطی کی جائے گی۔

من ملک استمتاع أمة بنوع من أنواع الملک کشراء وإرث وسبي ودفع جناية وفسخ بيع بعد القبض ونحوها ...... حرم عليه وطؤها، وکذا دواعيه في الأصح حتی يستبرئها بحيضة فيمن تحيض وبشهر في ذات أشهر. (شامي ۵۳۸/۹- ۵۳۹ زکريا)

من ملک أمة بشراء أو غيره يحرم عليه وطؤها ودواعيه حتی يستبرئ بحيضة فيمن تحيض وبشهر في غيرها. (مجمع الأنهر ۲۰۶/٤ مکتبة فقيه الأمة ديوبند)

مسائلِ مہر

○ مہر فاطمی کی تعریف

سوال (۳۷۲):- حضرت! مہر فاطمی کی پوری تعریف اور دورِ حاضر میں کتنا روپیہ ہوگا؟ وضاحت فرمائیں، عین نوازش ہوگی۔

جواب:- مہر فاطمی اُس مہر کو کہا جاتا ہے جو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی اکثر بناتِ طیبات اور ازواجِ مطہرات کے لئے باندھا ہے۔ مشکوٰۃ شریف کی ایک روایت میں اس کی مقدار ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی آتی ہے، جس کا اندازہ ۵۰۰؍درہم لگایا گیا ہے، اور ۵۰۰؍درہم کی مقدار وزن کے اعتبار سے ایک کلو ۵۳۱؍گرام چاندی ہوتی ہے، آج کی تاریخ میں اس کی جو قیمت ہے وہی مہر فاطمی ہے۔ (فتاویٰ قاسمیہ ۱۳؍٦٦۷، کتاب النوازل ۸؍۴۰۲)

○ مہر فاطمی کی مقدار

سوال (۳۷۳):- مہر فاطمی کی مقدار کیا ہے؟

جواب:- ایک کلو ۵۳۱؍گرام چاندی، اِس کی قیمت بازار سے معلوم کرلی جائے۔

(کتاب النوازل ۸؍۴۰۵، ایضاح المسائل ۱۰۳، فتاویٰ محمودیہ ۱۷؍۲٦۷، فتاویٰ قاسمیہ ۱۳؍٦۵۰)

○ مہر کی کم سے کم مقدار

سوال (۳۷۴):- مہر کی اقل مقدار کیا ہے؟

جواب:- ۱۰؍درہم، اور اُس کی مقدار تقریباً ۳٦؍گرام چاندی ہے۔ (ایضاح المسائل ۱۲۹، فتاویٰ قاسمیہ ۱۳؍٦۵۱)

عن الشعبي عن علي رضي اللّٰه عنه: لا مهر أقل من عشرة دراهم. (السنن الكبرىٰ للبيهقي ٢٤٠/٧، سنن الترمذي ٢١١/١)

عن جابر رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: لا صداق دون عشرة دراهم. (سنن الدار قطني ١٧٣/٣ رقم: ٣٥٦٠)

أقله عشرة دراهم لحديث البيهقي وغيره: لا مهر أقل من عشرة دراهم. (الدر المختار ٢٣٠/٤ زكريا)

○ مہر متعین کرنے کا اختیار کس کو ہے؟

سوال (۳۷۵):- مہر کس کی جانب سے متعین ہوتا ہے؟

جواب:- عموماً مہر دونوں (میاں بیوی اور اُن کے گھر والوں) کی مرضی سے متعین ہوتا ہے۔ (کتاب النوازل ۴۱۴/۸)

بالغة وكلت رجلاً بتزويجها من فلان بألف درهم فزوجها الوكيل بخمس مائة، فلما أخبرت بذٰلک، قالت: لا يعجبني هٰذا لأجل نقصان المهر، فقيل لها: لا يكون لک منه إلا ما تريدين، فقالت: رضيت، قال الفقيه أبو جعفر: يجوز النكاح؛ لأن قولها لا يعجبني ليس برد النكاح، فإذا رضيت بعد ذٰلک فقد صادفت إجازتها عقداً موقوفاً فصحت الإجازة. (قاضي خان على الهندية ٣٤٥/١)

والمتبادر التسمية وقت العقد فخرج ما فرض أو زيد بعد العقد إلا ما فرض أو زيد بتراضيها. (شامي ٢٣٥/٤-٢٤٦ زكريا)

وإن تزوجها ولم يسم لها مهراً ثم تراضيا على تسمية فهي لها. (الهداية ٣٢٥/٢، الفتاوىٰ التاتارخانية ١٦١/٤ رقم: ٥٨٣٩ زكريا)

○ مہر کی ادائیگی کی آسان صورت

سوال (۳۷۶):- حضرت! مہر کی ادائیگی کی بہترین اور آسان صورت بتلا دیجئے!

جواب:- بہترین شکل یہ ہے کہ عام طور پر لڑکے کی طرف سے زیور وغیرہ دیا جاتا ہے، وہ زیور بطور مہر کے دے کر لڑکی کو قابض ومالک بنادے، اور اُس میں اپنی مرضی سے کبھی تصرف نہ کرے۔ (مستفاد: انوار نبوت ۲۰۱-۲۰۷، کتاب النوازل ۴۰۹/۸)

ولو بعث إلىٰ امرأته شيئًا: أي من النقدين أو العروض أو مما يؤكل قبل الزفاف أو بعد ما بنى بها، نهر. قوله: (ولم يذكر، الخ) المراد أنه لم يذكر المهر ولا غيره، فقالت هو: أي المبعوث هدية، وقال: هو من المهر أو من الكسوة أو عارية، فالقول له بيمينه والبينة لها. (الدر المختار مع الشامي، باب المهر / مطلب فيما يرسله إلى الزوجة ۱۵۱/۳ کراچی، ۳۰۱ زکريا)

مستفاد: ولم يذكر جهة عند الدفع غير المهر ...... فالقول له. (التنوير مع الدر ۱۵۱/۳ کراچی، شامي ۳۰۱/٤ زكريا، الفتاویٰ التاتارخانية ۲۱۰/٤ رقم: ۵۹۹۰ زكريا)

○ کیا شادی کے ہدایا مہر میں شامل ہوسکتے ہیں؟

سوال (۳۷۷):- شادی کے موقع پر اعزاء واحباب ہدیہ لے کر آتے ہیں، اگر یہ ہدیہ لڑکے والوں کی طرف سے ہو، تو اُس کو مہر میں شامل کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

جواب:- اعزاء کی طرف سے دئے گئے تحائف مہر میں شامل نہیں، باقی اگر لڑکے کو کوئی ہدیہ دیا گیا، اور وہ اُس نے مہر کے طور پر بیوی کو دے دیا تو یہ مہر میں شامل ہوجائے گا۔

تنعقد الهبة بالإيجاب والقبول، وتتم بالقبض الكامل؛ لأنها من التبرعات، والتبرع لا يتم إلا بالقبض. (شرح المجلة ٤٦٢/١ رقم: ۸۳۷، الفتاویٰ الهندية ۳۷۷/٤)

عرف المهر في العناية بأنه اسم للمال الذي يجب في عقد النكاح على الزوج في مقابلة البضع. (شامي ۲۳۰/٤ زكريا)

المالک هو المتصرف في الأعيان المملوكة كيف شاء. (بيضاوي ۷/۱)

○ شوہر کے مرنے کے بعد بیوہ سے مہر معاف کرانا

سوال (۳۷۸):- بعض لوگ شوہر کے مرنے کے بعد مہر معاف کراتے ہیں، کیا حکم ہے؟

جـــواب :- زبردستی یا رسمی طور پر مہر معاف کرانے کا کوئی اعتبار نہیں، ایسی عورت میت شوہر کے ترکہ میں سے اولاً اپنے مہر کی مستحق ہوگی۔

ولا بـد فـي صحة حطها من الرضا، حتى لو كانت مكرهة لم يصحّ. (البحر الرائق / باب المهر ۲٦٤/۳ زکریا، كذا في الشامي / مطلب في حط المرأة والإبراء منه ۱۱۳/۳ كراچی، ۲٤۸/٤ زکریا)

وصـح حـطهـا لـكـلـه أو بعضه عنه (الدر المختار) وفي الشامي: ففي هبة الـخـلاصة: خـوفهـا بـضرب حتى وهبت مهرها لم يصح لو قادرًا على الضرب. (الـدر المختار مع الشامي ۲٤۸/٤ زكريا، كذا في البحر الرائق / باب المهر ۲٦٤/۳ زكريا، تبيين الحقائق / باب المهر ۱٤۱/۲ إمدادية ملتان)

ولا بد من رضاها. (شامي ۲٤۸/٤ زكريا)

حتـى لا يسقط منه شيء بعد ذٰلک إلا بالإبراء من صاحب الحق. (الفتاویٰ الهـندية / الفصل الثاني فيما يتأكد به المهر ۳۰۳/۱ زكريا، الدر المختار مع رد المحتار / باب المهر ۱۰۲/۳ كراچی، وكذا في بدائع الصنائع / فصل في بيان ما يتأكد المهر ۵۳۰/۳ دار الكتب العلمية بيروت)

○ شوہر کی وفات کے بعد بیوی کا بخوشی مہر معاف کرنا

ســـوال (۳۷۹):- اگر شوہر کے مرنے کے بعد کسی نے زبردستی نہیں کی؛ بلکہ بیوی نے خود ہی مہر معاف کردیا، تو کیا معاف ہوجائے گا؟

جواب:- معاف ہوجائے گا۔ (کتاب النوازل ۴۱۸/۸، فتاویٰ قاسمیہ ۷۶۰/۱۳)

وإن حـطـت عـنـه مـن مهرها صح الحط؛ لأن المهر حقها. (الهـداية، كتاب النكاح / باب المهر ۳۲۵/۲ المكتبة الأشرفية ديوبند)

وصح حطها لكله أو بعضه عنه، وقيد بحطها؛ لأن حط أبيها غير صحيح لو صغيرة، ولو كبيرة توقف على إجازتها، ولا بد من رضاها. (الدر المختار مع الشامي ۲٤۸/٤

زكريا، كذا في البحر الرائق / باب المهر ٢٦٤/٣ زكريا، تبيين الحقائق / باب المهر ١٤١/٢ إمدادية ملتان)

ولابد في صحة حطها من الرضا. (الفتاوىٰ الهندية ٣١٣/١، كذا في البحر الرائق ٢٦٤/٣ زكريا)

○ مہر کی معافی کے بعد طلاق دی تو دوبارہ مہر کا مطالبہ نہ ہوگا

سوال (۳۸۰):- اگر بیوی نے مہر معاف کردئے پھر شوہر نے طلاق دی، طلاق کے بعد بیوی مہر مانگتی ہے، تو کیا حکم ہے؟

جواب:- جب معاف کردئے تو دوبارہ مانگنے کا کیا مطلب؟ (کتاب النوازل ۴۱۸/۸، فتاویٰ قاسمیہ ۶۰/۱۳-۶۰۷)

وإن حطت عنه من مهرها صح الحط؛ لأن المهر حقها. (الهداية، كتاب النكاح / باب المهر ٣٢٥/٢ المكتبة الأشرفية ديوبند)

وصح حطها لكله أو بعضه عنه، وقيد بحطها؛ لأن حط أبيها غير صحيح لو صغيرة، ولو كبيرة توقف على إجازتها، ولا بد من رضاها. (الدر المختار مع الشامي ٢٤٨/٤ زكريا، كذا في البحر الرائق / باب المهر ٢٦٤/٣ زكريا، تبيين الحقائق / باب المهر ١٤١/٢ إمدادية ملتان)

ولا بد في صحة حطها من الرضا. (الفتاوىٰ الهندية ٣١٣/١، كذا في البحر الرائق ٢٦٤/٣ زكريا)

مسائلِ رضاعت

○ رضاعت کا شرعی مفہوم

سوال (۳۸۱):- رضاعت کس کو کہتے ہیں؟ اور حرمت کب ثابت ہوتی ہے؟

جواب:- اِنسان کے بچے کا اَیامِ رضاعت (اِمام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ڈھائی سال اور جمہور کے نزدیک دو سال) کے اندر اندر کسی عورت کے دودھ پینے کو رضاعت کہتے ہیں؛ البتہ صرف پستان میں منہ لگانے سے حرمت ثابت نہیں ہوگی؛ بلکہ یہ تحقیق ہونی چاہئے کہ دودھ بچہ کے حلق سے نیچے اُترا ہے یا نہیں؟ اور یہاں یہ بھی یاد رہنا چاہئے کہ اگر پیالہ میں دودھ نکال کر پلادے تو اُس سے بھی حرمت ثابت ہوگی، پانی وغیرہ میں دودھ ملاکر پلائے تو اگر دودھ غالب ہو تو اُس سے بھی حرمت ثابت ہوگی، اور اگر ناک میں نلکی لگاکر حلق میں دودھ ڈال دے تو بھی حرمت ثابت ہوجائے گی۔ الغرض پیٹ کے اندر دودھ پہنچنا حرمت کے ثبوت کے لئے ضروری ہے۔ (کتاب النوازل ۲۵۵/۸)

الرضاع في الشرع: عبارة عن مص شخص مخصوص – أي الطفل – من ثدي مخصوص، أي ثدي الآدمية في وقت مخصوص. (الفتاویٰ التاتارخانية ٣٦١/٤ رقم: ٦٤٢٠ زكريا)

هو لغة بفتح وكسر: مص الثدي. وشرعًا: مص من ثدي آدمية ولو بكرًا أو ميتةً أو آيسةً، وأُلحِقَ بالمص الوَجُور والسَّعوط في وقت مخصوص. (الدر المختار مع الشامي ٣٨٩/٤ زكريا)

قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ

﴿يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ﴾ [البقرة، جزء آيت: ٢٣٣]

عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا رضاع إلا ما كان في الحولين. (سنن الدار قطني ١٠٣/٤ رقم: ٤٣١٨، السنن الكبرىٰ للبيهقي ٧٦٠/٧ رقم: ١٥٦٦٣)

عن ابن عباس رضي الله عنهما يقول: ما كان في حولين وإن كانت مصةً واحدةً تحرم. (المؤطا لإمام محمد / باب الرضاعة ٢٧٦ مكتبه فيصل ديوبند)

وكان أبو حنيفة يحتاط بستة أشهر بعد الحولين فيقول: يحرم ما كان في الحولين وبعدها إلى تمام ستة أشهر، وذٰلک ثلاثون شهرًا، ولا يحرم ما كان بعد ذٰلک، ونحن لا نرىٰ أنه يحرم، ونرىٰ أنه لا يحرم ما كان بعد الحولين. (المؤطا لإمام محمد / باب الرضاعة ٢٧٨ مكتبه فيصل ديوبند)

لو استغني في حولين حل الإرضاع بعدها إلى نصف ولا تأثم...... ومستحب إلى حولين وجائز إلى حولين ونصف. (شامي ٢١١/٣ كراچی، ٣٩٧/٤ زكريا)

وحولان فقط عندهما وهو الأصح، ”فتح“ وبهٖ يفتىٰ كما في تيسير القدوري عن العون. (الدر المختار مع الشامي ٢٩٢/٤ بيروت، ٣٩٣/٤-٣٩٤ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٣٤٢/١، الفتاوىٰ التاتارخانية ٣٦٦/٤ رقم: ٦٤٣٥ زكريا)

وفي الشامي قال في البحر: لا يخفى قوة دليلهما، فإن قوله تعالىٰ: ﴿وَالْوٰلِدٰتُ يُرْضِعْنَ﴾ [البقرة: ٢٣٣] يدل على أنه لا رضاع بعد التمام. (شامي ٢٩٤/٤ دار إحياء التراث العربي بيروت، ٢٠٩/٣ كراچی، ٣٩٧/٤ زكريا)

عن الشعبي قال: ما كان من رضاع أو سعوط في السنتين فهو رضاع، وما كان بعد فليس برضاع. (المصنف لابن أبي شيبة، كتاب النكاح / باب من قال لا يحرم من الرضاع إلا ما كان في الحولين ٢٩٧/٩ رقم: ١٧٣٤٨، سنن سعيد بن منصور، كتاب الرضاع / باب ما جاء في ابنة الأخ من الرضاعة ٢٤١/١ رقم: ٩٧٣)

وتثبت حرمة الرضاع بالسعوط والوجور؛ لأنه مما يتغذى الصبي فالسعوط يصل إلى الدماغ فيتقوى به والوجور يصل إلى الجوف، فيحصل به النشوء. (المحيط البرهاني ٤/٩٧، الفتاویٰ التاتارخانية ٤/٣٦٨ رقم: ٦٤٤١ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ١/٣٤٤ زكريا، البحر الرائق ٣/٢٢٩ زكريا)

ويثبت بهٖ ...... وإن قل إن علم وصوله لجوفه من فمه أو أنفه. (شامي مع الدر المختار ٤/٣٨٩-٣٩٩ زكريا)

وكذا يحرم ...... مخلوطة بماء أو دواء أو لبن أخرىٰ أو لبن شاة إذا غلب لبن المرأة. (شامي مع الدر المختار ٤/٤١١ زكريا)

○ غیر مسلم عورت کا دودھ پینے سے رضاعت کا ثبوت

سوال (۳۸۲):- بچے کا غیر مسلم عورت کا دودھ پینے سے رضاعی ماں کا ثبوت ہوگا یا نہیں؟

جواب:- ہاں! ثابت ہو جائے گی، اِس میں مسلم وغیر مسلم کی کوئی قید نہیں ہے۔ (کتاب النوازل ۸/۲۷۳)

عن عائشة رضي الله عنها قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يحرم من الرضاعة ما يحرم من الولادة، رواه البخاري. (مشكاة المصابيح / باب المحرمات، الفصل الأول ٢/٢٧٣)

فيحرم منه: أي بسببه ما يحرم من النسب. (الرد المحتار / باب الرضاع ٣/٢١٣ کراچی، ٤/٤٠٢ زكريا)

كل امرأة حرمت من النسب حرم مثلها من الرضاع، وهن الأمهات ...... وبنات الأخ وبنات الأخت. (إعلاء السنن / كتاب الرضاع ١١/١٢٣ کراچی)

○ ڈھائی سال کے بعد دودھ پینے سے حرمتِ رضاعت ثابت نہ ہوگی

سوال (۳۸۳):- ایک بچے کی ڈھائی سال سے زیادہ عمر ہے، مگر ابھی بہت چھوٹا ہے،

جو دودھ ہی کے ذریعہ سے جی سکتا ہے، دوسری غذا نقصان دیتی ہے، تو اُس کے دودھ پینے سے رضاعت ثابت ہوگی یا نہیں؟

جواب:- جو بچہ ڈھائی سال سے زیادہ عمرہ کا ہے، اُس کے دودھ پینے سے رضاعت ثابت نہیں ہوگی، اب کسی عورت کا اُس کو دودھ پلانا درست نہیں ہے، چاہے بچہ کمزور ہی کیوں نہ ہو، اُسے بھینس یا بکری کا دودھ یا کوئی اور مناسب غذا کھلانی چاہئے۔

وإذا مضت مدة الرضاع لم يتعلق بالرضاع تحريم. (الفتاویٰ الهندية ۳۴۳/۱ زکریا، ۴۰۹/۱ جديد زكريا)

هو مص الرضيع من ثدي الآدمية في وقت مخصوص، وتحته: واحترز بمص الرضيع عن مص غيره كما إذا وقع بعد الفطام. (مجمع الأنهر / كتاب الرضاع ۵۵۱/۱ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

وإذا مضت مدة الرضاع لم يتعلق بالرضاع تحريم، لقوله عليه السلام: لا رضاع بعد الفصال؛ لأن الحرمة باعتبار النشو، وذٰلک في المدة، إذ الكبير لا يتربي به. (الهداية ۳۵۰/۲-۳۵۱ المكتبة الأشرفية ديوبند)

○ ہسپتال میں جمع شدہ دودھ بچوں کو پلانا

سوال (۳۸۴):- ہسپتال میں جمع شدہ دودھ بچوں کو پلانا کیسا ہے؟

جواب:- ہمارے نزدیک یہ قطعاً جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ جس بچے کو دودھ پلایا جائے گا، اور جتنی عورتوں کا دودھ مل کر ایک جگہ جمع ہوگا، اگر ایک بچے نے بھی پی لیا تو وہ جتنی عورتیں ہیں، وہ سب اُس کی رضاعی ماں بن جائیں گی۔ مثلاً پندرہ عورتوں کا دودھ ایک جگہ جمع ہوا، اور وہ ایک بچہ کو پلا دیا، تو ایک سکنڈ میں اُس کی پندرہ رضاعی مائیں بن جائیں گی۔ اَب وہ بچہ اس محلّہ کا ہے اور اُسی محلّہ کے اندر ہسپتال ہے، وہاں اُس نے دودھ پی لیا اور سب مائیں بن گئیں، اَب وہ بچہ جب بڑا ہوا تو معلوم نہیں ہوگا کہ کون اُس کی رضاعی ماں تھی؟ ممکن ہے کہ وہ بڑا ہو کر اُن کی بچیوں سے

شادی کرلے، اور یہ شادی جائز نہیں؛ کیوں کہ وہ تو رضاعی بھائی بہن ہیں، اِس لئے جمع کر کے دودھ پلانا جائز نہیں۔ (کتاب النوازل ۲۶۶/۸)

والواجب على النساء أن لا يرضعن كل صبي من غير ضرورةٍ، وإذا أرضعن فليحفظن ذٰلک وليشهرنه ويكتبنه احتياطًا. (شامي ۲۹٦/٤ بيروت، ٤٠٢/٤ زكريا)

والـواجب على النساء أن لا يرضعن كل صبي من غير ضرورة، فإذا فعلن فليحفظن أو ليكتبن. (البحر الرائق ۳۸۷/۳ زكريا، الفتاویٰ الهندية ۳٤٥/۱ زكريا)

مسائلِ عزل

○ عزل کرنے کا حکم

سوال (۳۸۵):- اگر بچہ نہ لینے کی غرض سے عزل کرے، تو اِس کا کیا حکم ہے؟

جواب:- بلا عذر عزل کرنا مکروہ ہے۔

فإن كان لغير حاجةٍ كره، وهو قول عمر وعلي وابن عمر وابن مسعود ...... وبه قال الحنفية. (الموسوعة الفقهية ۸۱/۳۰ كويت)

وأخرج عبد الرزاق والبيهقي عن عباس رضي الله عنه قال: نهي عن العزل الحرة إلا بإذنها. (السنن الكبرىٰ للبيهقي ۳۹۷/۷)

قيل: ذٰلک لا يدل علىٰ حرمة العزل؛ بل علىٰ كراهته. (مرقاة المفاتيح / باب المباشرة ۲۳۸/٦ المكتبة الأشرفية ديوبند)

○ عزل کی شکلیں

سوال (۳۸٦):- عزل کی شکل اور اُس کا حکم کیا ہے؟

جواب:- عزل کا مطلب یہ ہے کہ آدمی ایسی عارضی تدبیر اختیار کرے کہ استقرار حمل نہ ہو، پہلے اُس کی شکل یہ ہوا کرتی تھی کہ جب منی نکلنے کا وقت آتا تو آدمی بیوی سے الگ ہوجاتا؛ لیکن اَب دیگر شکلیں بھی آگئی ہیں، مثلاً: غلاف (نرودھ) آگیا، دوائیاں آگئیں، یہ بھی عزل کے حکم میں ہے۔ تو اگر عورت کمزوری کی وجہ سے حمل کی متحمل نہیں ہے، یا دودھ پیتا بچہ اُس کی گود میں ہے، اور فوراً استقرار حمل کی وجہ سے اُس بچہ کے نقصان کا اندیشہ ہے، تو اِس طرح کی وجوہات کی وجہ سے عزل کی اِجازت ہوتی ہے، اور بلا عذر عزل کرنا مکروہ ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۳۱۹/۱۸ ڈابھیل)

إذا كانت الموطوء ة في دار الحرب وتخشى على الولد الكفر. (الموسوعة الفقهية ۸۲/۳۰ كويت)

إذا كانت المرأة يمرضها الحمل أو يزيد في مرضها. (الموسوعة الفقهية ۸۲/۳۰ كويت)

إذا خشي على الرضيع من الضعف. (الموسوعة الفقهية ۸۲/۳۰ كويت)

إن خاف من الولد السوء في الحرة يسعه العزل بغير رضاها لفساد الزمان، فليعتبر مثله من الأعذار مسقطًا لإذنها. (شامي ۳۳٥/٤ زكريا، المحيط البرهاني، كتاب الاستحسان / الفصل التاسع عشر في التداوي المعالجات ۸۳/۸ المجلس العلمي، الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثامن عشر في التداوي والمعالجات ۳٥٦/٥ كوئٹه)

○ اِسقاطِ حمل کا حکم

سوال (۳۸۷):- حمل کو دوا کے ذریعہ گرادینا کیسا ہے؟

جواب:- کوئی عذر ہو تو چار مہینے سے پہلے پہلے گنجائش ہوسکتی ہے۔ بلا عذر کسی وقت گنجائش نہیں، چار مہینے کے بعد اضطرار کے بغیر نہ گرائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۳۲۲/۱۸ ڈابھیل)

العلاج لإسقاط الولد إذا استبان خلقه كالشعر والظفر ونحوها لا يجوز، وإن كان غير مستبين الخلق يجوز. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثامن عشر في التداوي والمعالجات ۳٥٦/٥)

امرأة عالجت في إسقاط ولدها لم يأثم ما لم يستبن شيء من خلقه، وتحته في الهامش: وقدر بأربعة أشهر. (الفتاویٰ السراجية ۳۳۲)

وقالوا: يباح إسقاط الولد قبل أربعة أشهر، ولو بلا إذن الزوج. قال العلامة ابن عابدين: قال في النهر: هل يباح الإسقاط بعد الحمل؟ نعم! يباح ما لم يتخلق منه شيء، ولن يكون ذٰلک إلا بعد مائة وعشرين يومًا، وهٰذا يقتضي

أنهم أرادوا بالتخليق نفخ الروح وإلا فهو غلط؛ لأن التخليق يتحقق بالمشاهدة قبل هٰذه المدة، كذا في الفتح. (فتح الملهم ٣/٤١٥ المكتبة الأشرفية ديوبند)

○ استقرارِ حمل کس کا حق ہے؟

سوال (۳۸۸):- استقرارِ حمل عورت کا حق ہے یا مرد کا؟

جواب:- دونوں کا حق ہے۔

لأن الوطي عن إنزال سبب لحصول الولد، ولها في الولد حق. (بدائع الصنائع / فصل في أحكام النكاح منها المعاشرة ٢/٦٥١ زكريا)

وللزوج أن يطالبها بالوطء متى شاء ...... وللزوجة أن تطالب زوجها بالوطء؛ لأن حله لها حقها كما أن حلها له حقه. (بدائع الصنائع / فصل في بيان أحكام النكاح ٢/٦٤٥ زكريا)

○ نس بندی کسے کہتے ہیں؟

سوال (۳۸۹):- نس بندی کسے کہتے ہیں؟ کیا اس کے بعد انتشار نہیں ہوتا، اس کی کیا صورت ہے؟

جواب:- نس بندی کا مطلب یہ ہے کہ منی کی سپلائی والی نس آپریشن کے ذریعہ بند کردی جاتی ہے؛ لیکن انتشار حسبِ معمول برقرار رہتا ہے، صرف منی رحم تک نہیں پہنچ پاتی۔ (تحفۃ الالمعی ۳/۵۶۹)

○ عزل کے باوجود حمل ٹھہر گیا

سوال (۳۹۰):- میاں بیوی میں جھگڑا ہوا، شوہر کہتا ہے کہ میں نے ہمیشہ عزل کیا، پھر پیٹ میں بچہ کہاں سے آیا، اور بیوی کا کہنا یہ ہے کہ بچہ شوہر کا ہے، اَب فیصلہ کیا ہوگا؟

جواب:- بچہ شوہر کا ہی سمجھا جائے گا۔ (فتاویٰ قاسمیہ ۱۶/۶۸۴)

عن محمد بن زياد قال: سمعت أبا هريرة رضي الله عنه قال رسول الله

صلى الله عليه وسلم: الولد للفراش وللعاهر الحجر. (صحيح البخاري، كتاب المحاربين / باب للعاهر الحجر ۷/۲ رقم: ٦٥٦٠، ف: ٦٨١٨، صحيح مسلم ٤٧١/١)

ثم النسب إنما يثبت باعتبار الفراش القائم بمنزلة ما لو أقر الزوج بولادتها، وقال: ليس الولد مني، يثبت النسب بالفراش القائم ولا ينتفي إلا باللعان. (المبسوط للسرخسي ٥٠/٦ دار الكتب العلمية بيروت)

الفراش على أربع مراتب: ضعيف: وهو فراش الأمة لايثبت النسب فيه إلا بالدعوة. ومتوسط: وهو فراش أم الولد؛ فإنه يثبت فيه بلا دعوة، لكنه ينتفي بالنفي. وقوي: وهو فراش المنكوحة ومعتدة الرجعي؛ فإنه فيه لا ينتفي إلا باللعان.

(شامي، كتاب الطلاق / باب العدة، مطلب: الفراش على أربع المراتب ٢٤٥/٥ زكريا، ۵۵۰/۳ کراچی)

○ عزل کے باوجود جو بچہ پیدا ہوا وہ شوہر کی طرف کیوں منسوب ہوگا؟

سوال (۳۹۱):- حضرت! اللہ جو چاہے کرسکتا ہے؛ لیکن دنیا دارالاسباب ہونے کی وجہ سے ہمیں سبب اختیار کرنا پڑتا ہے؛ لیکن خاص طور پر عزل کے بارے میں ایسا کیوں کہا گیا کہ چاہے تم عزل کرو یا نہ کرو، اگر مقدر میں بچہ پیدا ہونے والا ہے، تو وہ ہوکر ہی رہے گا، تو اگر کسی شخص نے عزل کیا اور بچہ پیدا ہوا، تو بغیر سبب اختیار کئے یقیناً یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ یہ بچہ اُسی کا ہے؟

جواب:- یہ پیدا شدہ بچہ اُسی جائز شوہر کی طرف منسوب ہوگا؛ کیوں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا ہے کہ: "**الولد للفراش وللعاهر الحجر**"۔ (یعنی بچہ شرعی فراش (جائز شوہر) کا ہے، اور زانی کو ڈھیلا ملے گا، یعنی نسب اُس سے ثابت نہ ہوگا)

اور دوسری بات یہ ہے کہ بہت سی باتیں ڈاکٹری اعتبار سے بھی ثابت ہوجاتی ہیں کہ بعض مرتبہ جو دوا استعمال کرتے ہیں، وہ مؤثر نہیں ہوتی، مثلاً یہ جو مانع حمل دوا ہوتی ہے اُس کا کام ہوتا ہے کہ جو منی کے اندر لاکھوں کی تعداد میں زندہ جراثیم ہوتے ہیں، ایک ایک قطرے کے اندر کئی لاکھ جراثیم ہوتے ہیں، مرد کے جراثیم عورت کے جراثیم سے ٹکراتے ہیں، تو استقرارِ حمل ہوتا ہے، اَب یہ

دوا استعمال ہوگی اوراس کا کام اُن جراثیموں کو مار دینا ہے، اب اگر اللہ کا فیصلہ یہ ہے کہ اُن کے یہاں بچہ پیدا ہونا ہے، تو اَب دوا نے کوئی اثر نہیں کیا، کوئی ایک جرثومہ بھی زندہ رہ سکتا ہے، یہ امکانِ قوی ہے۔

اِسی طرح ایک طریقہ یہ ہے کہ رحم کے اوپر ایک معمولی آلہ لگا کر تار باندھ دیتے ہیں، اُس کو ’’کوپرٹی‘‘ کہتے ہیں، تو اس کی وجہ سے رحم کے اندر عضو تناسل جاتا نہیں، اَب اللہ تعالیٰ کو منظور ہے کہ استقرار حمل ہونا ہے، تو وہ جو رحم کے اوپر دھاگا بندھا ہوا ہوتا ہے، وہ ڈھیلا پڑ گیا، اگر اس میں ایک جزو بھی پہنچ گیا، تو استقرار حمل ہوجائے گا؛ لہٰذا آپ نے جو بات اُٹھائی ہے اس کا کوئی اعتبار نہیں۔

عن أبي سعيد الخدري رضي اللّٰه عنه قال: سئل رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم عن العزل: فقال: ما من كل الماء يكون الولد، وإذا أراد اللّٰه خلق شيء لم يمنعه شيء. (صحيح مسلم رقم: ١٤٣٨، مرقاة المفاتيح ٣١٦/٦ بيروت)

عن جابر رضي اللّٰه عنه أن رجلاً أتى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فقال: إن لي جارية ...... وأنا أطوف عليها، وأنا أكره أن تحمل، فقال: اعزل عنها إن شئت؛ فإنه سيأتيها ما قدر لها فلبث الرجل، ثم أتاه، فقال: إن الجارية قد حَبلت، فقال: قد أخبرتک أنه سيأتيها ما قدر لها. (صحيح مسلم / باب حكم العزل رقم: ١٤٣٩)

ليس من كل الماء يكون الولد، فكم من رجل لا يعزل ولا يكون له ولد، وإنما ذٰلک القدر فما أراد اللّٰه سبحانه كونه فلا بد منه وإن عزلتم؛ لأن الماء قد ينقلب أو يسلب الواطي إرادة العزل فيكون الولد ...... فالحاصل اعزلوا أو لا تعزلوا، فليس إلا القدر. (فتح الملهم ٥١٥/٣ المكتبة الأشرفية ديوبند)

في أثناء الجماع فلا يفيد العزل شيئًا، واللّٰه تعالىٰ أعلم قاله السندي. (فتح الملهم ٥١٥/٣ المكتبة الأشرفية ديوبند)

مسائلِ طلاق وغیرہ

○ طلاق کی بہترین شکل

سوال (۳۹۲):- طلاق کی بہترین شکل کیا ہے؟

جواب:- طلاق دینے کے لئے کچھ آداب ہیں:

پہلا اَدب یہ ہے کہ طلاق اس طہر میں دی جائے، جس میں وطی نہ کی ہو۔

دوسرا اَدب یہ ہے کہ طلاق ایک مرتبہ دے کر چھوڑ دیا جائے؛ تا آں کہ عدت گذر جائے، اُس کو طلاقِ احسن اور سنت کہتے ہیں۔

اور اگر ایک طہر میں ایک طلاق دی، دوسرے طہر میں دوسری اور تیسرے میں تیسری، الگ الگ طہر میں تین طلاق، تو یہ طریقہ اَفضل تو نہیں مگر حسن ہے، اور یہ بھی خلافِ سنت نہیں ہے۔

اور اگر کسی آدمی نے بیک وقت تین طلاقیں دے دی، یا حالتِ حیض میں طلاق دے دی، تو اِس طرح طلاق دینا بدعت اور ناپسندیدہ ہے۔

لہٰذا اگر طلاق کی نوبت آئے تو سب سے بہتر طریقہ یہی ہے کہ بعد میں ایک طلاق دے کر اُسے چھوڑ دے؛ تاکہ بعد میں اگر رجوع کرنا چاہے تو رجوع کر سکے۔ (کتاب النوازل ۲۵۳/۹)

عن عبد اللّٰہ أنه قال: طلاق السنة تطليقة، وهي طاهر في غير جماع، فإذا حاضت وطهرت طلقها أخریٰ، فإذا حاضت وطهرت طلقها أخریٰ، ثم تعتد بعد ذٰلک بحيضة. (سنن النسائي / باب طلاق السنة ۸۲/۲)

فالأحسن أن يطلق الرجل امرأته تطليقة واحدة في طهر لم يجامعها فيه و يتركها حتى تنقضي عدتها؛ لأن الصحابة رضي اللّٰہ عنهم كانوا يستحبون أن لا

يزيدوا في الطلاق على واحدة حتى تنقضي العدة. (الهداية / باب طلاق السنة ۳٥٤/۲ ياسر نديم)

وأما البدعي: فنوعان: ...... فالذي يعود إلى العدد أن يطلقها ثلاثًا في طهرٍ واحدٍ بكلمة واحدةٍ أو بكلمات متفرقة ...... وفي الهداية: فإذا فعل ذٰلک وقع الطلاق وكان عاصيًا. (الفتاویٰ التاتارخانية ۳۸۱/٤ رقم: ٦٤٧٦ زكريا، الهداية ۳٥٥/۲ المكتبة الأشرفية ديوبند)

جبراً تحریری طلاق معتبر نہیں

سوال (۳۹۳):- اگر کوئی زبردستی تین طلاق دلوائے، اور وہ کہے کہ میں لکھ دیتا ہوں، تو کیا تینوں طلاق ہوگی یا نہیں؟

جواب:- زبردستی کی بنا پر لکھنے سے طلاق نہیں ہوگی، جب تک کہ زبان سے اقرار نہ کرے۔ (کتاب النوازل ۴۹۹/۹)

رجل أكره بالضرب والحبس على أن يكتب طلاق امرأته فلانة بنت فلان بن فلان، فكتب امرأته فلانة بنت فلان بن فلان طالق لا تطلق امرأته؛ لأن الكتابة أقيمت مقام العبارة باعتبار الحاجة ولا حاجة هٰهنا. (قاضي خان ٤٧۲/۱، الفتاویٰ الهندية ۳۷۹/۱ زكريا، كذا في الفتاویٰ التاتارخانية / الفصل السادس في إيقاع الطلاق بالكتاب ۳۸۰/۳ كراچی، ٥۳۲/٤ زكريا، شامي، كتاب الطلاق / مطلب في الإكراه على التوكيل بالطلاق الخ ٤٤۰/٤ زكريا)

اِن شاء اللہ تم کو ایک طلاق کہنا

سوال (۳۹۴):- اگر تین طلاق اِس طریقہ سے دے کہ تم کو ایک طلاق اِن شاء اللہ، تم کو دو طلاق، تم کو تین طلاق۔ تو کتنی طلاق واقع ہوں گی؟

جواب:- اِن شاء اللہ سے پہلے والی نہیں پڑی؛ لیکن بعد والے جملوں سے تینوں طلاقیں واقع ہوجائیں گی۔

ولو قال: أنت طالق إن شاء اللّٰه أنت طالق، فالاستثناء ينصرف إلى الأولیٰ

ويقع الثاني عندنا، وكذا لو قال: أنت طالق ثلاثًا إن شاء الله أنت طالق، وقعت واحدةً في الحال، كذا في البحر الرائق. (الفتاویٰ الهندية / الفصل الرابع في الاستثناء ۱/ ٤٥٦ زكريا)

کہا: ”جب جب بھی نکاح کروں تو طلاق“

سوال (۳۹۵):- اگر کہا کہ ”میں جب جب بھی نکاح کروں گا تو طلاق“، تو اس کا کبھی نکاح ہو ہی نہیں پائے گا؟ یا ایک مرتبہ طلاق پڑ کر وہ معاملہ ختم ہو جائے گا؟

جواب:- نہیں! ایک مرتبہ طلاق واقع ہو کر معاملہ ختم نہیں ہوگا؛ کیوں کہ اُس نے ”جب جب بھی“ کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اب شکل یہ ہے کہ خود زبان سے ایجاب نہ کرے؛ بلکہ کوئی فضولی شخص اُس کا نکاح کرادے، اور مہر وغیرہ ادا کر کے اُس کی ہاں کرے، زبان سے نہ کہے کہ میں نے قبول کیا، تو ایسا نکاح منعقد کرنا باقی رہے گا۔ (کتاب النوازل ۹/ ۵۷۰)

فلو قال كلما تزوجت امرأة فهي طالق تطلق بكل تزوج ولو بعد زوج اٰخر؛ لأن صحة هٰذا اليمين باعتبار ما سيحدث من الملك وهو غير متناهٍ، وعن أبي يوسف أنه لو دخل على المنكر فهو بمنزلة كُلٍّ وتمام في المطولات، والحيلة فيه عقد الفضولي أو فسخ القاضي الشافعي، وكيفية عقد الفضولي أن يزوجه فضولي، فأجاز بالفعل بأن ساق المهر ونحوه لا بالقول فلا تطلق. (مجمع الأنهر ۱/ ٤١٩، فتح القدير، كتاب الطلاق / باب الأيمان في الطلاق ٤/ ١٠٦ زكريا)

وينبغي أن يجيء إلى عالم، ويقول له: ما حلف واحتياجه إلىٰ نكاح الفضولي فيزوجه العالم امرأة ويجيز بالفعل فلا يحنث. (البحر الرائق ٤/ ٧ كوئٹہ، ٤/ ١٠-١١ زكريا)

حلف لا يتزوج فزوجه فضولي، فأجاز بالقول حنث وبالفعل (تحته في الشامية) كبعث المهر أو بعضه لا يحنث، به يفتىٰ. (الدر المختار مع الشامي ٣/ ٨٤٦ كراچی، ٥/ ٦٧٢ زكريا، خانية على الهندية، كتاب الأيمان / فصل في التزويج ٢/ ٣٤ زكريا)

کہا: ”جب بھی میں نکاح کروں تو طلاق“

سوال (۳۹۶):- اگر کسی نے یہ کہا کہ ”جب بھی میں نکاح کروں گا تو طلاق“۔ تو اب

کیا وہ اس قسم کو ختم کرسکتا ہے؟ کیا صورت ہوسکتی ہے؟

جــــواب:- قسم ختم نہیں کرسکتا؛ لیکن نکاح کرتے ہی ایک طلاق پڑ ہی جائے گی پھر رجوع کرسکتا ہے، بعد میں نکاح کرنے سے کوئی طلاق نہ پڑے گی۔ (کتاب النوازل ۹/۵۸۶)

وتـنـحل اليمين بعد وجود الشرط مطلقاً لكن إن وجد في الملك طلقت وعتق وإلا لا، فـحيـلة مـن عـلـق الثـلاث بدخول الدار أن يطلقها واحدة ثم بعد العدة تدخلها فتنحل اليمين فينكحها. (كذا في الدر المختار، باب التعليق / مطلب: اختلاف الزوجين في وجود الشرط ٦٠٩/٤ زكريا، ٣٥٥/٣ دار الفكر بيروت)

○ بیوی سے کہا کہ: ’’ماں باپ کے گھر گئی تو طلاق‘‘

سوال (۳۹۷):- زید نے اپنی بیوی سے کہا کہ ’’اگر تو کسی بھی دن اپنے ماں باپ کے گھر گئی تو تجھے طلاق ہے‘‘، اَب اگر جانے کی ضرورت پڑ جائے تو اُس کی کیا صورت ہوگی؟

جواب:- جس دن بھی وہ ماں باپ کے گھر جائے گی، اُس پر ایک طلاق واقع ہوجائے گی۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۳/۱۱۹ ڈابھیل، احسن الفتاویٰ ۵/۱۸۵)

وتنحل اليمين بعد وجود الشرط مطلقًا لكن إن وجد في الملك طلقت، وإلا لا، فـحيـلة مـن عـلـق الثـلاث بدخول الدار أن يطلقها واحدة، ثم بعد العدة تدخلها، فتنحل اليمين فينكحها. (شامي ٦٩/٤، مجمع الأنهر ٦٢/٢ بيروت)

○ کہا کہ: ’’ایک طلاق دو طلاق تین طلاق‘‘

ســوال (۳۹۸):- زید غصہ کی حالت میں آکر اپنی بیوی سے کہتا ہے کہ ایک طلاق، دو طلاق، تین طلاق، تو ابھی کے بجائے ابھی گھر سے نکل کر اپنے باپ کے گھر چلی جا، تو کیا اس صورت میں طلاق پڑے گی یا نہیں؟

جواب:- تین طلاقیں واقع ہوجائیں گی۔

كـرر لـفـظ الطلاق وقـع الكل، وإن نوى التاكيد دين (الدر المختار) وفي

الشامية: ووقع الكل قضاءً. (شامي، كتاب الطلاق / باب طلاق غير المدخول بها ٥٢١/٤ زكريا)

لو قال لزوجته أنت طالق طالق طالق، طلقت ثلاثًا. (الأشباه والنظائر ٢١٩ قديم)

وکیل بالطلاق سے اختیار واپس لینا

سوال (۳۹۹):- اگر کسی نے کسی شخص کو وکیل بنادیا کہ میری بیوی کو طلاق دے دو، پھر وکیل سے رجوع کرلیا کہ میں نے جو آپ کو حق دیا تھا، اُس سے رجوع کرتا ہوں، تو طلاق دینے سے پہلے کیا حکم ہے؟

جواب:- اِس معاملہ میں الفاظ دیکھے جائیں گے، اگر اُس نے یہ کہا کہ میں نے عورت کو طلاق دے دی اور تم جاکر اطلاع دے دو، تو ایسی صورت میں مطلقاً طلاق پڑ جائے گی، اور اگر اُس کو صرف طلاق کا وکیل بنایا تو ابھی طلاق واقع نہ ہوگی؛ بلکہ جب وکیل اُسے جاکر طلاق دے گا تب واقع ہوگی؛ لہٰذا طلاق دینے سے پہلے اُسے وکیل سے رجوع کرنے کا حق حاصل ہے۔

رجل أراد سفرًا فخاصمته المرأة فوكل الرجل وكيلاً بطلاقها إن لم يرجع إلىٰ وقت كذا، وخرج إلى السفر ثم كتب إلى الوكيل بالعزل، اختلف فيه المتأخرون. قال شمس الأئمة السرخسي: الصحيح أنه يصح عزله. (الفتاویٰ التاتارخانية ٤٦١/١٢ رقم: ١٨٠٧٧ زكريا)

محض وہم سے طلاق نہیں ہوتی

سوال (۴۰۰):- اگر کسی کے دل میں وہم ہو کہ جب بھی میں فلاں سے نکاح کروں گا تو طلاق، تو اِس کا کیا حکم ہے؟

جواب:- وہم کا کوئی اعتبار نہیں، زبان سے کہے گا تو طلاق کی تعلیق ہوگی۔ (کتاب النوازل ۱۳۰/۹)

فلو طلق و لم يسمع نفسه لم يصح في الأصح. (الدر المختار / فصل في القراءة ٥٣٥/١ كراچی، ٢٥٣/٢ زكريا)

لو أجرى الطلاق على قلبه، وحرك لسانه من غير تلفظ يسمع، لا يقع.

(حـاشية الـطـحـطـاوي / بـاب شـروط الصلاة وأركانها ۲۱۹ فيصل ديوبند، شامي / أول كتاب الطلاق ۵۳۵/۱ كراچی، ۲۵۳/۲ زكريا، مجمع الأنهر / كتاب الطلاق ۱۵۷/۱ دار إحياء التراث العربي بيروت)

ومنها الإضافة إلى المرأة في صريح الطلاق حى لو أضاف الزوج صريح الطلاق إلى نفسه بأن قال: أنا منک طالق لا يقع الطلاق وإن نویٰ وهٰذا عندنا.

(بـدائـع الـصـنـائـع، كـتـاب الطلاق / فصل وأما الذي رجع إلى المرأة ۲۲۲/۲ زكريا، كذا في حاشية ابن عابدين الشامي ٤٩٣/٤ زكريا، البحر الرائق / باب الطلاق ۲۵۳/۳ کوئٹه)

لو تنفس ونویٰ الطلاق لا يقع. (الفتاویٰ التاتارخانية ۳۷۹/۲)

○ میسج کے ذریعہ طلاق

سوال (۴۰۱):- اگر کسی نے موبائل کے میسج سے طلاق دی، اور عورت کا موبائل کھلنے سے پہلے خراب ہوگیا، تو طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

جواب:- اِس میں الفاظ دیکھے جائیں گے، اگر یہ لکھا ہے کہ جب یہ میسج ملے تو تم کو طلاق، تو مسئولہ صورت میں طلاق نہیں پڑے گی؛ کیوں کہ میسج ملنے کی شرط نہیں پائی گئی، اور اگر لکھا ہے کہ تمہیں طلاق، تو فوراً پڑ جائے گی، میسج پہنچنے کا انتظار نہ ہوگا؛ بلکہ فوراً طلاق واقع ہوجائے گی۔

وإذا أضـافـه إلـى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقًا. (الـفـتـاویٰ الهندية / الفصل الثالث في تعليق الطلاق بكلمة إن وإذا الخ ٤٢٠/١ زكريا)

وأما إذا كان الأمر معلقًا بالشرط فإنما يصير الأمر في يد المفوض إليه إذا جاء الشرط. (الفتاویٰ التاتارخانية ٤٧٧/٤ رقم: ٦٧٠٨ زكريا)

صـريحه ما لم يستعمل إلا فيه ولو بالفارسية كطلقتک وأنت طالق ...... ويقع بها واحدة رجعية. (الدر المختار ٤٥٧/٤-٤٦٠ زكريا، ۲٤٧/۳ كراچی، مجمع الأنهر ١١/٢ بيروت)

فـالـصـريـح قـولـه: أنـت طـالـق ومـطلقة وطلقتک، فهٰذا يقع به الطلاق الرجعي. (الهداية ۳۵۹/۲)

○ مجنون اور نشہ باز شخص کی طلاق

سوال (۴۰۲):- مجنون کی طلاق اور نشہ میں مست آدمی کی طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

جواب:- مجنون کی طلاق تو واقع نہیں ہوتی؛ لیکن نشہ کی حالت میں طلاق پڑ جاتی ہے؛ تاکہ نشہ کرنے والوں پر زجر وتنبیہ ہو۔ (کتاب النوازل ۹/۲۴۲-۲۴۳، فتاویٰ قاسمیہ ۱۴/۳۰۲)

وطلاق السكران واقع إذا سكر من الخمر أو النبيذ وهو مذهب أصحابنا رحمهم الله تعالىٰ. (الفتاوىٰ الهندية / فصل فيمن يقع طلاقه وفيمن لا يقع طلاقه ۱/۳۵۳ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية ٤/۳۹٤ رقم: ٦٥٠٩ زكريا)

وخلع السكران وطلاقه واقع عندنا. (المبسوط للسرخسي ٦/١٧٦، الدر المنتقىٰ ١/٣٨٤)

عن قتادة رحمه الله تعالىٰ قال: الجنون جنونان، فإن كان لا يفيق لم يجز له طلاق، وإن كان يفيق فطلق في حال إفاقته لزمه ذٰلك. (المصنف لابن أبي شيبة / كتاب الطلاق ٩/٥٤٩ رقم: ١٨٢٢٩)

لا يقع طلاق ...... المجنون (الدر المختار) وفي الشامية: وإما لخروج مزاج الدماغ عن الاعتدال بسبب خلط أو آفة، ...... رجل عرف أنه كان مجنوناً فقالت له امرأته طلقتني البارحة فقال أصابني الجنون ولا يُعرف ذٰلك إلا بقوله، كان القول قوله. (شامي ٣/٢٤٣ كراچی، ٤/٤٥٠-٤٥١ زكريا، ٤/٣٣٢ بيروت)

○ ایک طلاق کے بعد عدت گذرنے پر دوسرے سے نکاح

سوال (۴۰۳):- اگر ایک طلاق دے دی اور عدت گذر گئی، تو دوسرے مرد سے شادی کرسکتی ہے یا نہیں؟ یا دو طلاق اور دے، کیا حکم ہے؟

جواب:- کرسکتی ہے، کوئی حرج نہیں۔ (کتاب النوازل ۹/۳۱۷)

عن سليمان بن يسار أن عمر رضي الله عنه قال للّتي نكحت في عدتها: فرق بينهما وقال: لا يتناكحان أبدا، وجعل لها المهر بما استحل من فرجها،

و أمرها أن تعتد من هذا و تعتد من هذا. (سنن سعيد بن منصور، کتاب النکاح / باب المرأة تزوج في عدتها ۱۸۹/۱ رقم: ٦٩٨)

عن الشعبي أن عليًا رضي اللّٰه عنه فرق بينهما وجعل لها الصداق بما استحل من فرجها، وقال: انقضت عدتها إن شاء تتزوجته فعلت. (سنن سعید بن منصور، کتاب النکاح / باب المرأة تزوج في عدتها ۱۸۹/۱ رقم: ٦٩٩)

إذا كان الطلاق بائنا دون الثلاث فله أن يتزوجها في العدة وبعد إنقضائها. (الفتاویٰ الهندية / فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به ۴۷۲/۱ زکریا)

○ رخصتی سے قبل طلاق میں نصف مہر کا وجوب

سوال (۴۰۴):- اگر کسی نے کہا کہ جب میں کسی عورت سے نکاح کروں گا تو طلاق، تو نکاح کرتے ہی جب طلاق پڑے گی تو اُس کا مہر واجب ہوگا یا نہیں؟

جواب:- آدھا مہر واجب ہوگا؛ کیوں کہ رخصتی سے قبل طلاق ہوگئی۔

قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ﴾ [البقرة، جزء آیت: ۲۳۷]

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما أنه قال في الرجل يتزوج المرأة يخلو بها ولا يمسها ثم يطلقها ليس لها إلا نصف الصداق؛ لأن اللّٰه تعالیٰ يقول: ﴿وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ﴾

(السنن الكبریٰ للبيهقي / باب الرجل يخلو بامرأته ثم يطلقها قبل المسيس ۴۳۹/۷ رقم: ۱۴۴۷۳)

ويجب نصفه بطلاق قبل وطئ أو خلوة. (الدر المختار مع الشامي، کتاب النکاح / باب المهر ۲۳۵/۴-۲۳۶ زکریا)

○ ایک طلاق دے کر عدت کے بعد تجدید نکاح

سوال (۴۰۵):- زید نے بیوی کو ایک طلاق دی، اور عدت گذرنے کے بعد اپنی بیوی کو رکھنا چاہتا ہے، تو اُس کی کیا شکل ہوگی؟

جواب:- اُس عورت سے ازسرِنو نکاح کرلے۔ (کتاب النوازل ۹/۳۱۷)

عن سليمان بن يسار أن عمر رضي الله عنه قال للتي نكحت في عدتها: فرق بينهما وقال: لا يتناكحان أبدا، وجعل لها المهر بما استحل من فرجها، وأمرها أن تعتد من هذا وتعتد من هذا. (سنن سعيد بن منصور، كتاب النكاح / باب المرأة تزوج في عدتها ۱۸۹/۱ رقم: ٦٩٨)

عن الشعبي أن عليًا رضي الله عنه فرق بينهما وجعل لها الصداق بما استحل من فرجها، وقال: انقضت عدتها إن شاء تتزوجته فعلت. (سنن سعيد بن منصور، كتاب النكاح / باب المرأة تزوج في عدتها ۱۸۹/۱ رقم: ٦٩٩)

إذا كان الطلاق بائنا دون الثلاث فله أن يتزوجها في العدة وبعد إنقضائها. (الفتاویٰ الهندية / فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به ۴۷۲/۱ زكريا)

○ ایلاء میں ۴؍مہینے گذرنے پر کتنی طلاق واقع ہوں گی؟

سوال (۴۰۶):- ایلاء کے بعد چار مہینے گذر جانے پر کتنی طلاق واقع ہوں گی؟

جواب:- ایک طلاقِ بائن واقع ہوگی۔ (کتاب النوازل ۱۰/۱۲۸)

الإيلاء: منع النفس عن قربان المنكوحة منعًا مؤكدًا باليمين بالله تعالىٰ أو غيره من طلاق أو عتاق أو صوم أو حج أو غير ذٰلک مطلقًا أو مؤقتًا بأربعة أشهر في الحرائر …… الإيلاء: اليمين على ترک وطء المنكوحة أربعة أشهر.

(الفتاویٰ التاتارخانية / الفصل الخامس والعشرون في الإيلاء ۱۸۴/۵ رقم: ۷٦۱۱ زكريا)

هو لغة: اليمين، شرعًا: الحلف على ترک قربانها مدته …… وحكمه وقوع طلقة بائنة إن برّ ولم يطأ. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الإيلاء ۴۲۲/۳-۴۲۴ كراچی)

○ بیوی نے اپنے رحم میں دوسرے کا نطفہ ڈلوایا تو اولاد کا نسب کس سے ثابت ہوگا؟

سوال (۴۰۷):- اولاد جو پیدا ہوتی ہے، وہ میاں بیوی دونوں کے نطفہ سے ہوتی ہے،

اَب اگر عورت کے اولاد نہیں ہوئی، اُس نے ڈاکٹر کے پاس جاکر دوسرے کا نطفہ ڈلوایا، جس سے اولاد ہوگئی، تو کیا یہ اولاد میاں بیوی کی ہوگی؟ یا جس کا نطفہ ہے اُس کی اور ڈلوانے والی عورت کی ہوگی؟

جــواب:- اولاد کی نسبت جائز شوہر کی طرف ہوگی، جس کا نطفہ ڈالا گیا، اُس کی طرف نہیں کی جائے گی؛ البتہ یہ عمل قطعاً جائز نہیں ہے کہ منکوحہ کسی کی ہو اور نطفہ کسی اور کا ڈلوائے، یہ قابل لعنت عمل ہے۔ اور شوہر کو حق ہے کہ وہ اسلامی حکومت میں قاضی کے پاس جاکر دعویٰ پیش کردے کہ یہ میرا بچہ نہیں ہے، تو لعان ہوگا، اور اگر وہ خاموش رہا یا غیر اسلامی ملک ہے، تو اس میں کوئی شکل نہیں، سوائے اِس کے کہ بچہ اُسی کا مانا جائے جو جائز شوہر ہے۔ (کتاب النوازل ۲۶۶/۱۰)

الولد للفراش وللعاهر الحجر. (صحيح البخاري، كتاب الفرائض بالولد الفراش الخ ٩٩٩/٢ رقم: ٦٤٩٢ ف: ٦٧٤٩، سنن أبي داؤد / باب الولد للفراش ٣١٠/١)

النسب الثابت بالنكاح لاينقطع الا باللعان. (بدائع الصنائع / فصل في حكم اللعان ٣٩١/٣ زكريا)

ويحتاط فی إثبات النسب ما أمكن. (شامي ١٠٤/٤ بيروت، ١٤٢/٤ زكريا)

○ کیا شہر امام کے سامنے لعان کا مقدمہ چل سکتا ہے؟

ســوال (۴۰۸):- کیا لعان شہر امام کر سکتے ہیں؟ اِسی طرح شہروں کے علماء کی کمیٹی جو قاضی القضاۃ کے کام پر مامور ہو، وہ کر سکتے ہیں؟

جواب :- ہمارے ملک ہندوستان میں چوں کہ اِسلامی حدود جاری نہیں ہیں، اِس لئے یہاں لعان کا حکم بھی جاری نہ ہوگا۔

وقد اتفق أئمة الحنفية والشافعية علىٰ أنه يشترط لصحة الحكم واعتباره في حقوق العباد الدعوىٰ الصحيحة، وأنه لا بد في ذٰلك من الخصومة الشرعية. (شامي ٢٣/٨ زكريا، ٣٥٤/٥ كراچی)

○ بیوی سے کہا کہ ’’تو میری ماں کی طرح ہے‘‘

سوال (۴۰۹):- اگر کسی نے مطلق ظہار کیا کہ ’’تو میری ماں کی طرح ہے‘‘، تو کیا حکم ہے؟

جواب:- اگر ’’أنتِ علي کأمي‘‘ (تو مجھ پر میری ماں کی طرح ہے) کہا ہے، تو اس میں نیت دیکھی جائے گی کہ اُس نے تعظیم کی نیت سے کہا یا ظہار کی نیت سے؟ اگر تعظیماً کہا کہ میں تیرا ایسا احترام کرتا ہوں جیسا کہ ماں کا احترام کرتا ہوں، تو یہ ظہار نہیں ہوگا۔ اور اگر ظہار کی نیت سے کہا ہو تو ظہار ہو جائے گا؛ البتہ اگر یہ کہا ہے کہ: ’’أنتِ علي کظهر أمي‘‘ (تو میرے اوپر میری ماں کی پیٹھ کے مانند (حرام) ہے) تو یہ ظہار ہے، اب اس میں کوئی دوسری نیت نہیں چلے گی۔

ولو قال: ’’أنت علي کأمي‘‘ أو قال: ’’مثل أمي‘‘ فإن نوی ظهارًا أو طلاقًا فهو علیٰ ما نوی. …… وإن أراد به البر والکرامة لا یلزمه شيء. (الفتاویٰ التاتارخانیة / کتاب الظهار ۱۶۹/۵ رقم: ۷۵۶۷ زکریا، الفتاویٰ الهندیة / الباب التاسع في الظهار ۵۰۷/۱)

لو قال لامرأته: ’’أنت علي کظهر أمي‘‘ کان مظاهرًا، سواءٌ نوی الظهار أو لا نیة له أصلاً، وکذا إذا نوی الکرامة والمنزلة الخ. (الفتاویٰ الهندیة / الباب التاسع في الظهار ۵۰۷/۱ زکریا)

○ کفارۂ ظہار میں فقراء کو دونوں وقت کھانا کھلایا جائے گا یا ایک وقت؟

سوال (۴۱۰):- کفارۂ ظہار میں ۶۰؍ مساکین کو دو وقت کا کھانا کھلایا جائے گا یا ایک وقت کا؟

جواب:- دونوں وقت کھانا کھلایا جائے گا۔

ویجزئ فیه طعام التملیک وطعام الإباحة، وتفسیر طعام التملیک ظاهرٌ، وتفسیر طعام الإباحة أن یغدیهم ویعشیهم، وفي الوقایة: وإن قل ما أکلوا.

(الفتاویٰ التاتارخانیة ۱۸۰/۵ رقم: ۷۵۹۹ زکریا)

فإن غداهم وعشاهم وأشبعهم جاز، سواء حصل الشبع بالقلیل أو الکثیر.

(الفتاویٰ الهندیة / الباب العاشر في الکفارة ۵۱۴/۱ زکریا)

مسائلِ عدت

○ معتدہ کا شوہر سے ضروری بات چیت کرنا

سوال (۴۱۱):- عدت کی حالت میں معتدۂ طلاق شوہر سے بات چیت کرسکتی ہے یا نہیں؟

جواب:- ضروری بات چیت کرسکتی ہے۔ (فتاویٰ قاسمیہ ۱۶/۵۶۴)

قلنا: صوت المرأة عورة – إلیٰ – فإنا نجیز الکلام مع النساء للأجانب ومجاورتهن عند الحاجة إلیٰ ذٰلک، ولا نجیز لهن رفع أصواتهن ولا تمطیطها ولا تلیینها وتقطیعها لما في ذٰلک من استمالة الرجال إلیهن وتحریک الشهوات منهم.

(شامي، کتاب الصلاة / باب شروط الصلاة، مطلب في ستر العورة ۷۹/۲ زکریا، ۴۰۶/۱ کراچی)

الحاجة تنزل منزلة الضرورة عامة کانت أو خاصةً. (الأشباه والنظائر / القاعدة الخامسة ۲۶۷ زکریا)

○ کیا مطلقہ بڑھیا عورت اپنے بوڑھے شوہر کی خدمت کرسکتی ہے؟

سوال (۴۱۲):- ایک بوڑھے نے بوڑھیا کو طلاق دے دی، تو کیا بوڑھیا اُس کی خدمت کرسکتی ہے؟

جواب:- بدنی خدمت نہیں کرسکتی، اس کے علاوہ کھانا پینا، کپڑا دھونا وغیرہ کرسکتی ہے، اور تنہائی میں ساتھ نہ رہے۔ (کتاب النوازل ۱۰/۱۶۴)

قال في القنیة: سکن رجل في بیت من دار، وامرأة في بیت آخر منها، ولکل واحد غلق علی حدة، لکن باب الدار واحد، لا یکره ما لم یجمعهما بیت.

(رد المحتار / کتاب الحظر والإباحة، فصل في النظر والمس ۵۲۹/۹ زکریا، ۳۶۸/۶ دار الفکر بیروت)

ولهما أن يسكنا بعد الثلاث في بيت إذا لم يلتقيا التقاء الأزواج، ولم يكن فيه خوف فتنة. (البحر الرائق / فصل الإحداد ٤/ ٢٦١ زكريا)

○ بیوہ عورت عدت کہاں گذارے؟

سوال (۴۱۳):- متوفی عنہا زوجہا اَیامِ عدت کہاں گذارے؟ شوہر کے گھر یا باپ کے گھر؟

جواب:- شوہر کے گھر عدت گذارے گی، الا یہ کہ کوئی عذر ہو۔ (فتاویٰ قاسمیہ ۱۶/ ۵۷۰)

لا تخرج المعتدة عن طلاق أو موت إلا لضرورة. (البحر الرائق، كتاب الطلاق / فصل في الإحداد ٤/ ٢٥٩ زكريا)

وإن كانت في منزل مخوف علىٰ نفسها أو مالها وليس معها رجل كانت في سعة من الرحلة؛ لأن المقام مع الخوف لا يمكن، وفي المقام ضرر عليها في نفسها ومالها وذٰلک عذر في إسقاط حق الشرع. (المبسوط للسرخسي، كتاب الطلاق / باب العدة وخروج المرأة من بيتها ٦/ ٣٤ بيروت)

وتعتد المعتدة في منزل يضاف إليها وقت الفراق أو الموت إلا أن تخرج جبرًا أو خافت علىٰ ما لها أو انهدام المنزل وتحته، وفيه إشعار بأنه إن خافت بالقلب من أمر الميت خوفًا شديدًا فلها أن تخرج. (ملتقى الأبحر مع مجمع الأنهر / كتاب الطلاق ٢/ ١٥٤-١٥٥ زكريا)

○ سوگ منانے کی وجہ کیا ہے؟

سوال (۴۱۴):- سوگ کیوں منایا جاتا ہے، اِس کی کیا وجہ ہے؟

جواب:- کیوں کہ اُس پر شوہر کا بہت بڑا احسان ہے، اُس کی یاد دہانی اور اُس کے حق کی ادائیگی کے لئے سوگ کا حکم ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ

﴿اَرۡبَعَةَ اَشۡهُرٍ وَعَشۡرًا﴾ [البقرة، جزء آیت: ٢٣٤]

عن أم حبيبة رضي الله عنها أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا يحل لامرأة مسلمة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تحد فوق ثلاثة أيام إلا علىٰ زوجها أربعة أشهر وعشرًا. (صحيح البخاري، كتاب الطلاق / باب الكحل للعادّة ٨٠٤/٢ رقم: ٥١٣٠ ف: ٥٣٣٩)

المتوفىٰ عنها زوجها يلزمها الحداد في عدتها ...... وتفسير الحداد: الاجتناب عن الطيب والدهن والكحل. (الفتاوىٰ التاتارخانية ٢٤٩/٥ رقم: ٧٧٧٧ زكريا)

○ کیا سن ایاس کو پہنچنے والی عورت پر بھی عدت لازم ہے؟

سوال (۴۱۵):- اگر کوئی مطلقہ عورت انتہائی سن ایاس کو پہنچ گئی ہو، تو کیا پھر بھی عدت گذارنا لازم ہے؟

جواب:- ہاں! اُس کے لئے بھی لازم ہے، اس میں جوان اور بڑھیا کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے، اور ایسی عورت کی عدت طلاق تین مہینے ہیں۔ (کتاب النوازل ۲۰۳/۱۰)

وفي رواية أن قومًا منهم: أبي ابن كعب وخلاد بن النعمان لما سمعوا قوله تعالىٰ: ﴿وَالۡمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصۡنَ بِاَنۡفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوۡءٍ﴾ قالوا: يا رسول الله! فما عدة من لا قروء لها من صغر أو كبر؟ فنزل: ﴿وَاللَّائِيۡ يَئِسۡنَ﴾ الخ. (روح المعاني / سورة الطلاق آيت: ٤، ٢٠٢/١٥ زكريا)

وإن كانت ممن لا تحيض من صغرٍ أو كبرٍ فعدتها ثلاثة أشهرٍ بقوله تعالى: ﴿وَاللَّائِيۡ يَئِسۡنَ مِنَ الۡمَحِيۡضِ مِنۡ نِسَآءِ كُمۡ﴾ (الهداية ٤٢٣/٢)

والعدة لمن لم تحض لصغر أو كبر أو بلغت بالسن ولم تحض ثلاثة أشهر. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثالث عشر في العدة ٥٢٦/١ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية ٢٢٧/٥ رقم: ٧٧٢٤ زكريا)

اَحکامِ مساجد و مدارس

○ مسجد کی غائب شدہ چیز کا مسجد میں اعلان کرنا

سوال (۴۱۶):- اگر مسجد کی کوئی چیز غائب ہوجائے، تو اس کا اعلان مسجد کے اندر کرنا کیسا ہے؟

جواب:- کر سکتے ہیں۔ (مستفاد: فتاویٰ قاسمیہ ۱۸/۴۵۶)

وأما لو ضل في المسجد فيجوز الإنشاد بلا شغب الخ. (العرف الشذي على هامش الترمذي، أبواب الصلاة / باب كراهية البيع والشراء الخ ۸۰/۱، معارف السنن / باب كراهية البيع والشراء ۳۱۳/۳ المكتبة الأشرفية ديوبند)

○ مسجد کے مائک سے چندہ کا اعلان

سوال (۴۱۷):- مسجد کے مائک سے چندہ کا اعلان کرنا کیسا ہے؟

جواب :- چندہ کا اعلان اسی مسجد کے لئے تو کوئی حرج نہیں، اور دیگر مسجد و مدرسہ کے لئے بھی گنجائش ہے؛ کیوں کہ یہ بھی دین کا ایک کام ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ رحیمیہ ۲۳۸/۹، امداد الفتاویٰ ۲۸/۲ کراچی، فتاویٰ قاسمیہ ۱۸/۴۵۹)

ويكره إعطاء سائل المسجد إلا إذا لم يتخط رقاب الناس في المختار؛ لأن عليًا تصدق بخاتمه في الصلاة فمدحه الله بقوله: ﴿وَيُؤْتُوْنَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ﴾ [المائدة، جزء آيت: ۵۵] (شامي / كتاب الحظر والإباحة ۴۱۷/۵ كراچی)

المسجد المحتاج إلى النفقة توجر قطعة منه بقدر ما ينفق عليه. (تقريرات

الرافعي على الشامي / كتاب الوقف ٦/ ٨٠ زكريا)

○ زکوٰۃ کا پیسہ مسجد میں لگانا

سوال (۴۱۸):- اگر کسی نے مالِ زکوٰۃ سے مسجد بنادی ہے، تو اس کا کیا کیا جائے گا؟

جواب :- جتنا زکوٰۃ کا پیسہ لگا ہے، اتنا چندہ کر کے صدقہ کیا جائے۔ (مستفاد: کفایت المفتی ۷/ ۶۸ قدیم، امداد الفتاویٰ ۲/ ۶۵۳، فتاویٰ قاسمیہ ۱۸/ ۴۸۲)

رجل غصب ساجة وأدخلها في بنائه؛ فإنه يتملك الساجة وعليه قيمتها، فإن قيمة البناء والساجة سواء، فإن اصطلحا علىٰ شيء جاز. (فتاوىٰ قاضي خان على هامش الفتاوىٰ الهندية ٣/ ٢٤٢ زكريا)

لا يجوز أن يبنى بالزكاة المسجد؛ لأن التمليك فيها شرط ولم يوجد.

(تبيين الحقائق ٢/ ١٢٠ زكريا، الفتاوىٰ الهندية، كتاب الزكاة / الباب التاسع في المعارف ١/ ١٨٨ زكريا)

○ سفراء مدارس کا مسجد کے مائک سے اپنے مدرسہ کیلئے چندہ کا اعلان کرنا

سوال (۴۱۹):- مدرسہ کے سفیر مسجدوں میں آتے ہیں، اِمام سے مائک مانگ کر اعلان کرتے ہیں، تو کیسا ہے؟

جواب :- انتظامیہ کی اجازت سے اپنے مدرسہ کے تعاون کا اعلان کر سکتے ہیں۔ (امداد الفتاویٰ ۲/ ۷۲۹، فتاویٰ قاسمیہ ۱۸/ ۴۵۰)

والمختار أن السائل إن كان لا يمر بين يدي المصلي ولا يتخطى الرقاب ولا يسأل إلحافًا؛ بل لأمر لا بد منه، فلا بأس بالسوال والإعطاء. (شامي ٣/ ٤٢ زكريا)

○ مسجد کی چیزیں عیدگاہ میں استعمال کرنا

سوال (۴۲۰):- مسجد کی چیزیں عارضی طور پر عیدگاہ کے لئے استعمال کرنا کیسا ہے؟ جیسے کہ مائک اسپیکر وغیرہ؟

جواب:- اگر عیدگاہ مسجد کے تابع ہے تو کر سکتے ہیں ورنہ نہیں۔ (فتاویٰ قاسمیہ ۱۸/ ۲۰۰)

وإذا أراد أن يصرف شيئًا من ذٰلک إلی إمام المسجد أو إلیٰ مؤذن المسجد فلیس له ذٰلک إلا إذا کان الواقف شرط ذٰلک في الوقف. (الفتاویٰ الهندیة ٤٦٢/٢ زکریا)

ولا یجوز نقله ونقل ماله إلیٰ مسجد آخر. (شامي، کتاب الوقف / مطلب فیما لو خرب المسجد أو غیره ٥٤٨/٦ زکریا)

إنهم صرحوا بأن مراعاة غرض الواقفین واجبة. (شامي ٦٦٥/٦ زکریا)

○ مسجد میں ایسا مکالمہ پیش کرنا جس پر قہقہے لگتے ہوں

سوال(۴۲۱):- مسجد میں مکالمہ پیش کرنا کیسا ہے؟ جب کہ لوگ قہقہہ لگا کر ہنستے ہیں؟

جواب:- ایسا کرنا مسجد کی بے ادبی ہے، اور سخت مکروہ ہے۔

فکذٰلک البیع وإنشاد الشعر والتحلق قبل الصلاة، فما غلب علیه کره وما لا فلا. (شامي، کتاب الصلاة / باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها، مطلب: في إنشاد الشعر ٤٣٤/٢ زکریا)

وفي خزانة الفقه: ما یدل علیٰ أن الکلام المباح من حدیث الدنیا في المسجد حرام. (الفتاویٰ الهندیة، کتاب الکراهیة / الباب الخامس في آداب المسجد الخ ٣٢١/٥ زکریا)

والسادس: أن لا یرفع فیه الصوت من غیر ذکر الله تعالیٰ. (الفتاویٰ الهندیة، کتاب الکراهیة / الباب الخامس في آداب المسجد الخ ٣٢١/٥ زکریا)

مسائلِ نذر

نذر اور قسم میں فرق

سوال (۴۲۲):- نذر اور قسم دونوں مشترک ہیں یا کوئی فرق ہے؟

جواب :- نذر اور قسم میں تھوڑا سا فرق ہے کہ ہر نذر قسم کو شامل ہوتی ہے؛ لیکن ہر قسم نذر کو شامل نہیں ہوتی۔ اور نذر کے لئے لازم ہے کہ جس بات کی نذر مانی جائے اُس کا تعلق کسی ایسی عبادتِ مقصودہ سے ہو جس کی جنس سے فرض یا واجب پایا جائے، مثلاً یہ کہے کہ اگر میرا فلاں کام ہوگیا تو اتنی رکعت نماز پڑھوں گا، تو شرط پائے جانے پر نذر کی تکمیل واجب ہوگی۔ اور اگر نذر کا تعلق عباداتِ مقصودہ سے نہ ہو، تو نذر منعقد نہیں ہوتی، مثلاً اگر یہ کہا کہ میرا فلاں کام ہوگیا تو میں اپنے اُستاذ کو دس روپئے ہدیہ دوں گا، تو یہ ہدیہ دینا واجب نہیں ہے؛ کیوں کہ ہدیہ دینا عباداتِ مقصودہ میں سے نہیں ہے، اپنی مرضی سے دے دیں تو الگ بات ہے؛ لیکن واجب نہیں ہوگا۔

اِس کے برخلاف قسم کے اندر ایسی کچھ تفصیل نہیں ہوتی ہے؛ بلکہ ہر چیز کی قسم منعقد ہوسکتی ہے، یہ الگ بات ہے کہ اگر معصیت کی قسم ہو تو اُس کا پورا کرنا گناہ ہوگا

البتہ ایک بات میں دونوں مشترک ہیں کہ اَیمان کا تعلق بھی الفاظ سے ہے اور نذر کا تعلق بھی الفاظ سے ہے، محض نیت کرنے سے نہ نذر منعقد ہوتی ہے اور نہ قسم، اگر ویسے ہی دل میں اِرادہ کرلے کہ میں ایسا کروں گا، تو اس سے نہ کوئی نذر اور نہ کوئی قسم منعقد ہوگی، زبان سے بولنا ضروری ہے، یہ شرط دونوں میں چلے گی۔

وهو عبادة مقصودةٌ (الدر المختار) قال في الفتح: مما هو طاعةٌ مقصودةٌ لنفسها، ومن جنسها واجبٌ الخ. وفي البدائع: ومن شروطهٖ أن يكون قربةً

مقصودةً، فلا يصح النذر بعيادة المريض الخ. (الدر المختار مع الشامي ٥١٦/٥ زكريا)

○ مزار پر بکرا چڑھانے کی منت ماننا

سوال (۴۲۳):- عورت نے قبر پر جا کر نذر مانی کہ اگر میرا بچہ بیماری سے نجات پا گیا تو ایک بکری مزار پر دوں گی۔ اَب بکری لانے کی صورت میں اور نہ لانے کی صورت میں کیا حکم ہے؟

جواب:- یہ نذر صحیح نہیں ہے؛ کیوں کہ معصیت کی نذر ہے۔

واعلم أن النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام إلیٰ ضرائح الأولياء الكرام تقربًا إليهم فهو بالإجماع باطل وحرام. (الدر المختار مع الشامي ٤٣٩/٢ كراچی، ٤٢٧/٣ زكريا، الفتاویٰ الهندية ٢١٦/١ زكريا، ٢٧٩/١ جديد، البحر الرائق ٢٩٨/٢ كوئٹه)

○ نذر مانی کہ اگر فلاں کام ہوگیا تو مسجد میں پانچ سو روپئے دوں گا

سوال (۴۲۴):- کسی نے نذر مانی کہ اگر میرا فلاں کام ہوگیا تو مسجد میں پانچ سو روپیہ دوں گا، تو کیا دینا واجب ہے؟

جواب:- اتنی رقم دینی ضروری ہوگی؛ لیکن اُسی مسجد کی قید نہیں، کہیں بھی دے سکتا ہے۔

وإن كان مقيدًا بمكان بأن قال: للّٰه عليّ أن أصلي ركعتين في موضع كذا أو تصدق علیٰ فقراء بلد كذا، يجوز أداء ه في غير ذٰلک المكان عند أبي حنيفة وصاحبيه؛ لأن المقصود من النذر هو التقرب إلى اللّٰه عزوجل، وليس لذات المكان دخل في القربة. (الفقه الإسلامي وأدلته ٤٨٤/٣)

نذر لفقراء مكة جاز الصرف لفقراء غيرها. (الدر المختار مع الشامي ٥٢٤/٥ زكريا، ٧٤٠/٣ كراچی)

○ مسجد میں مال دینے کی منت

سوال (۴۲۵):- اگر کسی نے مسجد یا مدرسہ میں روپیہ دینے کی نذر مانی، تو کیا دینا

واجب ہوگا؟

جــواب :- یہ نذر پوری کرنا ضروری ہے؛ لیکن اِس میں یہ قید نہیں ہے کہ جس مسجد کے لئے نذر مانی اُسی مسجد میں دے؛ بلکہ کہیں بھی دے سکتا ہے۔

والنذر من اعتكاف أو حج أو صلاة أو صيام أو غيرها غير المعلق ولو معينًا لا يختص بزمان ومكان ودرهم وفقير، فلو نذر التصدق يوم الجمعة بمكة بهٰذا الدرهم علىٰ فلان فخالف جاز. (شامي ٥٢٤/٥ زكريا، ٧٤١/٣ كراچی)

مسائلِ حدود وقصاص

○ حدود کن کن جرائم میں جاری ہوتی ہیں؟

سوال (۴۲۶):- حد کن کن چیزوں میں جاری ہوتی ہے؟

جواب :- جن جرائم پر حد جاری ہوتی ہیں وہ کل ۶/ ہیں، جن کے ثبوت کے بعد اِسلامی حکومت میں حد کا اجراء ہوتا ہے، اور اِس بارے میں کسی کی سفارش منظور نہیں کی جاتی، اور وہ جرائم درج ذیل ہیں:

وهي ستة أنواعٍ: حد الزنا، وحد شرب الخمر خاصةً، وحد السكر من غيرها، والكمية متحدة فيهما، وحد القذف، وحد السرقة، وحد قطع الطريق.

(شامي / كتاب الحدود ٦/٣ زكريا)

الحدود جمع حدٍ، في اللغة: المنع. وفي الشرع: عقوبة مقدرة وجبت حقًا للّٰه تعالىٰ زجرًا. والحدود ستة: حد الزنا، وحد شرب الخمر، والسكر، وحد القذف، وحد السرقة، وحد قطع الطريق، والأولون من الحدود الخالصة.

(قواعد الفقه / التعريفات الفقه ٢٦١ دار الكتاب)

(۱) جرم زنا:- جو یا تو اقرار سے ثابت ہوتا ہے یا چار مردوں کی گواہی سے، جو اِس طرح جرم کی گواہی دیں، جیسے سرمہ دانی میں سلائی کو داخل ہوتے ہوئے دیکھا جاتا ہے، پھر زنا کے مرتکب دو طرح کے لوگ ہوتے ہیں:

الف:- غیر شادی شدہ ہو تو ۱۰۰/ کوڑے لگائے جائیں گے۔

ب:- اور اگر شادی شدہ ہو تو رجم کیا جائے گا۔

قال اللّٰه تعالىٰ: ﴿الزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِئَةَ جَلْدَةٍ وَلَا

تَـأۡخُـذۡكُـمۡ بِهِـمَـا رَأۡفَةٌ فِـىۡ دِيۡـنِ الـلّٰهِ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَلۡيَشۡهَدۡ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ﴾ [النور: ٢]

عـن أبي هريرة وزيـد بـن خـالـد الـجهني رضي اللّٰه عنهما في الأعرابِيِّين الـذيـن أتيا رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فقال: أحدهما يا رسول اللّٰه! إن ابني هٰذا كـان عسيـفًا يعني أجيرًا علىٰ هٰذا فزنى بامرأته – إلىٰ أن قال – فقال رسول الـلّٰـه صـلـى الـلّٰـه عـليـه وسـلم: والذي نفسي بيده لأقضين بينكما بكتاب اللّٰه: الـوليدة والغنم رد عليک، وعلىٰ ابنک جلد مائة وتغريب عام واغد يا أنيس – لـرجل من أسلم – إلىٰ امرأة هٰـذا، فـإن اعتـرفـت فارجمها فغدا عليها فاعترفت فرجمها. (تفسير ابن كثير ٥٠١/٤، صحيح البخاري ٣٧٦/١ رقم: ٢٧٢٤)

(۲) انگوری شراب پینا:- (چاہے نشہ آئے یا نہ آئے)

(۳) انگوری شراب کے علاوہ کسی اور شراب کے پینے سے نشہ آ جانا۔

اِن دونوں جرائم میں ۸۰؍ کوڑے کی حد جاری کی جائے گی۔

يُـحـدُّ مسـلـمٌ ناطقٌ مكلفٌ شرب الخمرَ ولو قطرةً، أو سكرَ من نبيذٍ ما بهٖ يفتىٰ طوعًا عالمًا بالحرمة الخ، ثمانين سوطًا. (تنوير الأبصار مع الدر المختار ٥٤/٦–٧٣ زكريا)

ذهـب الـحـنفية والمالكية والحنابلة في الراجع عندهم وهو مقابل الأصح عـنـد الشـافـعية إلـىٰ أن الـحـدثـمـانون جلدة، لا فرق بين الذكر والأنثىٰ، وبهٖ قال الثـوري، واستدلوا علىٰ ذٰلک بإجماع الصحابة، فإنه روى أن عمر استشار الناس فـي حد الخمر، فقال عبد الرحمن بن عوف اجعله كأخف الحدود ثمانين فضرب عمر ثمانين، وكتب به إلى خالد وأبي عبيدة بالشام. (الموسوعة الفقهية ٩٦/٢٥ كويت)

(۴) کسی پر زنا کی تہمت لگانا:- اگر کسی پر زنا کی تہمت لگائی، اور اِس پر چار گواہ پیش نہ کرسکا تو اُس پر حد قذف یعنی ۸۰؍ کوڑے لگائے جائیں گے۔

قـال الـلّٰـه تـعـالىٰ: ﴿وَالَّذِيۡنَ يَرۡمُوۡنَ الۡمُحۡصَنٰتِ ثُمَّ لَمۡ يَأۡتُوۡا بِاَرۡبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجۡلِدُوۡهُمۡ ثَمَانِيۡنَ جَلۡدَةً﴾ [النور، جزء آيت: ٤]

(۵) چوری کرنا:- اگر ۱۰؍درہم (تقریباً ۳۵؍گرام چاندی یا اُس کی قیمت) یا اُس سے زائد کی قیمت کا سامان چرایا ہے، اور چوری کا ثبوت ہوگیا ہے، تو ایسے شخص پر ہاتھ کاٹے جانے کی حد جاری ہوگی۔

قال تعالیٰ: ﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا اَیْدِیَهُمَا﴾ [المائدۃ، جزء آیت: ۳۷]

(۶) ڈکیتی ڈالنا:- اگر ڈاکہ ڈالا، تو اُس جرم کی نوعیت کے اعتبار سے حد جاری ہوتی ہے، بعض صورتوں میں مخالف ہاتھ پیر کاٹے جاتے ہیں، بعض صورتوں میں سولی دی جاتی ہے، اور بعض صورتوں میں قتل کیا جاتا ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿اِنَّمَا جَزٰٓءُ الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یُّقَتَّلُوْا اَوْ یُصَلَّبُوْا اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ذٰلِکَ لَهُمْ خِزْیٌ فِی الدُّنْیَا وَلَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ﴾ [المائدۃ: ۳۳]

○ ہندوستان میں کسی زانی کا اپنے اوپر حدزنا جاری کرانے کا حکم دینا

سوال (۴۲۷):- ہندوستان کے ایک پکے سچے کامل مؤمن شخص سے اتفاقاً زنا صادر ہوا، اَب وہ رشتہ دار سے کہتا ہے کہ مجھے رجم کرو، تو کیا اُس کی بات مان کر رجم کیا جائے گا؟

جواب:- اُس شخص پر رجم کی حد جاری کرنا جائز نہ ہوگا؛ اِس لئے کہ حدود کے اِجراء کے لئے دارالاسلام اور مسلمان حاکم کا فیصلہ شرط ہے۔ ذاتی طور پر کسی کے کہنے سے حد جاری نہیں ہوسکتی، اِس لئے مذکورہ شخص پر سچے دل سے توبہ واستغفار ضروری ہے۔

فیشترط الإمام لاستیفاء الحدود. (شامي / کتاب الجنایات ۶/۵۴۹ کراچی، ۱۰/۱۹۵-۱۹۶ زکریا)

وزاد الکمال: في دار الإسلام؛ لأنه لا حد بالزنا في دار الحرب. (الدر المختار مع الشامي ۶/۶ زکریا، مجمع الأنہر ۲/۳۴۸، البحر الرائق ۵/۱۷ کوئٹہ، الفتاویٰ الهندیة ۲/۱۴۳ زکریا، فتح القدیر ۵/۲۳۵ بیروت، الفتاویٰ التاتارخانیة ۶/۳۳۹ رقم: ۹۵۱۴ زکریا)

○ ہندوستان میں حدِ زنا جاری نہیں

سوال (۴۲۸):- ہندوستان میں زانی اور زانیہ کو کیا سزا دی جائے گی؟

جواب:- یہاں کوئی حد والی سزا جاری نہیں ہوگی؛ البتہ ذمہ دار حضرات کوئی مناسب فیصلہ کر سکتے ہیں، جو شریعت کے خلاف نہ ہو۔ (فتاویٰ دار العلوم ۱۲/۱۸۰، فتاویٰ قاسمیہ ۱۷/۱۳۵، احسن الفتاویٰ ۵/۱۱۵، کتاب النوازل ۱۰/۲۳۳)

عن زید بن ثابت رضي اللّٰه عنه قال: لا تقام الحدود في دار الحرب مخافة أن یلحق أهلها بالعدو. (السنن الکبریٰ للبیهقي ۱۳/ ٤۱٥)

○ ہندوستان میں حدود کا اجراء نہ ہوگا

سوال (۴۲۹):- ہمارے یہاں اِن چاروں حدود کا فیصلہ کیسے ہوگا؟

جواب:- اِس کے لئے اِسلامی حکومت شرط ہے، ہمارے یہاں حدود کا فیصلہ کچھ نہ ہوگا؛ البتہ مجرمین پر توبہ واستغفار لازم ہے، اور جس کا حق مارا ہے اُس کی تلافی کرنی ہوگی۔

الحد خالص حق اللّٰه تعالیٰ فلا یستوفیه إلا نائبه وهو الإمام. (فتح القدیر ٥/ ۲۲٤ زکریا، ٥/ ۲۳٦ دار الفکر مصر قدیم)

وزاد الکمال: في دار الإسلام؛ لأنه لا حد بالزنا في دار الحرب. (الدر المختار مع الشامي ٦/ ٦ زکریا، مجمع الأنهر ۲/ ۳٤۸، البحر الرائق ٥/ ۱۷ کوئٹه، الفتاویٰ الهندیة ۲/ ۱٤۳ زکریا، فتح القدیر ٥/ ۲۳٥ بیروت، الفتاویٰ التاتارخانیة ٦/ ۳۳۹ رقم: ۹٥۱٤ زکریا)

○ رجم میں پتھر کے بجائے کسی اور چیز سے مار ڈالنا

سوال (۴۳۰):- رجم کے لئے پتھر سے مار مار کر جان سے مار دینا ضروری ہے یا صرف کچھ دیر تک پتھر سے مارا جائے گا؟

جواب:- اگر پریشانی زیادہ ہونے لگے تو پھر اُس کو کسی اور چیز سے مار دینا چاہئے؛ تاکہ اُس کی جان جلدی نکل جائے۔

عن أبي سعيد رضي اللّٰه عنه أن رجلاً من أسلم يقال له: ماعز بن مالک أتى رسول اللّٰـه صلى اللّٰه عليه وسلم فقال: إني أصبت فاحشة فأقمه علي، فرده النبي صلى اللّٰه عليه وسلم مرارًا ...... فأمرنا أن نرجمه. قال: فانطلقنا به إلىٰ بقيع الغرقد. قال: فما أوثقناه ولا حفرنا له. قال: فرمينا بالعظم والمدر والخزف، قال: فاشتد، واشتددنا خلفه، حتى أتى عرض الحرة فانتصب لنا، فرميناه بجلاميد الحرة – يعني الحجارة – حتى سكت، الحديث. (صحيح مسلم، كتاب الحدود / باب حد الزنا ٦٧/٢)

لو تعسر على المرجوم الموت بعد ما شرع الناس في رجمه بالحجارة الصغار، جاز أن يرمي بما يتعجل به موته. فالذي يظهر أنه ينبغي أن يجوز استعمال الرصاص في مثل هٰذه الحالة. (تكملة فتح الملهم، كتاب الحدود / استعمال الرصاص من في الرجم ٤٤٥/٢)

○ چوری اور ڈکیتی میں فرق

سوال (۴۳۱):- حضرت! چوری اور ڈکیتی میں کیا فرق ہے؟

جواب:- چوری خفیہ طور پر اور ڈکیتی برسرعام ہوتی ہے۔

في اللغة: السرقة أخذ الشيء من الغير خفية.

وفي الاصطلاح: هي أخذ العاقل البالغ نصابًا محرزًا أو ما قيمته نصاب ملكًا للغير، لا شبهة له فيه علىٰ وجه الخفية. (الموسوعة الفقهية ٢٩٢/٢٤ كويت)

السرقة: هي في اللغة: أخذ الشيء من الغير علىٰ وجه الخفية. (قواعد الفقه / التعريفات الفقه ٣٢١)

الحرابة في الاصطلاح: وتسمى قطع الطريق عند أكثر الفقهاء، هي البروز لأخذ مال أو لقتل أو لإرعاب علىٰ سبيل المجاهرة مكابرة اعتمادًا على القوة مع البعد عن الغوث. (الموسوعة الفقهية ١٥٣/١٧ كويت)

○ اگرلڑکا یا لڑکی میں سے ایک زنا کا مقر ہے اور دوسرا منکر ہے، تو حد کس پر جاری ہوگی؟

سوال (۴۳۲):- اگرلڑکے اور لڑکی میں سے ایک مقر ہے اور دوسرا منکر ہے، تو کس پر حد جاری ہوگی؟ دونوں پر حد جاری ہوگی یا ایک پر؟ اِس صورت میں حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک کسی پرحج جاری نہ ہوہوگی، اور صاحبینؒ کے نزدیک مقر پر حد جاری ہوگی اور حاکم وقت کو چاہئے کہ ایسے معاملہ میں پوری جرح اور تحقیق وتفتیش کے بعد ہی کوئی فیصلہ کرے۔

جواب:- منکر پر حد جاری نہیں ہوگی، جب تک کہ اقرار نہ کرے۔ (کتاب النوازل ۳۳۵/۱۰)

ولا بـد أيـضًا أن لا يكذبه الآخر حتى لو أقر بالزنا فكذبته، أو هي فكذبها فلا حد عليهما عند الإمام، كذا في النهر الفائق. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الحدود / الباب الثاني في الزنا ۱۴۳/۲ زكريا)

وكـذبتـه في الزنا أصلاً، وقالت: لا أعرفه فلا حد عليه في قول أبي حنيفة رحمه الله، وفي جامع الجوامع، وكذا لو سكتت، وقال أبو يوسف ومحمد وزفر رحـمهم الله: يحد الرجل، وعلىٰ هٰذا الاختلاف إذا أقرت المرأة بالزنا، وكذبها الرجل أصلاً، وقال: لا أعرفها. (الفتاویٰ التاتارخانية / كتاب الحدود ۳۵۵/۶ رقم: ۹۵۵۳ زكريا)

○ شادی شدہ عورت سے زبردستی زنا

سوال (۴۳۳):- اگرشادی شدہ عورت کو زبردستی پکڑ کر زنا کرلیا تو کیا دونوں پر حد جاری ہوگی؟

جواب:- زبردستی زنا پر حد جاری نہیں ہوتی۔

وإن أكرهه على الزنا ...... وقال أبو يوسف ومحمد: لا يلزمه الحد. (الهداية ۳۵۱/۳)

○ قتل پر اَولیاء نے معاف کیا تو قاتل پر توبہ ضروری ہے یا نہیں؟

سوال (۴۳۴):- کسی کے باپ کے قتل پر اولاد نے معاف کردیا، تو کیا یہ معافی تلافی آخرت کے لئے بھی ہوگی یا اُس کی پکڑ ہوگی؟

جــــواب :- ایک ہے اُن کا معاف کرنا اور ایک ہے اُس کا قتل سے توبہ کرنا، دونوں ضروری ہیں۔

اعلم أن توبة القاتل لا تكون بالاستغفار و الندامة فقط؛ بل يتوقف علىٰ إرضاء أولياء المقتول ...... فإن عفوا عنه كفته التوبة، وقدمنا آنفًا أنه بالعفو عنه يبرأ في الدنيا. (شامي ۱۹۵/۱۰ زكريا، ٥٤٩/٦ كراچی، الفقه الإسلامي وأدلته ١٦٨/٦ مكتبة الهدى ديوبند)

○ آپ ﷺ نے حضرت ماعزؓ کی نماز جنازہ کیوں نہیں پڑھائی ؟

ســــوال (۴۳۵):- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ نہیں پڑھائی، اور حضرت غامدیہ رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ پڑھائی، حالاں کہ دونوں کا جرم ایک ہی ہے؟

جـواب :- ممکن ہے کہ لوگوں کو عبرت دلانے کے لئے حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ نہ پڑھائی ہو، اور بعد میں بیانِ جواز کے لئے حضرت غامدیہ رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ پڑھائی ہو، یہ اُس صورت میں ہے جب کہ ترمذی شریف کی روایت کو ترجیح دی جائے، جس میں حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ نہ پڑھانے کا ذکر ہے۔

لیکن اِس کے برخلاف بخاری شریف کی روایت میں اُن کی نماز جنازہ پڑھانا مذکور ہے۔ اِس روایت کے اعتبار سے کوئی اِشکال نہ ہوگا۔

اور دونوں روایتوں میں تطبیق کی صورت یہ ہوسکتی ہے کہ عین رجم کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھنے سے انکار فرمایا؛ لیکن بعد میں آپ نے نماز جنازہ خود پڑھائی، جیسا کہ مصنف عبد الرزاق کی روایت سے واضح ہے۔

عن جابر رضي اللّٰه عنه أن رجلاً من أسلم جاء النبي صلى اللّٰه عليه وسلم فاعترف بالزنا إلىٰ أنه قال: فرُجِم حتى مات ......، فقال له النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: خيرًا و صلّٰى عليه. (صحيح البخاري، كتاب المحاربين / باب الرجم بالمصلّٰى ١٠٠٧/٢)

وفي الحاشية: والجمع بين الروايتين بأن رواية المثبت مقدمة علىٰ رواية

النافي، أو يحمل رواية من قال: لم يصلِّ عليه، يعني حين رُجم لم يصل عليه، ثم صلّى عليه بعد ذٰلک، ويؤيده ما رواه عبد الرزاق من حديث أبي أمامة بن سهل بن حنيفٍ في قصة ماعزٍ، قال: فقيل يا رسول اللّٰه! أتُصلي عليه؟ قال: لا، فلما كان الغدُ، قال: صلوا علىٰ صاحبكم، فصلى عليه رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم والناس. فهٰذا الحديث يجمع الاختلاف. (حاشية صحيح البخاري، كتاب المحاربين / باب الرجم بالمصلّى ۱۰۰۷/۲)

قال الحافظ ابن حجر رحمه اللّٰه تعالىٰ: فهٰذا الخبر يجمع الاختلاف، فتُحمل رواية النفي علىٰ أنه لم يصلِّ عليه حين رُجم. ورواية الإثبات علىٰ أنه صلى اللّٰه عليه وسلم صلّى عليه في اليوم الثاني ...... الخ. (فتح الباري ۱۳۱/۱۲ بيروت)

○ کیا ہر نشہ آور چیز کا حکم یکساں ہے؟

سوال (۴۳۶):- حضرت! ہر نشہ آور چیز کا حکم یکساں ہے یا فرق ہے؟

جواب:- انگور اور کھجور سے تیار شدہ مشروب کا معاملہ الگ ہے اور دیگر چیزوں کا الگ ہے۔

من شرب المسكر من التمر أوالخمر من العنب أو المنصف أو المثلث وسكر حد، ولو سكر من نبيذ العسل أو المزر والجعة ونحو ذٰلک أو من البنج أو لبن الرماک لم يُحد. (الفتاویٰ السراجية، كتاب الحدود / باب حد الشرب ص: ۲۸۳ اتحاد ديوبند)

وأما إذا سكر بالمباح كشرب المضطر والمكره، والمتخذ من الحبوب والعسل والدواء والبنج، فلا تعتبر تصرفاته كلها؛ لأنه بمنزلة الإغمار لعدم الجناية. (البحر الرائق، كتاب الحدود / باب حد الشرب ٤٦/٥ زكريا)

نقل في الأشربة عن الجوهرة حرمة أكل بنج وحشيشة وأفيون؛ لكن دون حرمة الخمر ولو سكر بأكلها لا يحد؛ بل يعزَّرُ. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الحدود / باب حد الشرب المحرم ٧٥/٦ زكريا)

○ کیا مسلم لڑکی غیر مسلم کے ساتھ بھاگ جانے سے کافر ہوجائے گی؟

سوال (۴۳۷):- اگر کوئی مسلمان لڑکی غیر مسلم لڑکے کے ساتھ چلی جائے، تو اُس کا کیا

حکم ہے؟

جواب:- اگر مذہب بدل دیا تو کفر کا حکم لگے گا، اور اگر مذہب نہیں بدلا تو صرف گنہگار ہے، کافر نہیں۔

من رضی بکفر نفسه فقد کفر. (الفتاویٰ التاتارخانیة ۲۸۳/۷ رقم: ۱۰٤۹۳ زکریا، المحیط البرهاني ۳۹۸/۷ رقم: ۹۱۸۳ بیروت)

○ ڈاکو کو قتل کرنا

سوال (۴۳۸):- اگر کوئی ڈاکو قتل کردے؛ تاکہ وہ لوگوں کو مارے پیٹے نہیں، تو کیا حکم ہے؟

جواب:- اگر ڈاکو کسی شخص پر حملہ آور ہے اور اُس نے دفاع میں اُسے قتل کیا تو کوئی حرج نہیں؛ لیکن ویسے ہی کوئی شخص کسی کو ڈاکو قرار دے کر قتل نہیں کرے گا؛ بلکہ ڈاکوؤں کے خلاف جو بھی اقدام ہوگا وہ حکومت کی طرف سے ہوگا۔

لص هو معروف بالسرقة وجده رجل یذهب في حاجته غیر مشغول بالسرقة لیس له أن یقتله وله أن یأخذه، وللإمام أن یحبسه حتی یتوب؛ لأن الحبس للزجر لتوبته مشروع. (البحر الرائق، کتاب السرقة / باب قطع الطریق ۱۱۷/۵ زکریا، الفتاویٰ السراجیة، کتاب السرقة / باب المسائل المتفرقة ۲۹۰ اتحاد دیوبند)

اختلف الفقهاء فیما یغلب في قتل قاطع الطریق إذا قتل فقط، فذهب الحنفیة والمالکیة وهو قول عند الشافعیة والحنابلة إلی أنه یغلب الحد، فیقتل وإن قتل. (الموسوعة الفقهیة ۱۶۱/۱۷ کویت)

○ ماکول اللحم جانور سے بدکاری کی گئی تو اُس جانور کا کیا کریں؟

سوال (۴۳۹):- اگر ماکول اللحم جانور سے کوئی شخص بدکاری کرے تو اُسے کھایا جاسکتا ہے؟

جواب:- حضرت اِمام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ایسے ماکول اللحم جانور کو ذبح کرکے اُس کا گوشت کھایا جاسکتا ہے۔ جب کہ صاحبینؒ کے نزدیک وہ جانور خواہ ماکول اللحم ہو یا غیر ماکول اللحم،

اُسے ذبح کرکے آگ میں جلا دیا جائے گا۔ اور چوں کہ جب تک وہ زندہ رہے گا اور لوگوں کی نظریں اُس پر پڑیں گی تو بدکاری کا واقعہ موضوعِ بحث بنتا رہے گا، اِس لئے ایسے جانور کو ذبح کرنے کا حکم دیا گیا ہے؛ تاکہ برے واقعہ کا تذکرہ عام نہ ہوسکے۔

ولا يحد بوطء بهيمةٍ؛ بل يعزر وتذبح ثم تحرقُ، ويكره الانتفاع بها حيةً وميتةً (الدر المختار) **أي لقطع امتداد التحدث به كلما رُؤيت وليس بواجبٍ كما في الهداية وغيرها. وهٰذا إذا كانت مما لا تؤكل، فإن كانت تؤكل جاز أكلها عنده. وقالا: تحرق أيضًا.** (الدر المختار مع الشامي، كتاب الحدود / باب الوطئ الذي يوجب الحد الخ ٣٦/٦ زكريا)

○ کتنی مقدار چوری کرنے پر ہاتھ کٹے گا؟

سوال (۴۴۰):- کتنی مقدار چوری کرنے پر چور کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا؟

جواب:- ۱۰؍ درہم یا اُس کی قیمت کے بقدر چوری پر حد جاری ہوگی، اور موجودہ دور میں ۱۰؍ درہم کی مقدار تقریباً ۳۶؍ گرام چاندی یا اُس کی قیمت ہوتی ہے۔

نصابها عشرة دراهم ...... وهو مذهب أبي حنيفة وصاحبيه، كما في المغني وفتح الباري. (تكملة فتح الملهم ٣٨٨/٢)

عن عبد اللّٰه بن عمرو رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا تقطع يد السارق في دون ثمن المجن، قال عبد اللّٰه: وكان ثمن المجن عشرة دراهم. (تكملة فتح الملهم ٣٨٩/٢، المصنف لابن أبي شيبة ٣٧١/١٤ رقم: ٢٨٦٨٨)

○ مرتد کی سزا

سوال (۴۴۱):- اگر کوئی بدنصیب مسلمان مرتد ہو جائے تو اُس کا کیا حکم ہے؟

جواب:- اسلامی حکومت میں اُس کو تین دن کی مہلت دی جائے گی، اس کے اندر اندر اسلام دوبارہ لائے تو ٹھیک ہے ورنہ قتل کیا جائے گا۔

عن أبي أمامة بن سهل بن حنيف رضي اللّٰه عنه أن عثمان بن عفان أشرف

یوم الدار، فقال: أنشدكم بالله: أتعلمون أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا يحل دم امرئ مسلم إلا بإحدىٰ ثلاث ...... ارتداد بعد إسلام. الحديث

(سنن الترمذي ۳۸/۲، ۱۰۹/۲ رقم: ۲۱۵۸ مکتبہ شیخ الإسلام دیوبند)

عن عبد الله قال: قام فينا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: والذي لا إلٰه غيره، لا يحل دم رجل مسلم يشهد أن لا إله إلا الله وأني رسول الله إلا ثلاثة نفر، التارك للإسلام. (صحیح مسلم / باب ما يباح به دم المسلم ۵۹/۲)

المرتدُّ يُستتاب، فإن تاب وإلا قتل مكانه، إلا إذا طلب التأجيل فحينئذٍ يؤجل ثلاثة أيام. (الفتاوىٰ السراجية، كتاب السير / باب الردة ۲۹۸ إتحاد ديوبند)

○ باپ کی مطلقہ سے شادی کرنے والے کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے؟

سوال (۴۴۲):- اگر کسی نے اپنے باپ کی مطلقہ سے شادی کر لی تو اُس کو زجراً قتل کیا جائے گا یا نہیں؟

جواب:- دیکھا جائے گا کہ اُس نے حلال سمجھ کر ایسا عمل کیا ہے یا حرام سمجھ کر؟ اگر حلال سمجھ کر کیا تو کہا جائے گا کہ فوراً الگ ہو جاؤ، اگر الگ نہ ہوا تو سزا دی جائے گی۔ اور اگر اُس نے حرام سمجھنے کے باوجود ایسا کیا ہے تو قاضی اُس کو زجراً قتل کرنے کا فیصلہ کر سکتا ہے؛ کیوں کہ یہ بھی محصنات میں شامل ہے۔

ويكون التعزير بالقتل كمن وجد رجلاً مع امرأة لا تحل له (الدر المختار) وفي الشامية: وكذٰلک له أن يزيد على الحد المقدر إذا رأى المصلحة في ذٰلک الخ، وكان حاصله أن له أن يعزر بالقتل في الجرائم التي تعظمت بالتكرار وشرع القتل في جنسها. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الحدود / باب التعزير ۱۰۷/۶ زكريا، ۷۸/۹ بيروت)

○ زہر دے کر مارنے والا قتل کی کونسی قسم میں شامل ہوگا؟

سوال (۴۴۳):- اگر کوئی شخص کسی آدمی کو زہر دے کر مار ڈالے تو یہ کونسی قسم میں ہے؟

جواب:- یہ قتل عمد میں بھی ہوسکتا ہے اور شبہ عمد میں بھی، زہر کی کیفیت دیکھ کر فیصلہ کیا جائے گا۔

وإذا سقى رجلاً سمًا فمات من ذٰلک فهو على ثلاثة أوجهٍ:

(١) إما إن أوجره إيجارًا علىٰ كره منه.

(٢) أو ناوله ثم أكرهه علىٰ شربه حتى شرب.

(٣) أو ناوله وشرب من غير أن أكرهه عليه، فإن أوجره إيجارًا أو ناوله وأكرهه علىٰ شربه حتى شرب فلا قصاص، وعلىٰ عاقلته الدية، وفي الذخيرة ...... وهٰذا الجواب لا يشكل علىٰ قول أبي حنيفة وذٰلک لأن القتل حصل مما لا يجرح لا من حيث الحقيقة، ولا من حيث الاعتبار، فكان خطأ العمد علىٰ مذهب أبي حنيفة، وأما على قول أبي يوسف ومحمد فمن مشائخنا من قال الجواب عندهما على التفصيل إن كان ما أوجره من السم مقدارًا يقتل مثله غالبًا كان عمدًا محضًا، وإن كان مقدارًا لا يقتل مثله غالبًا فإنه يكون خطأ العمد. (الفتاویٰ التاتارخانية ١٩/١٧-١٨ رقم: ٣٠٣٧٢ زكريا)

○ ناجائز تعلقات کی بنا پر بھائی کا بہن کو قتل کرنا

سوال (۴۴۴):- ناجائز تعلق کی وجہ سے اگر بھائی نے بہن کو قتل کردیا تو کیا حکم ہے؟

جواب:- کسی بھی شخص کو اپنے طور پر سزا جاری کرنے کا اختیار نہیں ہے؛ بلکہ سزا کے اجراء کے لئے اِسلامی حکومت کا واسطہ ہونا ضروری ہے؛ لہٰذا اگر کسی بھائی نے ناجائز تعلق کے شبہ میں بہن کو قتل کردیا اور اِسلامی حکومت میں قاتل کا جرم ثابت ہوگیا، تو ایسے قاتل بھائی پر قصاص کا حکم جاری ہوگا۔

ومن حكمه أي قتل العمد وجوب القصاص عينًا عندنا بشرط أن يكون القاتل مخاطبًا ...... وأن لا يكون بينهما شبهة ولاد ولا شبهة ملك. (الفتاویٰ التاتارخانية ١٩/٨ رقم: ٣٠٣٣٧ زكريا)

مسائلِ بیوع

○ زیادہ قیمت پر قسط وار خریداری

سوال (۴۴۵):- موٹر سائیکل کیش روپیہ میں تو ۴۵/ ہزار روپئے کی ہے، اور قسط میں ۵۵/ ہزار روپئے کی، تو یہ جو قسط میں ۱۰/ ہزار روپئے زیادہ دینے پڑ رہے ہیں، کیا یہ درست ہے؟

جواب :- اُدھار خریداری میں زیادہ قیمت پر معاملہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے؛ لیکن اُسی مجلس میں قیمت طے ہوجانی چاہئے کہ زیادہ دینی ہے یا کم۔ (فتاویٰ قاسمیہ ۱۹/۵۰۶)

البيع لأجل أو بالتقسيط أجاز الشافعية والحنفية والمالكية والحنابلة والجمهور بيع الشيء في المال لأجل أو بالتقسيط بأكثر من ثمنه النقدي. (الفقه الإسلامي وأدلته ٤/٢٤٢)

ألا يرىٰ أنه يزاد في الثمن لأجل الأجل. (الهداية ٣/٧٤ المكتبة الأشرفية ديوبند)

وإن شرط الأجل في الثمن، والثمن دين، فإن كان الأجل معلومًا جاز البيع. (الفتاویٰ الهندية ٣/١٤٢ زكريا)

○ گرگٹ جیسے جانور کی بیع

سوال (۴۴۶):- گرگٹ جیسا ایک جانور ہے، جس کا وزن تقریباً ایک کلو ہوتا ہے، وہ بہت مہنگا فروخت ہوتا ہے، اور یہ بہت زہریلا ہوتا ہے؛ لہٰذا اس جانور کی بیع کرنا کیسا ہے؟

جواب :- اگر وہ جانور کسی طرح نفع بخش ہے تو اُس کی بیع جائز ہے، جب سانپ کی بیع جائز ہے تو اُس کی کیوں نہیں ہوگی؟ (کتاب النوازل ۱۰/۴۲۷)

ویجوز بیع الحیات إذا کان ینتفع بها في الأدویة، وإن کان لا ینتفع بها لا یجوز. والصحیح أنه یجوز بیع کل شيء ینتفع به. (الفتاویٰ الهندیة، کتاب البیوع / الفصل الرابع في بیع الحیوانات ۳/ ۱۱٤ زکریا، شامي ٥/ ۲۲٦ کراچی، البحر الرائق ٦/ ۱۷۲)

ونقل السانحاني عن الهندیة: ویجوز بیع سائر الحیوانات سوی الخنزیر وهو المختار. (شامي ٥/ ٦۹ کراچی، ۷/ ۲٦۰ زکریا)

○ چیل کے مشابہ جانور کی بیع

سوال (۴۴۷):- چیل جیسا ایک پرندہ جو پھاڑ کھانے والا ہے، وہ بھی لاکھوں روپیوں میں فروخت ہوتا ہے، کیا اُس کی بیع درست ہے؟

جواب:- درست ہے۔ (کتاب النوازل ۱۰/ ۴۲۷)

ونقل السانحاني عن الهندیة: ویجوز بیع سائر الحیوانات سوی الخنزیر وهو المختار. (شامي ٥/ ٦۹ کراچی، ۷/ ۲٦۰ زکریا، الفتاویٰ الهندیة ۳/ ۱۱٤)

والصحیح أنه یجوز بیع کل شيء ینتفع به، کذا في التاتارخانیة. (الفتاویٰ الهندیة ۳/ ۱۱٤، شامي ٥/ ۲۲٦ کراچی، البحر الرائق ٦/ ۱۷۲)

○ گوبر کے اُپلے بیچنا

سوال (۴۴۸):- گوبر کے اپلے بنا کر بیچنا کیسا ہے؟ جب کہ وہ ناپاک ہیں۔

جواب:- ضرورۃً گنجائش ہے۔ (کتاب النوازل ۱۰/ ۴۲۹)

بل یصح بیع السرقین أي الزبل. (الدر المختار ٦/ ۳۸٥ کراچی، ۹/ ٥٥۲ زکریا)

ویجوز بیع السرقین والبعر، والانتفاع بها ...... وهٰذا؛ لأن محلیة البیع بالمالیة، والمالیة بالانتفاع، والناس اعتادوا الانتفاع بالبعر والسرقین من حیث الالقاء في الأرض لکثرة الریع. (المحیط البرهاني، کتاب البیوع / الفصل ٦/ ما یجوز بیعه ولایجوز نوع آخر بیع المحرمات ۹/ ۳۳٤ إدارة القرآن کراچی، مجمع الأنهر، الکراهیة / فصل في البیع

۲۱۱/۳ كوئٹه، البحر الرائق ۳٦٥/۸، حاشية الشلبي على تبيين الحقائق ٥٧/٧ دار الكتب بيروت)

○ بیع سلم کی ایک صورت

سوال (۴۴۹):- کسی نے مجھ سے ایک ہزار روپئے لئے، اور میں نے کہا کہ تین مہینے کے بعد پیسے کے بدلے فقط ۱۰؍من دھان واپس کرنا، اَب یہ دھان دینا ضروری ہے یا اُس کی قیمت بھی دے سکتا ہے؟

جواب:- یہ بیع سلم کی صورت ہے، اس میں وقت متعینہ پر صرف دھان ہی دیا جائے گا۔ (کتاب النوازل ۶۲/۱۱)

عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: قدم رسول الله ﷺ المدينة وهم يسلفون في الثمر السنة والسنتين والثلاث، فقال من أسلف في تمر فليسلف في كيل معلوم ووزن معلوم إلى أجل معلوم. (سنن أبي داؤد رقم: ٣٤٦٣، صحيح البخاري رقم: ٢٢٤٠)

عن ابن عباس رضي الله عنهما في السلف في الكرابيس، قال: إذا كان ذرع معلوم إلى أجل معلوم فلا بأس. (السنن الكبرىٰ للبيهقي، البيوع / باب السلف في الحنطة والشعير والزبيب ٤٨/٦ رقم: ١١١٢٣)

السلم عقد مشروع بالكتاب ......، وهو جائز في المكيلات والموزونات لقوله عليه السلام: "من أسلم منكم فليسم في كيل معلوم ووزن معلوم إلى أجل معلوم". (الهداية / باب السلم ٩١/٣ المكتبة الأشرفية ديوبند، البحر الرائق ١٥٥/٦)

○ گھر جاکر پتہ چلا کہ مبیع عیب دار ہے

سوال (۴۵۰):- اگر کسی شخص نے دوکان سے کوئی چیز دیکھ کر خریدی؛ لیکن گھر لے جانے کے بعد کہیں سے خراب نکلی، تو کیا اُس کو خیار حاصل ہوگا؟

جواب:- خیارعیب حاصل ہوگا۔

وإذا اطلع المشتري علىٰ عيب في المبيع فهو بالخيار إن شاء أخذه

بجميع الثمن، وإن شاء ردّه. (الهداية ٤٠/٣)

ولم يعلم به المشتري ثم علم كان له أن يرد. (خانية على الفتاوىٰ الهندية ١٩٦/٢)

من رأى أحد الثوبين فشراهما ثم رأى الآخر معيبًا، فله أن يأخذهما أو يردهما. (مجمع الأنهر ٥٧/٣)

○ دریا سے مچھلی پکڑ کر فروخت کرنا

سوال (۴۵۱):- دریا سے مچھلی پکڑ کر اُس کو فروخت کرنا کیسا ہے؟ جب کہ آج کل دریا حکومت کے ہاتھ میں ہے؟

جواب:- دریا کی مچھلیاں کسی کی ملک نہیں ہوتیں؛ بلکہ جو اُنہیں پکڑ لے وہی اُس کا مالک ہے۔ (کتاب النوازل ۳۸۶/۱۰)

تستفاد هٰذا الحكم بما أخرجه الترمذي عن إياس بن عبد المزني قال: نهى النبي صلى اللّٰه عليه وسلم عن بيع الماء.

وفي رواية عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: لا يمنع فضل الماء ليمنع به الكلأ. سنن الترمذي وقال حديث حسن صحيح. (إعلاء السنن ١٨٧/١٤-١٨٨ دار الكتب العلمية بيروت، ١٦١/١٤ كراچی)

وقد أخرج الإمام أحمد عن أبي خراش عن بعض أصحاب النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: المسلمون شركاء في الثلاثة: في الماء والكلأ، والنار. رواه أحمد وأبو داؤد. (إعلاء السنن ١٨٨/١٤ رقم: ٤٦٧١ دار الكتب العلمية بيروت)

مسائلِ سود

○ سود کی قسمیں:

سوال (۴۵۲):- سود کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب:- سود کی دو قسمیں ہیں:

(۱) ربانسیہ:- یعنی قرض دے کر مدت کے اعتبار سے زائد پیسہ لینا، پس وہ تمام شکلیں جن میں اُدھار دینے والوں کو نفع ملے، وہ سب ربا النسیہ میں داخل ہیں، جیسے بینک کا لون، مہاجنی سودی قرضہ۔

(۲) ربا الفضل:- یعنی مالی عقود میں وہ زیادتی جو خالی عن العوض ہو، مثلاً ایک کلو گیہوں کے بدلے دو کلو گیہوں لیا، ربا الفضل کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ چیزوں کو بیان فرمایا: (۱) سونا (۲) چاندی (۳) کھجور (۴) گیہوں (۵) نمک (۶) جو۔

پھر ان کے جواز کی دو شرطیں لگائیں: اول یہ کہ معاملہ برابر سرابر ہو۔ دوسرے یہ کہ ہاتھوں ہاتھ ہو۔ پس اگر جنس کا جنس سے تبادلہ ہو تو کمی بیشی اور اُدھار دونوں منع ہے، اور اگر جنس بدل جائے مگر قدر (کیلی یا وزنی) ہونا موجود ہو، مثلاً گیہوں کے بدلے جو، تو کمی بیشی تو جائز ہے، مگر اُدھار منع ہے۔ اور اگر جنس کے ساتھ قدر بھی بدل جائے تو کمی بیشی اور اُدھار سب جائز ہے۔ اِس صورت میں حنفیہ کے نزدیک ربا الفضل متحقق نہیں ہوتا، مثلاً لوہے کے بدلہ میں کپڑا بیچ دیا تو کپڑا قدر یعنی کیل ووزن سے خارج ہے، اُسے گزوں سے ناپ کر بیچا جاتا ہے، پس اِس معاملہ میں ربا نہیں پایا جائے گا۔

عن عبادة بن الصامت رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم: الذهب بالذهب، والفضة بالفضة، والبر بالبر، والشعير بالشعير، والتمر بالتمر، والملح بالملح، مثلاً بمثل، سواءً بسواءٍ، يدًا بيدٍ، فإذا اختلفت هٰذه

الأصناف فبيعوا كيف شئتم إذا كان يدًا بيدٍ. (صحيح مسلم / باب الربا ۲۵/۲)

كل ما ثبت فيه العلة صار من الأموال الربوية التي حرم فيها التفاضل والنسيئة إذا بيعت بجنسها، وحرمت النسيئة فقط إذا بيعت بخلاف جنسها. (فقه البيوع ٦٦٦/٢)

وإذا عدم الوصفان الجنس والمعنى المضموم إليه حل التفاضل والنسأ لعدم العلة المحرمة، والأصل فيه الإباحة، وإذا وجدا حرم التفاضل والنسأ لوجود العلة، وإذا وجد أحدهما وعدم الآخر حل التفاضل وحرم النسأ. (الهداية / باب الربا ۷۹/۳)

الربا: بكسر الراء من ربا الشيء يربوا ربوًا: إذا زاد، وكل زيادة مشروطة في العقد خالية عن عوض مشروع. ربا النسيئة: الزيادة المشروطة مقابل الأجل. ربا الفضل: بيع شيء من الأموال الربوية بجنسه متفاضلاً. (معجم لغة الفقهاء ۲۱۸)

○ سودی رقم کا مصرف

سوال (۴۵۳):- بینک کے اندر آنے والا سود کا مال کہاں خرچ کیا جائے گا؟

جواب:- غریب اور ضرورت مندوں کو تقسیم کردیا جائے۔

ولكن إن أخذه من غير عقد ولم يملكه يجب عليه أن يرده علىٰ مالكه إن وجب المالك، وإلا ففي جميع الصور يجب عليه أن يتصدق بمثل تلك الأموال على الفقراء ...... لأنه لو أنفق علىٰ نفسه فقد استحكم ما ارتكبه من الفعل الحرام ...... ولكن لا يريد بذٰلك الأجر والثواب، ولكن يريد دفع المعصية عن نفسه.

(بذل المجهود، كتاب الطهارة / باب فرض الوضوء ۳۵۹/۱-۳٦۰ مركز الشيخ أبي الحسن علي الندوي)

لا يقصد به أي بالتصدق من المال الخبيث تحصيل الثواب؛ بل تفريغ الذمة. (مجموع الفتاویٰ ۲۲۷/۲)

قال شيخنا: ويستفاد من كتب فقهائنا كالهداية وغيرها: أن من ملك

بـمـلـک خبيث ولم يمكنه الرد إلى المالک، فسبيله التصدق على الفقراء ......
قـال: إن التصدق بمثله ينبغي أن ينوي به فراغ ذمته ولا يرجو به المثوبة. (معارف السنن، أبواب الطهارة / باب ما جاء لا تقبل صلاة بغير طهور ۳٤/۱)

○ بینک سے لون لینا

سوال (۴۵۴):- بینک سے لون لینا کیسا ہے؟

جواب:- بلا شدید ضرورت کے ناجائز ہے۔ (کتاب النوازل ۱۱/۳۰۳)

قال تعالیٰ: ﴿وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ﴾ [البقرة، جزء آیت: ۲۷۸]

عـن عـلـي أمير المؤمنين رضي الله عنه مرفوعًا: كل قرض جرّ منفعة فهو ربـا، وكل قرض شرط فيه الزيادة فهو حرام بلا خلاف. (إعلاء السنن، كتاب الحوالة / باب كل قرض جر منفعة فهو ربا ٤٩٩/١٤ إدارة القرآن كراچی)

○ پرانے نوٹ زیادہ رقم میں بیچنا

سوال (۴۵۵):- عرض ایں کہ کٹے پھٹے نوٹ کو کم پیسہ لے کر بدل سکتے ہیں یا نہیں؟

جـــواب:- فتویٰ تو یہی ہے کہ جائز نہیں ہے؛ لیکن بعض حضرات مفتیان نے خاص شرطوں کے ساتھ اجازت دی ہے۔ (فتاویٰ قاسمیہ ۹/۵۸۵)

فـلا يـجـوز مبـادلة الأوراق الـنـقـدية بجنسها متفاضلة، ويجوز إذا كانت متـمـاثلة، والمماثلة هٰهنا أيضًا تكون بالقيمة لا بالعدد، كما في الفلوس، فيجوز أن يبـاع ورق نـقـدي قيـمتـه عشـر روبيات بعشرة أوراقٍ قيمة كل واحد روبية واحدة. (تكملة فتح الملهم ٥٩٠/١ مكتبة دار العلوم كراچی)

○ قرض پر نفع جائز نہیں

ســـوال (۴۵٦):- اگر کسی نے ہم سے ۱۰/ ہزار روپئے لئے، اور اُس نے کہا کہ فلاں سامان خریدوں گا، اور اُس کو بیچ کر تمہیں ۱۵/ ہزار دوں گا، تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب:- بالکل جائز نہیں یہ سود ہے، ہاں اگر یہ کہے کہ میں اس کو تجارت میں لگادوں گا اور جو نفع ہوگا اُس کو آدھا آدھا تقسیم کرلیں گے، اور اگر ضائع ہوگیا تو ۱۰؍ہزار بھی چلا جائے گا، تو یہ معاملہ مضاربت کے طور پر درست ہوگا۔ (کتاب النوازل ۱۲/۶۸)

كل قرض جر نفعًا حرام، أي إذا كان مشروطًا. (شامي ۷/۳۹۵ زكريا)

كل قرض شرط فيه الزيادة فهو حرام بلا خلاف ...... **الفضل الشروط في القرض ربا محرم لا يجوز للمسلم من أخيه المسلم أبدًا، لإجماع المجتهدين على حرمته.** (إعلاء السنن / رسالة كشف الدجى على حرمة الربوا ١٤/٤٩٩-٥١٨ إدارة القرآن كراچی)

وإذا استوفى رأس المال فإن فضل شيء كان بينهما؛ لأنه ربح، وإن نقص فلا ضمان على المضارب. (الهداية، كتاب المضاربة / فصل في العزل والقسمة ٣/٢٦٧ الأمين ديوبند)

○ سودخوری کا ایک حیلہ

سوال (۴۵۷):- اگر کسی نے ۳؍ہزار روپئے مجھ سے لئے، اور میں نے کہا کہ جب تم واپس کرنا تو یہ حیلہ اختیار کرنا کہ ۲؍ہزار ۹۰۰؍واپس کرنا، اور ایک سو روپئے کے بدلے تین من دھان بھی دینا، کیا یہ درست ہے؟

جواب:- قطعاً جائز نہیں ہے، یہ سودخوروں کا حیلہ ہے۔

ربا النسيئة: وهو فضل الحلول على الأجل، وفضل العين على الدين في المكيلين أو الموزونين عند اختلاف الجنس، أو في غير المكيلين أو الموزونين عند اتحاد الجنس. (الموسوعة الفقهية ٢٢/٥٧ رقم المسئلة: ١٢ كويت)

عن عمرو بن العاص رضي الله عنهما قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: ما من قوم يظهر فيهم الربا إلا أُخِذوا بالسنة، وما من قوم يظهر فيهم الرشا إلا أُخِذوا بالرعب. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ٤/٢٠٥، الترغيب والترهيب مكمل ٤١٩ رقم: ٢٨٨٤ بيت الأفكار الدولية)

عن جابر رضي اللّٰه تعالیٰ عنه قال: لعن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم آکل الربوا ومؤکله وکاتبه وشاهدیه، وقال: هم سواء. (صحیح مسلم ۲۷/۲ رقم: ۱۵۹۸، سنن الترمذي ۲۲۹/۱ رقم: ۱۲۰۶، مشکاة المصابیح، البیوع / باب الربا ۲۴۴، مرقاة المفاتیح ۴۳/۶ رقم: ۲۸۰۷ دار الکتب العلمیة بیروت)

○ قدر مع الجنس کی مقدار

سوال (۴۵۸):- کیل مع الجنس اوروزن مع الجنس کی کوئی مقدار ہے یانہیں؟ یا تھوڑی کمی بیشی میں بھی ربا ہے؟

جواب:- دونوں طرف بدل برابر سرابر ہونا چاہئے؛ البتہ اتنی معمولی کمی بیشی کہ کیل ووزن میں ظاہر نہ ہوسکے تو وہ معاف ہے۔ (کتاب النوازل ۲۴۱/۱۱)

عن عبادة بن الصامت رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: الذهب بالذهب، والفضة بالفضة، والبُرُّ بالبُرِّ، والشعیر بالشعیر، والتمُر بالتمُر، والملح بالملح، مثلاً بمثل، سواءً بسواءٍ. (صحیح مسلم ۲۵/۲ رقم: ۱۵۸۱، مرقاة المفاتیح، کتاب البیوع / باب الربا، الفصل الأول ۴۳/۶ دار الکتب العلمیة بیروت)

عن سمرة بن جندب رضي اللّٰه عنه عن النبي صلی اللّٰه علیه وسلم أنه نهی عن بیع الحیوان بالحیوان نسیئة. (السنن الکبریٰ للبیهقي / باب ما جاء في النهي عن بیع الحیوان بالحیوان نسیئة ۴۷۲/۵ رقم: ۱۰۵۳۲ دار الکتب العلمیة بیروت)

عن أبي سعید الخدري رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: ...... ولا تبیعوا الورق بالورق إلا مثلاً بمثل. (صحیح البخاري ۲۹۱/۱ رقم: ۲۱۷۷، صحیح مسلم رقم: ۱۵۸۴، مشکاة المصابیح، البیوع / باب الربا رقم: ۲۸۱۰)

○ ایک جانور کے بدلے دو جانور بیچنا

سوال(۴۵۹):- ایک جانور کی دو جانوروں کے بدلے میں بیع جائز ہے یانہیں؟

جواب:- اِس طرح کی بیع نقد جائز ہے، اُدھار جائز نہیں۔ (فتاویٰ حقانیہ ۱۰۳/۶)

عن سمرة بن جندب رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه نهى عن بيع الحيوان بالحيوان نسيئة. (السنن الكبرىٰ للبيهقي / باب ما جاء في النهي عن بيع الحيوان بالحيوان نسيئة ٤٧٢/٥ رقم: ١٠٥٣٢ دار الكتب العلمية بيروت)

قوله: ''إذا كان يدًا بيدٍ'' أي حالاً مقبوضًا في المجلس قبل افتراق أحدهما عن الآخر. (مرقاة المفاتيح، البيوع / باب الربا، الفصل الأول ٤٤/٦ دار الكتب العلمية بيروت)

لا يجوز بيع شيء من الحيوان من الرقيق ولا غيره بشيء من الحيوانات الرقيق ولا غيره نسيئة؛ لأن الحيوان لا يجوز فيه السلم. (إعلاء السنن ٣٧٢/٤ كراچی)

○ لوہے کو لوہے کے بدلے کمی بیشی کے ساتھ بیچنا

سوال (۴۶۰):- قدیم لوہے کو جدید لوہے کے عوض بیچا جاسکتا ہے؟ جب کہ قدیم زیادہ اور جدید کم ہو، اِس کا کیا حکم ہے؟

جواب:- لوہے کو لوہے کے بدلے میں اگر برابر سرابر کرکے بیچے تو صحیح ہے، کمی بیشی کرکے بیچنا درست نہیں ہے، اِس میں قدیم وجدید میں کوئی فرق نہ ہوگا۔ (فتاویٰ حقانیہ ۱۷۶/۶، کتاب النوازل ۲۴۱/۱۱)

عن عبادة بن الصامت رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الذهب بالذهب، والفضة بالفضة، والبُرُّ بالبُرِّ، والشعير بالشعير، والتمُر بالتمُر، والملح بالملح، مثلاً بمثل، سواءً بسواءٍ. (صحيح مسلم رقم: ١٥٨١، مرقاة المفاتيح، كتاب البيوع / باب الربا، الفصل الأول ٤٣/٦ دار الكتب العلمية بيروت)

قال أبو المنهال: سألت البراء بن عازبٍ وزيدَ بن أرقمَ رضي الله عنهم عن الصرف، فكل واحدٍ منهما يقول: هٰذا خيرٌ مني، فكلاهما يقول: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن بيع الذهب بالورق دَينًا. (فتح الباري، كتاب البيوع / باب

بيع الورق بالذهب نسيئةً ٤٨١/٥ رقم: ٢١٨١ دار الكتب العلمية بيروت)

○ بنک سے لمٹ کرانا

سوال(۴۶۱):- آج کل کچھ لوگ بینک سے لمٹ کراتے ہیں، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب:- لمٹ کرا سکتا ہے؛ لیکن اس کی وجہ سے جو سودی قرض ملے وہ جائز نہیں، اور سود کے بغیر قرض ملے تو جائز ہے۔ (فتاویٰ قاسمیہ ۳۴۲/۲۰)

عن جابر رضي الله تعالىٰ عنه قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم آكل الربوا ومؤكله وكاتبه وشاهديه، وقال: هم سواء. (صحيح مسلم ٢٧/٢ رقم: ١٥٩٨، سنن الترمذي ٢٢٩/١ رقم: ١٢٠٦، مشكاة المصابيح، البيوع / باب الربا ٢٤٤، مرقاة المفاتيح ٤٣/٦ رقم: ٢٨٠٧ دار الكتب العلمية بيروت)

الربا هو الفضل المستحق لأحد المتعاقدين في المعاوضة الخالي عن عوض شرط فيه. (الهداية / باب الربا ٧٨/٣ المكتبة الأشرفية ديوبند)

كل قرض شرط فيه الزيادة فهو حرام بلا خلاف ...... الفضل الشروط في القرض ربا محرم لا يجوز للمسلم من أخيه المسلم أبدًا، لإجماع المجتهدين على حرمته. (إعلاء السنن / رسالة كشف الدجى على حرمة الربا ٤٩٩/١٤-٥١٨ إدارة القرآن كراچی)

○ قرض لے کر اپنی زمین مقرض کو کرایہ پر دینا

سوال (۴۶۲):- لوگ قرض اس طور پر دیتے ہیں کہ وہ اپنا کچھ سامان میرے قبضہ میں رکھے، یہ ضروری ہے، ورنہ قرض واپس نہیں ملتا؛ لہٰذا کھیت رکھ دیا جاتا ہے، اور قرض دینے والا اس میں کھیتی کرتا ہے، اور اس کے علاوہ یہ طے کرتا ہے کہ ۲؍ ہزار آپ کو ہر سال دیں گے، اور کھیت اُس وقت تک استعمال کریں گے جب تک کہ آپ پورا پیسہ ادا نہ کردیں، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب:- اگر اُس کی قیمت اتنی چل رہی ہے کہ دو ہی ہزار اُس کا کرایہ ہو، تب تو کوئی حرج نہیں؛ لیکن اگر کرایہ زیادہ چل رہا ہے اور آپ کم دے رہے ہیں تو قرض پر نفع کا شبہ ہوجائے

گا، یہ جائز نہ ہوگا۔

ولا تأكلوا اموالكم بينكم بالباطل أي بالحرام، يعني بالربا والقمار والغصب والسرقة. (معالم التنزيل ٥٠/٢)

عن علي أمير المؤمنين رضي الله عنه مرفوعًا: كل قرض جرّ منفعة فهو ربا، وكل قرض شرط فيه الزيادة فهو حرام بلا خلاف. (إعلاء السنن، كتاب الحوالة / باب كل قرض جر منفعة فهو ربا ٤٩٩/١٤ إدارة القرآن كراچی)

كل قرض جر نفعًا حرام (الدر المختار) أي إذا كان مشروطًا. (شامي، كتاب البيوع / باب المرابحة والتولية، فصل في القرض ١٦٦/٥ كراچی، ٣٩٥/٧ زكريا)

○ نئے اور پرانے زیور کی قیمتوں میں فرق

سوال (۴۶۳):- سنار کے یہاں لوگ سونے کے پرانے زیور لے جاتے ہیں، اور وہ اُن کو نئے زیور دیتا ہے؛ لیکن اُس کا وزن پرانے سے کم ہوتا ہے، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب:- زیور کو زیور کے بدلہ میں کمی بیشی کے ساتھ بیچنا جائز نہیں، چاہے وہ نئے زیورات ہوں یا پرانے۔ (کتاب النوازل ۸۶/۱۱)

عن أبي بكرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ولا تبيعوا الذهب بالذهب إلا بسواء، والفضة بالفضة إلا سواء بسواء، وبيعوا الذهب بالفضة، والفضة بالذهب كيف شئتم. (صحيح البخاري / باب بيع الذهب بالذهب ٢٩٠/١، رقم: ٢١٢٧، صحيح مسلم / باب النهي عن بيع الورق بالذهب دينًا ٢٥/٢ رقم: ١٥٩٠، سنن الترمذي ٢٣٥/١ رقم: ١٢٥٨، سنن أبي داؤد / باب في الصرف ٤٧٥/٢ رقم: ٣٣٤٨)

عن معتمر بن سليمان قال: سمعت عبد العزيز بن حكيم يقول: شهدت ابن عمر رضي الله عنهما وأتاه رجل من أهل البصرة، فقال: إني جئت من عند قوم يصرفون الدراهم الصغار، فيأخذون بها كبارًا، قال: أيزدارون؟ قال: نعم،

قال: لا إلا وزنا بوزن. (المصنف لابن أبي شيبة ٤٧٤/١١ رقم: ٢٢٩٤٩)

○ مجبوراً بینک سے لون لینا

سوال (۴۶۴):- اگر کوئی شخص مجبوراً بینک سے پیسہ لیتا ہے، پھر واپس کرنے میں زائد پیسہ دینا پڑتا ہے، اِسی طرح جب بینک میں پیسہ رکھو تو کچھ اِضافہ ہوجاتا ہے، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب:- اگر مجبوری ہے کہ اس کے بغیر کھانا پینا ہی نہیں ہوتا، تو یہ قرض لینے کی گنجائش ہوجاتی ہے؛ لیکن اگر صرف کاروبار بڑھانے کے لئے بینک سے پیسہ لے تو یہ درست نہیں۔ اور بینک کے اندر رکھی ہوئی جو رقم میں اِضافہ ہوجائے تو اُسے لے کر غریبوں کو تقسیم کردے۔

ویجوز للمحتاج الاستقراض بالربح. (الأشباه والنظائر ١٢٦/١، البحر الرائق ٣١١/٦ زكريا، الفتاویٰ الهندية ٣٤٢/٥ زكريا)

مسائلِ رہن

○ رہن میں رکھی ہوئی سائیکل کو استعمال کرنا

سوال (۴۶۵):- موٹر سائیکل رہن پر رکھ کر استعمال کرسکتا ہے یا نہیں؟

جواب:- جائز نہیں ہے۔ (فتاویٰ قاسمیہ ۲۲/۸۰)

لا يحل للمرتهن أن ينتفع بشيء منه بوجه من الوجوه وإن أذن له الراهن؛ لأنه أذن له في الربا. (شامي ٤/٢٧٣ زكريا)

وليس للمرتهن أن ينتفع بالرهن. (الهداية ٣/٥٢٢ المكتبة الأشرفية ديوبند)

عن فضالة بن عبيد صاحب النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: كل قرض جر منفعة فهو وجه من وجوه الربا. (السنن الكبرىٰ للبيهقي ٥/٧٤١ رقم: ١٠٩٣٣ دار الفكر بيروت)

○ رہن سے فائدہ اُٹھایا تو وہ کسے واپس کرے؟

سوال (۴۶۶):- رہن میں رکھی ہوئی چیز سے فائدہ اُٹھایا، تو جتنا نفع اُٹھایا اَب وہ کس کو دیں؟ اُسی کو یا دینی کام میں خرچ کرسکتا ہے؟

جواب:- مقروض کو واپس کردے۔

ويجوز للمحتاج الاستقراض بالربح. (الأشباه والنظائر ١/١٢٦، البحر الرائق ٦/٣١١ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٥/٣٤٢ زكريا)

الحاجة تنزل منزلة الضرورة عامةً أو خاصةً. (شرح المجلة لسليم رستم باز ٣٣ رقم المادة: ٣٣، الأشباه والنظائر / الفن الأول، القاعدة الخامسة ٢٦٧ زكريا)

كل قرض شرط فيه الزيادة فهو حرام بلا خلاف ...... الفضل الشروط في القرض ربا محرم لا يجوز للمسلم من أخيه المسلم أبدًا، لإجماع المجتهدين على حرمته. (إعلاء السنن / رسالة كشف الدجى على حرمة الربا ٤٩٩/١٤-٥١٨ إدارة القرآن كراچی)

ويردونها على أربابها إن عرفوهم وإلا تصدقوا بها؛ لأن سبيل الكسب الخبيث التصدق إذا تعذر الرد على صاحبه. (شامي، كتاب الحظر والإباحة / باب الاستبراء، فصل في البيع ٣٦٥/٦ كراچی، ٥٥٣/٩ زكريا)

○ شئ مرہون سے فائدہ اُٹھانا منع ہے

سوال (۴٦٧):- زمین کو رہن پر رکھ کر نفع اُٹھانا صحیح نہیں ہے، اگر مجبوری آجائے تو دوسرے کے پاس زمین رکھنے کی کیا شکل ہوگی؟

جواب:- مجبوری میں رکھنے والا تو رکھ سکتا ہے، بات تو فائدہ اُٹھانے والوں کی ہے کہ اُس کے لئے فائدہ اُٹھانا جائز نہیں ہے۔ (فتاویٰ قاسمیہ ۸۱/۲۲)

لا يحل للمرتهن أن ينتفع بشيء منه بوجه من الوجوه، وإن أذن له الراهن؛ لأنه إذن له في الربا. (شامي ٨٣/١٠ زكريا، مجمع الأنهر ٢٨٣/٤)

وليس للمرتهن أن ينتفع بالرهن لا بالاستخدام ولا سكنى ولا لبس.

(الهداية ٥٢٢/٤ المكتبة الأشرفية ديوبند)

○ مرہون زمین سے نفع اُٹھانا

سوال (۴٦٨):- زید نے عمر کے پاس دوسال کے لئے ۱۰؍ ہزار میں زمین کو بطور رہن رکھا، اب دوسال بعد ۹؍ ہزار واپس کرتا ہے، رہا ایک ہزار تو دوسال تک جو عمر نے پیداوار کھائی ہے، اُس کی قیمت کاٹ لے، کیا یہ درست ہے؟

جواب:- یہ جائز نہیں ہے۔ (فتاویٰ قاسمیہ ۶۵/۲۲)

عن فضالة بن عبيد صاحب النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: كل قرض

جر نفعًا فهو وجه من وجوه الربا. (السنن الكبریٰ للبيهقي ٢٧٦/٨ بيروت)

عن علي رضي الله عنه قال: كل قرض جر منفعة فهو ربا. (إعلاء السنن / كتاب الحوالة ٤٩٩/١٤ کراچی)

لا يحل للمرتهن أن ينتفع بشيء منه بوجه من الوجوه، وإن أذن له الراهن؛ لأن أذن له في الربا. (شامي ٨٣/١٠ زكريا، مجمع الأنهر ٢٨٣/٤)

○ راہن کا مرتہن کو شئ مرہون سے فائدہ اُٹھانے کی اجازت دینا

سوال (۴۶۹):- اگر کسی نے اپنی زمین دوسرے کو ۲۰/ ہزار میں دی، اور یہ کہا کہ تم اس سے جتنا چاہو فائدہ اُٹھاؤ، تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب:- اِجازت دینے کے باوجود بھی اس قرض دینے والے کو اُس زمین سے فائدہ اُٹھانا جائز نہیں ہے، ہاں اگر یہ کہہ دے کہ یہ زمین ہے اس سے فائدہ اُٹھاؤ، اور جتنا تمہیں نفع ہوگا قرض میں سے کٹتا رہے گا، اور جب قرض پورا ہوجائے گا تو زمین واپس کردینا، یہ بٹائی کا معاملہ ہے اور درست ہے۔ (فتاویٰ قاسمیہ ۸۱/۲۲)

لا يحل للمرتهن أن ينتفع بشيء منه بوجه من الوجوه، وإن أذن له الراهن؛ لأنه إذن له في الربا. (شامي ٨٣/١٠ زكريا، مجمع الأنهر ٢٨٣/٤)

وليس للمرتهن أن ينتفع بالرهن لا بالاستخدام ولا سكنى ولا لبس. (الهداية ٥٢٢/٤ المكتبة الأشرفية ديوبند)

اِجارہ کے مسائل

○ موبائل کی میموری میں فلم اور گانا ڈاؤن لوڈ کرنے کی کمائی

سوال (۴۷۰):- جو لوگ میموری کارڈ میں فلم اور گانا لوڈ کرتے ہیں، اُن کی کمائی کیسی ہے؟

جواب:- مکروہِ تحریمی ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَلاَ تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ [المائدۃ، جزء آیت: ۳]

رجل استاجر رجلاً ليصور له صورًا أو تماثيل الرجال في بيت أو فسطاط، فإني أكره ذٰلک واجعل له الأجر. (الفتاویٰ التاتارخانية ۱۵/۱۳۰ رقم: ۲۲۴۳۱ زکریا)

وعندهما يكره له ذٰلک لوجود الإعانة على المعصية. (مجمع الأنهر ۴/۱۸۸ دار الكتب العلمية بيروت)

○ کیا غیر مسلم شخص کا مسلمان ملازم اُسے شراب پیش کرسکتا ہے؟

سوال (۴۷۱):- کہیں کہیں مسلمان؛ مال دار غیر مسلم کے یہاں خادم بن کر رہتے ہیں، اب اگر حکم کرے کہ فلاں فلاں چیز اور گلاس میں شراب ڈال کر لاؤ، تو کیا حکم ماننا صحیح ہے؟

جواب:- اِس طرح کا حکم ماننا جائز نہیں ہے؛ بلکہ مسلمان کو ایسی ملازمت چھوڑ دینی چاہئے۔

عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: السمع والطاعة على المرء المسلم فيما أحب وكره ما لم يؤمر بمعصية، فإن أمر بمعصية فلا سمع عليه ولاطاعة. (سنن الترمذي / باب ما جاء لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق ۱/۳۰۰)

فلا سمع ولا طاعة أي للإمام أو لأحد كالوالدين وغيرهما في معصية، كذا في اللمعات. (حاشية الترمذي ۱/۳۰۰)

○ شراب کو منتقل کرنے کی اُجرت

سوال(۴۷۲):- شراب کو منتقل کرنے والے کو اُجرت لینا کیسا ہے؟

جواب:- جائز مگر مکروہ ہے۔ (کتاب النوازل ۱۲/۲۷۰)

وجاز حمل خمر ذمي بنفسه أو دابته (الدر المختار) قال الزيلعي: وهٰذا عنده ...... وله: أن الإجارة على الحمل، وهو ليس بمعصية ولا سبب لها، وإنما تحصل المعصية بفعل فاعل مختار. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الحظر والإباحة / فصل في البيع ٥٦٢/٩ زكريا، ٣٩١/٦ دار الفكر بيروت، كذا في الفتاوىٰ التاتارخانية ١٣٠/١٥ زكريا)

المستفاد: إذا استاجر رجلاً ليحمل له خمراً فله الأجر في قول أبي حنيفةؒ. (الفتاوىٰ الهندية ٤٤٩/٤)

والمختار أنه يحل؛ لأن المعصية في القراءة. (الفتاوىٰ البزازية، كتاب التجارات / نوع في المتفرقات ٤٥٠/٤ زكريا)

وإذا استأجر الذمي مسلمًا ليحمل له ميتة أو دمًا يجوز عندهم. (الفتاوىٰ الهندية / الباب السادس عشر مسائل الشيوع في الإجارة ٤٥٠/٤ زكريا)

○ وکیل (ایڈوکیٹ) کی کمائی

سوال(۴۷۳):- حضرت! وکیل کی کمائی کیسی ہے؟ اور جھوٹا مقدمہ لڑنے والا کس میں شامل ہے؟ اور اُس کا کیا حکم ہے؟

جواب:- وکیل اگر صحیح طرح مقدمہ لڑا کر اپنا محنتانہ لیتا ہے تو جائز ہے۔ اور اگر دھوکہ فریب کرتا ہے تو ظاہر ہے کہ آمدنی ناجائز ہوگی۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۴۵۲/۱۶ ڈابھیل، کتاب النوازل ۳۲/۱۲)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: ...... من غشنا فليس منا. (صحيح مسلم ٧٠/١ رقم: ١٠١، الترغيب والترهيب مكمل ٤٠٠ رقم: ٢٧٣٨ بيت الأفكار الدولية)

والوكالة قد تكون تبرعًا من الوكيل، وقد تكون بأجر؛ لأنه تصرف لغيره لا يلزمه، فجاز أخذ العوض عليه. (فقه السنة ۲۱٤/۳)

وللوكيل أن يطالب المؤكل بالأجرة. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الإجارة / الباب التاسع والعشرون في التوكيل في الإجارة ٥١٣/٤ زكريا)

○ تقریر وتلاوت پر پیسہ لینا

سوال (۴۷۴):- تقریر کرنے کا پیسہ لینا کیسا ہے؟ اِسی طرح تلاوتِ قرآن جو جلسوں میں کرتے ہیں، کیا حکم ہے؟

جواب:- بلا طلب لینے کی گنجائش ہے۔

عن ابن الساعدي رضي اللّٰه عنه قال:...... قال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: إذا أعطيت شيئًا من غير أن تسأله فكل وتصدق. (مشكاة المصابيح / باب من لا تحل له المسئلة ومن لا تحل ١٦٣/١)

وظاهر الحديث وغيره مما سبق وجوب قبول ما أعطيه الإنسان من غير سوال ولا إشراف نفس، وبهٖ قال أحمد وغيره، وحمل الجمهور الأمور على الاستحباب والإباحة. (مرقاة المفاتيح ١٨٣/٤)

وإن من غير شرط فهو لها، قال الإمام الأستاذ: لا يطيب والمعروف كالمشروط. (شامي / باب الإجارة الفاسدة، مطلب في الاستيجار على المعاصي ٧٦/٩ زكريا)

○ بیوٹی پارلر کی کمائی

سوال (۴۷۵):- بیوٹی پارلروں کی کمائی کرنا کیسا ہے؟ جب کہ اس میں عورتوں کے بال وغیرہ بھی کاٹے جاتے ہیں؟

جواب :- بیوٹی پارلر میں اگر جائز حدود میں رہ کر عورتیں ہی عورتوں کی زینت کریں تو

اِس کی گنجائش ہے، اوراس کی آمدنی بھی درست ہے۔ لیکن اگر ناجائز طور پر زینت کی جائے، مثلاً عورتوں کے بال مردوں کی طرح کاٹے جائیں، یا بے ستری کی جائے، یا مردلوگ عورتوں کی زینت کاعمل کریں (جیسا کہ بہت سے بیوٹی پارلروں میں ہوتا ہے) تو یہ سب اعمال قطعاً ناجائز ہیں، اور اُن کی آمدنی بھی سخت مکروہ ہے۔ اور شریف عورتوں کو بہرحال بیوٹی پارلروں میں جاکر زینت کرانے سے احتراز کرنا چاہئے۔

وإن استأجره لينحت له طنبورًا أو بربطًا ففعل طاب له الأجر إلا أنه يأثم به. (الفتاویٰ الهندية ٤/٤٥٠)

وفي فتاویٰ أهل سمرقند: إذا استأجر رجلاً ينحت له طنبورًا أو بربطًا ففعل يطيب له الأجر، إلا أنه يأثم في الإعانة على المعصية، وإنما وجب له الأجر في هٰذه المسئلة. (المحيط البرهاني ١١/٣٤٦ رقم: ١٣٧٩٣، البحر الرائق ٨/٣٦ زكريا)

صید و ذبائح

○ مینڈک کے ذریعہ مچھلی کا شکار کرنا

سوال (۴۷۶):- مینڈک سے مچھلی کا شکار کرنا کیسا ہے؟

جواب:- مینڈک کو پہلے مارا جائے پھر شکار کیا جائے، زندہ مینڈک سے شکار نہیں کیا جائے گا۔ (کتاب النوازل ۱۴/۳۹۶)

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: لا تتخذوا شيئًا فيه الروح غرضًا. (صحيح مسلم / باب النهى عن صبر البهائم ۱۵۳/۲)

وكره الصيد بالخراطيم حية، وكذا بكل شيءٍ فيه الروح لما فيه من تعذيب الحيوان. (إعلاء السنن ۲۰/۱۷ كراچى)

○ کیچوے کے ذریعہ مچھلی کا شکار کرنا

سوال (۴۷۷):- زمین کے اندر کیچوا ہوتا ہے، اُس سے مچھلی کا شکار کرنا کیسا ہے؟

جواب :- کانٹے میں زندہ کیچوا نہیں لگایا جائے گا؛ بلکہ مار کر لگایا جاسکتا ہے۔ (کتاب النوازل ۱۴/۳۹۶)

عن سعيد بن جبير رضي اللّٰه عنه قال: مر ابن عمر بفتيان من قريش قد نصبوا طيرًا وهم يرمونه – إلىٰ أن قال – فقال ابن عمر: من فعل هٰذا لعنِ اللّٰهُ، من فعل هٰذا؟ إن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم لعن من اتخذ شيئًا فيه الروح غرضًا. (صحيح مسلم / باب النهي عن صبر البهائم ۱۵۳/۲ رقم: ۱۹۵۸)

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: لا

تتخذوا شيئًا فيه الروح غرضًا. (صحيح مسلم / باب النهي عن صبر البهائم ١٥٣/٢)

وكره الصيد بالخراطيم حية، وكذا بكل شيءٍ فيه الروح لما فيه من تعذيب الحيوان. (إعلاء السنن ٢٠/١٧ كراچی)

○ ایئرگن سے شکار کردہ جانور حلال ہے یا نہیں؟

سوال (۴۷۸):- ایئرگن جو صرف چھوٹے پرندوں کے لئے ہوتی ہے، اُس سے بھی خون نکلتا ہے، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب :- ایئرگن سے شکار حلال نہیں ہوگا؛ کیوں کہ یہ موقوذہ (ٹھکے ہوئے جانور) کے درجہ میں ہے۔

وأما الحنفية فالجمهور منهم في ديارنا علىٰ عدم حل المصيد بالرصاص ما لم يدرک حيا فيذبح بطريق مشروع، وحجتهم ما مر عن ابن عابدين من أن الرمي بالرصاص رضٌّ وقذف ليس جرحًا، وما ذكره الرافعي من أنه إن وقع الشک ولا يدري مات بالجرح أو الثقل كان حرامًا. (تكملة فتح الملهم / كتاب الصيد والذبائح ٤٩١/٣)

والأصل أن الموت إذا حصل بالجرح بيقين حل، وإن حصل بالثقل أو شک فلا يحل حتمًا واحتياطًا. (تبيين الحقائق ١٢٩/٧ زكريا)

ولا يخفى أن الجرح بالرصاص إنما هو بالإحراق والثقل بواسطة اندفاعه العنيف إذ ليس له حد، فلا يحل، وبه أفتى ابن نجيم. (شامي ٤٧١/٦ كراچی، ٦٠/١٠ زكريا)

○ چھوٹی مچھلی سے بڑی مچھلیوں کا شکار کرنا

سوال(۴۷۹):- چھوٹی چھوٹی مچھلیوں سے بڑی مچھلی کا شکار کرنا حلال ہے؟

جواب:- حلال ہے۔

وحل اصطياد ما يؤكل لحمه وما لا يؤكل لحمه لمنفعة جلده أو شعره أو ريشه أو لدفع شره وكله مشروع لإطلاق النص. (الدر المختار مع الشامي ٦٤/١٠ زكريا)

○ بسم اللہ پڑھ کر تیر مارا مگر شکار بعد میں مرا ہوا ملا؟

سوال (۴۸۰):- اگر کسی نے بسم اللہ پڑھ کر پرندے کو تیر مارا، اور پرندہ گر گیا، اُس نے تلاش کیا؛ لیکن وہ نہیں ملا، اگلے دن اس کو شکار مرا ہوا ملا، تو اُس کا کھانا کیسا ہے؟

جواب:- اگر کسی نے تیر چلایا اور پرندہ گر گیا، اور اُسے دو چار گھنٹے تلاش بھی کیا؛ لیکن ملا نہیں، پھر وہ مایوس ہو کر گھر واپس آیا کہ اب نہیں ملے گا، اگلے دن دیکھا کہ مرا ہوا ہے، تو اس کو کھایا نہیں جائے گا؛ بلکہ سمجھا جائے گا کہ تیر مارنے کی وجہ سے نہیں مرا ہے؛ بلکہ کسی اور وجہ سے مرا ہے۔

وإن قعد عن طلبه ثم أصابه ميتًا لم يؤكل. (الهداية ٤/٤٩٤، البحر الرائق ٨/٢٢٧)

عن عبد الله بن أبي رزين عن أبيه رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم في الصيد يتواري عن صاحبه، قال: لعل هوام الأرض هي قتلته. (المعجم الكبير للطبراني ١٩/٢١٥ رقم: ٤٧٨)

○ شرابی شخص کو قربانی کے حصوں میں شریک نہ کرنا

سوال (۴۸۱):- ایک آدمی کبھی کبھار شراب پیتا ہے، لوگ اُس کو قربانی کے حصوں میں شریک نہیں کرتے، کیا یہ صحیح ہے؟

جواب:- تنبیہ کے طور پر ایسے شخص کو قربانی میں نہ شریک کریں تو بہتر ہے؛ لیکن اگر اس کا مال حلال ہے تو کر سکتے ہیں۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۲۶/۱۸۵ میرٹھ، فتاویٰ قاسمیہ ۲۲/۳۳۲)

وتحل ذبيحة مسلم وكتابي ذمي أو حربي. (مجمع الأنهر ٤/١٥٣ بيروت)

وإن مات أحد السبعة المشتركين في البدنة، وقال الورثة: اذبحوا عنه وعنكم صح عن الكل استحسانًا لقصد القربة من الكل. (الدر المختار مع رد المحتار / كتاب الأضحية ٩/٤٧١ زكريا)

○ قربانی کے گوشت میں سے قصاب کو اُجرت دینا؟

سوال (۴۸۲):- زید اپنے جانور کو ذبح کرنے کے بعد کھال نہیں اُتار سکا، اُس نے پڑوس کے دو چار آدمیوں کو بلا کر کھال اُتروائی، بوٹی بوٹی کروائی، اب زید نے تین حصہ کر کے ایک

حصہ غریبوں کو دیا اور باقی دو حصے اپنے لئے رکھے، اور اُن میں سے کھال اُتارنے والوں کو ایک ایک کلو دیتا ہے، کیا یہ دینا درست ہے؟

جــواب :- اگر بطور اُجرت کے دیتا ہے تو ناجائز ہے، اور اگر ہدیہ کے طور پر دیتا ہے تو جائز ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۳۸۶/۲۶ میرٹھ، فتاویٰ قاسمیہ ۴۷۰/۲۲)

ولا يعط أجرة الجزار منها شيئًا ......؛ لأنه في معنى البيع؛ لأنه يأخذه بمقابلة عمله، فصار معاوضة كالبيع. (تبيين الحقائق ٤٧٨/٦ زكريا)

ما يدفعه إلى الجزار أجره عوض عن عمله وجزارته، ولا تجوز المعاوضة بشيء منها، فأما إن دفع إليه لفقره أو علىٰ سبيل الهدية فلا بأس. (إعلاء السنن ٢٦٧/١٧ إدارة القرآن كراچی)

○ قربانی کا مشترکہ جانور گم ہوگیا

ســـوال (۴۸۳):- قربانی کا جانور چوری یا گم ہوگیا، جس میں غریب، مالدار دونوں طرح کے لوگ شریک ہیں، تو کیا حکم ہے؟

جواب :- غریب کو تو کچھ نہیں کرنا، مال دار اپنا حصہ دوبارہ کرے گا۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۲۳۳/۲۶ میرٹھ، فتاویٰ قاسمیہ ۳۵۹/۲۲)

إذا ماتت المشتراة للتضحية علىٰ موسر تجب مكانها أخرىٰ ولا شيء على الفقير. (مجمع الأنهر ١٧٣/٤ بيروت)

○ نذر کی قربانی کا گوشت مالک لے سکتا ہے یا نہیں؟

ســـوال (۴۸۴):- ایک شخص نے نذر مانی کہ اگر میرا فلاں کام ہوگیا تو میں قربانی کروں گا، اور یہ شخص مال دار بھی ہے، تو کیا اُس کا گوشت خود استعمال کرسکتا ہے؟

جــواب :- نذر کی قربانی کا گوشت صرف فقراء کو کھلایا جائے گا، مالک اُسے خود استعمال نہیں کرسکتا۔

إن وجبت بالنذر فليس لصاحبها أن يأكل منها شيئًا، ولا أن يطعم غيره من

الأغنياء، سواء كان الناذر غنيًا أو فقيرًا؛ لأن سبيلها التصدق وليس للمتصدق أن يأكل صدقته ولا أن يطعم الأغنياء. (الفتاویٰ الهندية / فصل في صفة الأضحية ٥/٣٠٠)

○ قربانی کی شرائط

سوال (۴۸۵):- حضرت! قربانی کے اندر کوئی شرط ہو تو بتلا دیجئے؟

جواب:- جانور کی عمر پوری ہونی چاہئے، (یعنی بھیڑ ۶ر مہینے، بکرا ایک سال، گائے بھینس ۲ر سال اور اونٹ ۵ر سال) اور جانور بے عیب ہونا چاہئے؛ کیوں کہ عیب دار کی قربانی درست نہیں ہے۔ اسی طرح وقت، یعنی ۱۰-۱۲ر ذی الحجہ کے اندر اندر قربانی ہونی چاہئے۔

وصح الجذع ذو ستة أشهر من الضأن إن كان بحيث لو خلط بالثنايا لا يمكن التمييز من بعد. (الدر المختار / كتاب الأضحية ٩/٤٦٥ زكريا)

والثني من الغنم الذي تم له سنة وطعن في الثانية، ومن البقر الذي تم له سنتان وطعن في الثالثة، ومن الإبل الذي تم له خمس سنين وطعن في السادسة. (الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب الأضحية / الفصل الخامس في بيان ما يجوز من الضحايا وما لا يجوز الخ ١٧/٤٢٥ زكريا، شامي ٩/٤٦٦ زكريا)

○ بڑے جانور میں والد مرحوم کی طرف سے حصہ لینا

سوال (۴۸۶):- ایک شخص نے ایک بڑا جانور قربانی کے لئے لیا اور اس میں ایک حصہ اپنے مرحوم والد کی طرف سے کیا، تو وہ شخص اس حصہ کا گوشت خود استعمال کرسکتا ہے یا نہیں؟

جواب:- ہاں کرسکتا ہے۔

من ضحى عن الميت يصنع كما يصنع في أضحية نفسهٖ من التصدق والأكل والأجر للميت، قال الصدر: والمختار أنه إنْ بأمر الميت لا يأكل منها وإلا يأكل. (شامي ٩/٤٧٢ زكريا)

تبرع بالأضحية عن ميت، جاز له الأكل منها والهدية والصدقة؛ لأن الأجر للميت والملك للمضحي وهو المختار، بخلاف ما لو كان بأمر الميت،

حيث لا يأكل في المختار. (فتح المعين ۳۸۲/۳ بحواله: تعليقات فتاویٰ محموديه ۳۲٦/۱۷)

○ عشرہ ذی الحجہ میں بال اور ناخون کاٹنے سے کون کون رُکے گا؟

سوال (۴۸۷):- کیا بال اور ناخون کاٹنے سے وہی شخص رکے گا جس پر قربانی ہے یا اس کے گھر کے وہ افراد بھی رکے رہیں گے جن پر قربانی واجب نہیں ہے؟

جواب:- جس جس پر قربانی واجب ہے اُن کے لئے رکنا مسنون ہے، اور سب رک جائیں تو بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

عن أم سلمة رضي الله عنها أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إذا دخلت العشر وأراد أحدكم أن يضحي فلا يمس من شعره وبشره شيئًا، وفي رواية: فلا يأخذن شعرًا ولا يقلمن ظفرًا. (صحيح مسلم ۱٦۰/۲)

أقول: نهى النبي صلى الله عليه وسلم من أراد التضحية عن قلم الأظفار وقص الشعر في العشر الأول، والنهي محمول عندنا علىٰ خلاف الأولىٰ. (إعلاء السنن ۲٦۸/۱۷)

○ غریب آدمی کی قربانی کا جانور گم ہوگیا

سوال (۴۸۸):- حضرت! اگر غریب آدمی نے قربانی کے لئے ایک بکرا لیا اور وہ غائب ہوگیا تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب:- غریب آدمی کا جانور غائب ہوگیا تو اَب اُس پر کچھ واجب نہیں رہا۔

ولو اشترىٰ شاةً للأضحية وهو معسر ...... ثم ضلت فلا شيء عليه، ولا يجب عليه شيء. (بدائع الصنائع ۲۰۰/٤ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ۲۹۹/٥)

إذا ماتت المشتراة للتضحية على الموسر تجب مكانها أخرىٰ، ولاشيء على الفقير. (مجمع الأنهر ۱۷۳/٤)

○ قربانی کے جانور سے نفع اُٹھانا

سوال (۴۸۹):- ایک شخص نے ٦/ ماہ پہلے اپنے پالتو جانور کی قربانی کی نیت کی، تو

قربانی کے ایام تک اُس کی کمائی کھا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب:- اگر یہ جانور جنگل میں چرنے والا ہے تو اِس کے دودھ وغیرہ سے نفع اُٹھانا مکروہ ہے، اور جو بھی فائدہ اُٹھایا جائے اُس کے بقدر صدقہ کرنا ضروری ہوگا۔ لیکن اگر جانور کو اپنی طرف سے چارہ کھلاتا ہے تو اُس کے دودھ وغیرہ سے فائدہ اُٹھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اُس کا صدقہ لازم نہیں ہے۔

ویکره الانتفاع بلبنها قبله (الدر المختار) وفي الشامية: فإن كانت التضحية قريبة ينضح ضرعها بالماء البارد وإلا حلبه وتصدق به. (الدر المختار مع الشامي / كتاب الأضحية ٤٧٦/٩ زكريا)

ولو اشترىٰ بقرة حلوبة وأوجبها أضحية فاكتسب مالا من لبنها يتصدق بمثل ما اكتسب ويتصدق بروثها، فإن كان يعلفها فما اكتسب من لبنها أو انتفع من روثها فهو له، ولا يتصدق بشيء، كذا في محيط السرخسي. (الفتاویٰ الهندية ٣٠١/٥)

○ قربانی کا گوشت کس حساب سے تقسیم ہوگا؟

سوال (۴۹۰):- ایک جانور میں دو تین آدمی شریک ہیں، تو اس کا گوشت شرکاء کے حساب سے تقسیم ہوگا یا سات حصوں میں تقسیم ہوگا؟

جواب:- شرکاء کے حساب سے تقسیم ہوگا۔ (مستفاد: فتاویٰ دار العلوم دیوبند ۵۴۸/۱۵)

وتجزئ عما دون سبعة بالأولىٰ. (الدر المختار مع الشامي ٤٥٧/٩ زكريا)

وتجوز عن خمسة أو ستة أو ثلاثة، ذكره محمد رحمه الله في الأصل؛ لأنه لما جاز عن سبعة فعمن دونهم أولىٰ. (الهداية ٤٤٤/٤ المكتبة الأشرفية ديوبند)

○ قربانی کا گوشت یکجا جمع کر کے پورے سماج میں تقسیم کرنا

سوال (۴۹۱):- ایک سماج میں یہ طریقہ ہے کہ قربانی کے تمام جانوروں کے تین حصوں میں سے ایک حصہ سماج کے درمیان ملا کر ہر ہر فرد کے اعتبار سے تقسیم کیا جاتا ہے، اور قربانی

کرنے والوں کے گھروں میں بھی بھیجا جاتا ہے، کیا قربانی کرنے والا شخص استعمال کرسکتا ہے؟

جواب:- سب جائز ہے، جب وہ اپنا کھاسکتا ہے تو اس میں بھی کھاسکتا ہے، یہ کوئی صدقہ کا تو ہے نہیں کہ نہ کھائے۔ (فتاویٰ قاسمیہ ۴۹۲/۲۲، کتاب النوازل ۶۳۲/۱۴)

ویستحب أن یأکل من أضحیته ویطعم منها غیرہ. (الفتاویٰ الهندية ٣٠٠/٥)

والأفضل أن یتصدق بالثلث ویتخذ الثلث ضیافة لأقربائه وأصدقائه، ویدخر الثلث، ویستحب أن یأکل منها، ولو حبس الکل لنفسه جاز؛ لأن القربة في الإراقة والتصدق باللحم تطوع. (شامي ٤٧٤/٩ زكريا، بدائع الصنائع ٢٢٤/٤ زكريا)

○ ایک گاؤں کے آدمی کا دوسرے گاؤں والے کی قربانی میں حصہ لینا

سوال (۴۹۲):- ایک سماج کا آدمی یعنی دوسرے گاؤں کا رہنے والا، کسی دوسرے سماج کے شرکاء کے ساتھ مل کر قربانی دے سکتا ہے یا نہیں؟

جواب:- دے سکتا ہے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (فتاویٰ قاسمیہ ۲۳۲/۲۲)

وشرط کون الذابح مسلمًا – إلیٰ قوله – أو کتابیا ذمیا وحربیا. (الدر المختار مع الشامي ٤٢٨/٩ زكريا)

○ قربانی کے جانور میں عقیقہ کی نیت

سوال (۴۹۳):- کیا قربانی کے جانور میں یا اِسی طرح شادی بیاہ کے موقع پر جو جانور ذبح کرے گا اُس میں عقیقہ کی نیت کرسکتے ہیں یا نہیں؟

جواب :- قربانی کے حصہ میں تو عقیقہ کی نیت نہیں ہوسکتی؛ البتہ قربانی کے جانور میں عقیقہ کا حصہ لے سکتا ہے، اور جو جانور عقیقہ کی نیت سے ذبح کیا جائے اُس کو شادی بیاہ میں کھلا بھی سکتا ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۴۱۰/۲۶-۴۱۱ میرٹھ، فتاویٰ قاسمیہ ۳۵۴/۲۲-۳۵۵)

ولو أرادوا القربة الأضحیة أو غیرها من القرب أجزأهم، سواء کانت القربة واجبة أو تطوعًا أو وجب علی البعض دون البعض، وسواء اتفقت جهات

القربة أو اختلفت ......، وكذٰلک إن أراد بعضهم العقيقة عن ولد ولد له من قبل. (الفتاویٰ الهندية / الباب الثامن ۳۰٤/٥)

○ جانور کے شکار کے شرائط

سوال (۴۹۴):- جاندار اور غیر جاندار سے شکار کرنے کی شرائط اور اس کی شکلیں کیا ہیں؟

جواب:- شکار کو اگر زخمی کر کے زندہ پکڑ لیا جائے تو اُس کو باقاعدہ ذبح کرنا ضروری ہے؛ لیکن بسا اَوقات ایسا کرنا مشکل ہوتا ہے، اِس لئے شریعت نے ذبح اضطراری کی گنجائش دی ہے، اور اُس کی دو شکلیں ہوتی ہیں:

(۱) اول یہ کہ بے جان واسطے یعنی تیر وغیرہ کے ذریعہ بسم اللہ پڑھ کر شکار کیا جائے، ایسی صورت میں اگر شکار سے زخمی ہوکر دمِ مسفوح نکل کر مرجائے، تو بھی شکار حلال ہوجائے گا، باقاعدہ ذبح کرنے کی ضرورت نہ ہوگی۔

(۲) دوسری شکل یہ ہے کہ جاندار کا واسطہ اختیار کیا جائے، اور یہ سدھے ہوئے کتے (کلبِ معلم) یا سدھائے ہوئے پرندے شکرہ وغیرہ کے ذریعہ ہوسکتا ہے۔ اَب اگر بسم اللہ پڑھ کر کتے یا شکرے کو شکار پر چھوڑا اور کتے نے شکار کو زخمی کر کے مار ڈالا، اسی طرح شکرے نے پرندہ کو مار ڈالا، تو یہ شکار حلال رہے گا۔

البتہ یہ ضروری ہے کہ جس جاندار سے شکار کیا جائے وہ معلم ہونا چاہئے، اور معلم ہونے کی ڈگری اس وقت ملے گی جب کہ وہ ٹیسٹ میں کامیاب ہوجائے کہ شکار کر کے خود نہ کھائے اور شکاری پرندے یعنی شکرہ وغیرہ کا ٹیسٹ اِس طرح ہوگا کہ جب اُس کو بلاؤ تو واپس آجائے، جب یہ تین مرتبہ تجربہ ہوجائے تو ان کو معلم ہونے کی ڈگری ملے گی۔ بقیہ تفصیلات ہدایہ وغیرہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿يَسْأَلُوْنَکَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ قُلْ اُحِلَّ لَکُمُ الطَّيِّبٰتِ، وَمَا عَلَّمْتُمْ مِنَ الْجَوَارِحِ مُکَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَکُمُ اللّٰهُ فَکُلُوْا مِمَّا اَمْسَکْنَ عَلَيْکُمْ وَاذْکُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ﴾ [المائدة، جزء آيت: ٤]

فالصيد هو الحيوان المتوحش الممتنع عن الآدمي ماكولاً أو غير ماكولٍ. (الفتاوىٰ الهندية ٤١٧/٥ دار إحياء التراث العربي بيروت، الهداية ٥٠١/٤ المكتبة الأشرفية ديوبند، شامي ٤٦/١٠ زكريا، ٤٦١/٦ كراچی، البحر الرائق ٢٢٠/٨ كوئٹه، الفتاوىٰ التاتارخانية ٤٤٤/١٨ رقم: ٢٩٥٣٣ زكريا)

ويجوز الاصطياد بكلب المعلم والفهد والبازي وسائر الجوارح المعلمة. (الهداية ٥٠٢/٤ المكتبة الأشرفية ديوبند، شامي ٤٨/١٠ زكريا، البحر الرائق ٢٢٠/٨ كوئٹه)

مسائلِ اُضحیہ

○ قربانی کے جانور کی عمریں؟

سوال (۴۹۵):- قربانی کا جانور کتنے سال کا ہونا چاہئے؟

جواب:- بکری ایک سال کی، گائے بھینس دوسال کی اور اونٹ پانچ سال کا ہونا چاہئے۔

اور اگر کوئی بھیڑ ایسا فربہ ہو کہ دیکھنے میں ایک سال کی بکری کے برابر معلوم ہوتا ہو، اور اُس کی عمر ۶ر مہینے سے زائد ہو، تو اِس طرح کے بھیڑ کی بھی قربانی درست ہے۔

وصح الجذع ذو ستة أشهر من الضأن إن كان بحيث لو خلط بالثنايا لا يمكن التمييز من بعد. (الدر المختار مع الشامي ٤٦٥/٩ زكريا، تبيين الحقائق / كتاب الأضحية ٤٨٤/٦ زكريا)

ويجزئ في الأضحية الثني فصاعدًا من كل شيءٍ، ولا يجوز ما دون ذٰلک من كل شيء إلا الجذع من الضأن إذا كان عظيمًا. ...... والثني من الغنم الذي تم له سنة، وطعن في الثانية ومن البقر الذي تم له سنتان وطعن في الثالثة، ومن الإبل الذي تم له خمس سنين وطعن في السادسة. (الفتاویٰ التاتارخانية ٤٢٥/١٧ رقم: ٢٧٧١٣-٢٧٧١٤ زكريا، الدر المختار مع الشامي ٤٦٦/٩ زكريا، مجمع الأنهر ١٧١/٤ مكتبة فقيه الأمة ديوبند، تبيين الحقائق ٤٨٤/٦ زكريا، بدائع الصنائع ٢٠٦/٤، خانية ٣٤٨/٣ زكريا، وكذا في البزازية ٢٨٩/٦ زكريا، الفتاویٰ السراجية، كتاب الأضاحي / باب ما يجوز به التضحية وما لا يجوز ص:

٣٨٤ مكتبة الإتحاد ديوبند)

○ ایک جانور میں کتنے آدمی شریک ہوں گے؟

سوال (۴۹۶):- ایک جانور میں کتنے آدمی شریک ہو سکتے ہیں؟

جواب:- بڑے جانور گائے ہو یا اونٹ، اُس میں ۷ر آدمی تک شریک ہو سکتے ہیں، اس سے زائد جائز نہیں۔

عن جابر رضي اللّٰه عنه أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: البقرة عن سبعة والجزور عن سبعة. (مشكاة المصابيح ١٢٧/١)

اتفق الفقهاء علىٰ أن الشاة والمعز لا تجوز أضحيتهما إلا عن واحدة، وتجزئ البدنة أو البقرة عن سبعة أشخاص، لحديث جابر رضي اللّٰه عنه: نحرنا مع رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم بالحديبية: البدنة عن سبعة، والبقرة عن سبعة. وفي لفظ مسلم: خرجنا مع رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم مهلين بالحج فأمرنا رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم أن نشترك في الإبل والبقر، كل سبعة منا في بدنة. (الفقه الإسلامي وأدلته ٦١٥/٣ هدىٰ ديوبند)

○ سینگ ٹوٹے ہوئے جانور کی قربانی

سوال (۴۹۷):- جس جانور کا سینگ نہیں ہے، اُس کی قربانی کرنا درست ہے یا نہیں؟

جواب:- جس جانور کا پیدائشی سینگ نہ ہو، اُس کی قربانی مطلقاً درست ہے۔ اور اگر سینگ تو تھا، مگر ٹوٹ گیا تو یہ دیکھا جائے گا کہ صرف اوپر اوپر سے ٹوٹا ہے یا اُس کا اثر سر کے مغز تک پہنچ گیا ہے، اگر اوپر سے ٹوٹا ہے تو اُس کی قربانی درست ہے، اور اگر مغز تک اثر پہنچ گیا ہے تو قربانی درست نہیں ہے۔ (کتاب المسائل ۳۱۶/۲)

ويضحي بالجماء هي التي لا قرن لها خلقة، وكذا العظماء التي ذهب بعض قرنها لكسر أو غيره، فإن بلغ الكسر إلى المخ لم يجز. (شامي ٤٦٧/٩ زكريا،

۳۲۳/٦ كراچی، مجمع الأنهر ١٧١/٤، بدائع الصنائع ٢١٦/٤ زكريا، الفتاویٰ الهندية ٢٩٧/٥)

○ بڑے جانور میں تین آدمی کا شریک ہونا

سوال (۴۹۸):- ایک جانور میں دو آدمی شریک ہیں، نماز کے بعد قربانی سے پہلے تیسرا آدمی شریک ہونا چاہتا ہے، تو کیا شریک ہوسکتا ہے؟

جواب:- اگر بڑا جانور ہے تو ہوجائے، اس میں ۷ر تک شریک ہوسکتے ہیں۔

لو شریٰ بدنة للأضحية ثم أشرک فيها ستة جاز استحسانًا والاشتراک قبل الشراء أحب. (ملتقى الأبحر / كتاب الأضحية ١٦٩/٤ زكريا)

اشتریٰ بقرة لها ثم أشرک ستًا جاز استحسانا إن أصاب كلا سبع تام، وإن أصاب أحدهم أقل من سبع لا يصح. (الفتاویٰ البزازية، كتاب الأضحية / الفصل الرابع فيما يجوز من الأضحية ٢٩٠/٦ زكريا، بدائع الصنائع ٢٠٧/٦، تبيين الحقائق ٤٧٦/٦ بيروت، البحر الرائق ٣١٩/٨، شامي ٣١٧/٦ كراچی)

○ قربانی کے جانور کا دودھ کیا کریں؟

سوال (۴۹۹):- قربانی کے جانور سے دودھ سے فائدہ اُٹھانا کیسا ہے؟

جواب:- اگر قربانی کے جانور کو گھر میں چارہ نہیں کھلایا جاتا؛ بلکہ وہ جنگل میں چرتا ہے تو اُس کے دودھ کو صدقہ کرنا ضروری ہے؛ البتہ اگر اُسے گھر میں چارہ کھلایا جارہا ہے تو اُس کا دودھ مالک اپنے استعمال میں لاسکتا ہے، صدقہ کرنا ضروری نہیں ہے۔

يكره الانتفاع بلبنها قبله كما في الصوف (الدر المختار) فإن كانت التضحية قريبة ينضح ضرعها بالماء البارد وإلا حلبه وتصدق به. (الدر المختار مع الشامي ٤٧٦/٩ زكريا، ٣٢٩/٦ كراچی)

ولو اشتریٰ بقرة حلوبة وأوجبها أضحية فاكتسب مالا من لبنها يتصدق بمثل ما اكتسب ويتصدق بروثها، فإن كان يعلفها فما اكتسب من لبنها أو انتفع

من روثها فهو له، ولا يتصدق بشيء، كذا في محيط السرخسي. (الفتاویٰ الهندية ۳۰۱/۵)

شہر میں نماز عید سے پہلے قربانی کیوں درست نہیں؟

سوال (۵۰۰):- شہر میں نماز سے پہلے قربانی کیوں درست نہیں ہے؟ جب کہ دونوں الگ الگ چیز ہیں؟

جواب:- اِس سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔

عن البراء رضي اللّٰه عنه قال: قال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: إن أول ما نبدأ به في يومنا هٰذا أن نصلي، ثم نرجع فننحر، فمن فعله فقد أصاب سنتنا، ومن نحر فإنما هو لحم يقدمه لأهله ليس من النسک في شيء . (صحيح البخاري، كتاب الأضحية / باب سنة الأضحية ۸۳۲/۲ رقم: ۵۳۳۰)

عن أنس بن مالک رضي اللّٰه عنه قال: قال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: من ذبح قبل الصلاة فإنما يذبح لنفسه، ومن ذبح بعد الصلاة فقد تم نسكه وأصاب سنة المسلمين. (صحيح البخاري، كتاب الأضحية / باب سنة الأضحية ۸۳۲/۲ رقم: ۵۵۶۰)

عن أنس بن مالک رضي اللّٰه عنه قال: قال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم يوم النحر: من كان ذبح قبل الصلاة فليعد. (صحيح البخاري، كتاب الأضحية / باب ما يشتهیٰ من اللحم يوم النحر ۸۳۳/۲ رقم: ۵۳۳۴)

ووقت الأضحية يدخل بطلوع الفجر من يوم النحر إلا أنه لا يجوز لأهل الأمصار الذبح حتى يصلي الإمام العيد. (الهداية / كتاب الأضحية ۴۴۵/۴ الأمين كتابستان ديوبند، الدر المختار مع الشامي ۴۶۰/۹، بدائع الصنائع ۱۹۸/۴ زكريا، الفتاویٰ الهندية ۲۹۵/۵)

گاؤں کے لوگوں کا صبح صادق ہوتے ہی قربانی کرنا

سوال (۵۰۱):- حضرت! گاؤں دیہات کے لوگ کب قربانی کریں گے؟

جواب:- صبح صادق کے بعد قربانی کرسکتے ہیں۔

وذبح غيره أي غير أهل المصر يجوز لهم ذبحها بعد طلوع الفجر قبل أن يصلي الإمام صلاة العيد. (تبيين الحقائق / كتاب الأضحية ٤٧٧/٦ زكريا)

ويجوز لأهل القرىٰ والبادية أن يذبحوا بعد صلاة الفجر قبل أن يصلي الإمام صلاة العيد. (البحر الرائق / كتاب الأضحية ٣٢١/٨ زكريا)

ويذبح غير المصري كأهل القرىٰ قبل الصلاة. (مجمع الأنهر / كتاب الأضحية ١٦٩/٤ زكريا)

○ چوری کے جانور سے قربانی

سوال (۵۰۲):- کسی شخص پر قربانی واجب ہے، اُس نے پیسہ چرا کر جانور خرید کر قربانی کی، تو اُس کی قربانی ادا ہوگئی؟

جواب:- ادا نہیں ہوگی۔ (احسن الفتاویٰ ۵۰۵/۷)

قال العلامة ابن عابدين: قال في البدائع: غصب شاة فضحى بها عن نفسه لا تجزئه لعدم الملك. (شامي / كتاب الأضحية ٤٧٨/٩ زكريا، ٢٣٣/٥ كوئٹه)

○ نمازِ عید سے قبل قریب المرگ جانور کا ذبح کرنا

سوال (۵۰۳):- ابھی گاؤں میں نمازِ عید نہیں ہوئی ہے، اور جانور مرنے کے قریب ہے، تو اَب اِس کا کیا حکم ہے؟ کیا ذبح کرنے سے قربانی میں شمار ہوگا یا نہیں؟

جواب:- قربانی نہیں ہوگی، ایسا کمزور جانور کیوں لے کر آئے؟

فلا يجوز لأحد أن يضحي قبل طلوع الفجر الثاني من اليوم الأول من أيام النحر ويجوز بعد طلوعه، وسواء كان من أهل المصر أو من أهل القرىٰ غير أن للجواز في حق أهل المصر شرطًا زائدًا وهو أن يكون بعد صلاة العيد لا يجوز تقديمها عليه عندنا. (بدائع الصنائع، كتاب الأضحية / بيان ما يرجع إلىٰ وقت التضحية ٢١١/٤ زكريا، ٣٠٨/٦ بيروت، شامي ٤٦٠/٩ زكريا، تبيين الحقائق ٣١٨/٦)

○ نمازِ عید سے قبل عورتوں کا قربانی کرنا

سوال (۵۰۴):- عورتوں پر عید کی نماز نہیں ہے، تو اُن کی قربانی عید کی نماز سے پہلے جائز ہے یا نہیں؟

جواب:- اُن کی بھی جائز نہیں ہے۔

عن أنس بن مالک رضي اللّٰہ عنہ قال: قال النبي صلی اللّٰہ علیہ وسلم: من ذبح قبل الصلاۃ فإنما یذبح لنفسہ، ومن ذبح بعد الصلاۃ فقد تم نسکہ وأصاب سنۃ المسلمین. (صحیح البخاري، کتاب الأضحیۃ / باب سنۃ الأضحیۃ ۸۳۲/۲ رقم: ۵۳۳۱)

عن أنس بن مالک رضي اللّٰہ عنہ قال: قال النبي صلی اللّٰہ علیہ وسلم یوم النحر: من کان ذبح قبل الصلاۃ فلیعد. (صحیح البخاري، کتاب الأضحیۃ / باب ما یشتہیٰ من اللحم یوم النحر ۸۳۳/۲ رقم: ۵۳۳٤)

ووقت الأضحیۃ یدخل بطلوع الفجر من یوم النحر إلا أنہ لا یجوز لأھل الأمصار الذبح حتی یصلي الإمام العید. (الھدایۃ / کتاب الأضحیۃ ٤٤٥/٤ الأمین کتابستان دیوبند، الدر المختار مع الشامي ٤٦٠/۹، بدائع الصنائع ۱۹۸/٤ زکریا، الفتاویٰ الھندیۃ ۲۹۵/۵)

○ عذر کی بنا پر نمازِ عید نہ ہو سکی تو قربانی کب کریں؟

سوال (۵۰۵):- اگر کسی جگہ عذر کی بنا پر نماز نہیں ہوسکی، مثلاً آندھی، طوفان ہے، تو وہ کب قربانی کرے؟

جواب:- زوال کے بعد قربانی کی جاسکتی ہے۔

إذا فاتت الصلاۃ یوم العید جاز التضحیۃ بعد الزوال. (الفتاویٰ السراجیۃ / کتاب الأضاحي ۳۸۹)

وفي البزازیۃ: بلدۃ فیھا فتنۃ فلم یصلوا وضحوا بعد طلوع الفجر جاز في المختار، لکن في الینابیع: ولو تعمد الترک فسنّ أول وقتھا لا یجوز الذبح

حتى تزول الشمس، وقيل: لا تجوز قبل الزوال في اليوم الأول، وتجوز في بقية الأيام. (الدر المختار مع الشامي / كتاب الأضحية ٤٦٢/٩ زكريا)

○ کتابی کا اللہ کا نام لے کر جانور ذبح کرنا

سوال (۵۰۶):- اہل کتاب کا فر اگر اللہ کا نام لے کر ذبح کرے تو اُس کا کھانا کیسا ہے؟

جواب:- اہل کتاب کر سکتا ہے، صحیح ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۸۷/۲۶ میرٹھ)

وشرط كون الذابح مسلمًا – إلىٰ قوله – أو كتابيًّا ذميا وحربيًا إلا إذا سمع منه عند الذبح ذكر المسيح (الدر المختار) وقال الشامي: تحت ذبيحة غير كتابي، والكتابي من يؤمن بنبيّ ويقر بكتاب. (الدر المختار مع الشامي / كتاب الذبائح ٤٢٧/٩-٤٣١ زكريا)

تحل ذبيحة مسلم وكتابي ذمي أو حربي. (ملتقى الأبحر مع مجمع الأنهر / كتاب الذبائح ١٥٣/٤ زكريا)

○ قربانی کی صحت کیلئے ہر شریک کا نماز عید پڑھنا ضروری نہیں

سوال (۵۰۷):- مرادآباد شہر میں ایک جانور میں دو آدمی شریک ہیں، ایک نے نماز پڑھی اور دوسرے نے ابھی تک نہیں پڑھی، تو کیا حکم ہے؟

جواب:- شہر میں جہاں کہیں بھی نماز ہو جائے، چاہے مالک نے نماز پڑھی ہو یا نہ پڑھی ہو، قربانی جائز ہو جاتی ہے، شہر کی پہلی نماز کا اعتبار رہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۳۴۴/۲۶ میرٹھ، فتاویٰ قاسمیہ ۱۷۷/۲۲ اشرفیہ دیوبند)

ولو ضحى بعد ما صلى أهل المسجد ولم يصل أهل الجبانة أجزأه استحسانًا؛ لأنها صلاة معتبرة، حتى لو اكتفوا بها أجزأتهم. (شامي / كتاب الأضحية ٤٦٠/٩ زكريا)

○ تین دن کی قربانی کا ثبوت

سوال (۵۰۸):- تین دن کی قربانی پر کوئی صریح حدیث ہے؛ کیوں کہ غیر مقلدین

کہتے ہیں کہ تین دن کی کوئی صریح حدیث نہیں ہے؟

جواب:- آثار صحابہ سے ثابت ہے، اور اِس بارے میں آثار صحابہ مرفوع حدیث کے درجہ میں ہیں۔

عن نافع أن عبد اللّٰہ بن عمر رضي اللّٰہ عنهما كان يقول: الأضحیٰ يومان بعد يوم الأضحیٰ.

إن علي بن أبي طالب رضي اللّٰہ عنه كان يقول: الأضحیٰ يومان بعد يوم الأضحیٰ.

عن أنس رضي اللّٰہ عنه قال: الذبح بعد النحر يومان. (السنن الكبریٰ للبيهقي ۵۵۲/۹-۵۵۳ رقم: ۱۹۲۵۴-۱۹۲۵۵ دار الحديث القاهرة)

○ کیا ۴ر دن قربانی کا ثبوت ہے؟

سوال (۵۰۹):- غیر مقلدین ۴ر دن قربانی کرتے ہیں، اس کا کہیں ثبوت ہے؟

جواب:- جن روایتوں میں سب اَیامِ تشریق کو ایامِ ذبح قرار دیا گیا ہے، اُسی سے غیر مقلدین استدلال کرتے ہیں، یہی امام شافعی کا مسلک ہے؛ لیکن دیگر روایتوں اور آثار صحابہ سے اس کی تردید ہوتی ہے۔

عن نافع بن جُبير بن مطعم عن أبيه رضي اللّٰہ عنه أن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ عليه وسلم قال: أيام التشريق كلها ذبح. (السنن الكبریٰ للبيهقي ۵۵۰/۹ رقم: ۱۹۲۴۱)

قال عطاء: يذبح في أيام التشريق. (السنن الكبریٰ للبيهقي ۵۵۱/۹ رقم: ۱۹۲۴۸)

عن نافع أن عبد اللّٰہ بن عمر رضي اللّٰہ عنهما كان يقول: الأضحیٰ يومان بعد يوم الأضحیٰ.

إن علي بن أبي طالب رضي اللّٰہ عنه كان يقول: الأضحیٰ يومان بعد يوم الأضحیٰ.

عن أنس رضي اللّٰہ عنه قال: الذبح بعد النحر يومان. (السنن الكبریٰ للبيهقي ۵۵۲/۹-۵۵۳ رقم: ۱۹۲۵۴-۱۹۲۵۵ دار الحديث القاهرة)

مسائلِ عقیقہ

○ ختنہ کے ساتھ عقیقہ

سوال(۵۱۰):- اگر کوئی آدمی لڑکے کا عقیقہ ختنہ کراتے وقت کرے، تو یہ کیسا ہے؟

جواب:- یہ بھی جائز ہے؛ لیکن ساتویں دن کرانا افضل ہے۔

عن سمرة بن جندب رضي اللّٰہ عنه عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال: کل الغلام رهین بعقیقته، یذبح عنه یوم سابعه، ویحلق رأسه، ویسمیّٰ. (سنن النسائي، کتاب العقیقة / متی یُعقّ ۱۶۷/۲)

عن بریدة رضي اللّٰہ عنه أن النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم قال: العقیقة تذبح لسبع ولأربع عشرة، ولإحدیٰ وعشرین. (السنن الکبریٰ للبیهقي ۵۱۰/۹ رقم: ۱۹۲۹۳)

ویستحب لمن ولد له ولدان یسمیه یوم أسبوعه ویحلق رأسه ...... ثم یعقّ عند الحلق إباحة علی ما في الجامع المحبوبي. (شامي ۴۸۵/۹ زکریا، ۳۳۶/۶ کراچی)

○ جوانی میں عقیقہ ہو تو کیا بال کاٹے جائیں گے؟

سوال (۵۱۱):- اگر کسی شخص کا عقیقہ جوانی میں کیا جائے، تو کیا اُس کے بھی بال کاٹے جائیں گے؟

جواب:- ایسے شخص کے لئے بال کاٹنا ضروری نہیں ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۶۲۲/۱۵، فتاویٰ محمودیہ ۵۱۱/۱۷ ڈابھیل، آپ کے مسائل اور اُن کا حل ۲۳۸/۴، کتاب المسائل ۳۴۳/۲-۳۴۴)

عن علي بن أبي طالب رضي اللّٰہ عنه قال: عق رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم عن الحسن بشاة، وقال: یا فاطمة! إحلقي رأسه وتصدقي بزنة شعره فضة

فوزنّاه، فكان وزنه درهمًا أو بعض درهمٍ. (مشكاة الصابيح / باب العقيقة ٣٦٢/٢)

العقيقة عن الغلام وعن الجارية، وهي ذبح شاة في سابع الولادة، وضيافة الناس. وحلق شعره مباحة لا سنة ولا واجبة. كذا في الوجيز للكردي. (الفتاویٰ الهندية / الباب الثاني والعشرون في تسمية الأولاد الخ ٣٦٢/٥ كوئٹه، شامي ٣٣٦/٦ کراچی)

عن الحسن البصري: إذا لم يعق عنک فعق عن نفسک، وإن كنت رجلاً. (إعلاء السنن / كتاب الذبائح ١٢١/١٧ کراچی)

○ عقیقہ میں کتنے بکرے ہونے چاہئیں؟

سوال (۵۱۲):- حضرت! عقیقہ ایک بکرے سے کیا جائے گا یا دو بکرے سے؟

جواب:- لڑکے کے لئے دو بکرے/ بکری، اورلڑکی کے لئے ایک بکرا/ بکری۔

إن عائشة رضي اللّٰه عنها أخبرتها أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم أمرهم عن الغلام شاتان مكافئتان، وعن الجارية شاة. (سنن الترمذي، أبواب الأضاحي / باب ما جاء في العقيقة ٢٧٨/١

عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده رضي اللّٰه عنه قال: سئل رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم عن العقيقة، فقال: لا يحب اللّٰه العقوق، كأنه كره الإسم، وقال: من ولد له ولد فأحبَّ أن ينسُک عنه فلينسِک عن الغلام شاتان مكافئتان، وعن الجارية شاة، رواه أبو داؤد رقم: ٢٨٤٢. (مشكاة المصابيح، كتاب الأطعمة / باب العقيقة ص: ٣٦٣، مرقاة المفاتيح / كتاب الصيد والذبائح ٨٠/٨-٨١)

شاتاة عن الغلام وشاتان عن الجارية. (شامي / آخر كتاب الأضحية ٤٨٥/٩ زكريا)

○ عقیقہ میں ایک بڑے جانور میں کئی حصے لینا

سوال (۵۱۳):- عقیقہ میں ایک بڑے جانور میں تین چار بچوں کو شامل کر سکتے ہیں؟

جواب:- کر سکتے ہیں؛ لیکن بہتر ہے کہ لڑکے کے لئے دو بکرے اور لڑکی کے لئے

ایک بکرا ہو۔

عن قتادة أن أنس بن مالک رضي اللّٰه عنه كان يعق عن بنيه بالجزور.

(تحفة المولود في أحكام المولود ٦٥، إعلاء السنن، كتاب الذبائح / باب أفضلية ذبح الشاة في العقيقة ١١٦/١٧ إدارة القرآن كراچی)

ولو ذبح بدنة أو بقرة عن سبعة أولادٍ، أو اشترک فيها جماعة جاز، سواء أرادوا كلهم العقيقة أو أراد بعضهم العقيقة وبعضهم اللحم. (إعلاء السنن / كتاب الذبائح ١١٩/١٧ إدارة القرآن كراچی)

والجمهور علىٰ إجزاء الإبل والبقر أيضًا، وفيه حديث عند الطبراني وأبي الشيخ عن أنس رفعه، يعق عنه من الإبل والبقر والغنم. ونص أحمد علىٰ اشتراط كاملة، وذكر الرافعي بحثًا أنها تتأدى بالسبع كما في الأضحية. (فتح الباري / قوله: باب إماطة الأذى عن الصبي ٥٩٣/٩ تحت رقم: ٥٤٧١ رياض)

عقیقہ کی دعوت میں کون لوگ مدعو ہوں؟

سوال (۵۱۴):- عقیقہ کی دعوت میں کن کن لوگوں کو کھانا کھلایا جائے گا؟

جواب:- جس کو چاہیں آپ کھلائیں، کوئی پابندی نہیں ہے۔

ولو دعا إليها قومًا جاز. إعلاء السنن / كتاب الذبائح ١٢٠/١٧)

حظر و اِباحت

○ مونچھ اُکھاڑنا اور مونڈنا

سوال (۵۱۵):- حضرت! مونچھ اُکھاڑنا کیسا ہے؟

جواب:- مونچھ کا اُکھاڑنا اور اُسترے سے مونڈنا ثابت نہیں؛ البتہ قینچی وغیرہ سے بہت باریک کرنا اَحادیث سے ثابت ہے، اِس لئے یہی بہتر ہے۔

عن عائشة رضي الله عنها قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من الفطرة قص الشارب وإعفاء اللحية. (المصنف لابن أبي شيبة ۱۱۸/۱۳ رقم: ۲۶۰۱۷)

عن حبيب قال: رأيت ابن عمر رضي الله عنهما قد جز شاربه كأنه قد حلقه. (المصنف لابن أبي شيبة ۱۱۵/۱۳ رقم: ۲۶۰۰۶)

عن عثمان الحاطبي قال: رأيت ابن عمر رضي الله عنهما يحفي شاربه. (المصنف لابن أبي شيبة ۱۱۵/۱۳ رقم: ۲۶۰۰۵)

ويأخذ من شاربه حتى يصير مثل الحاجب، كذا في الغياثية. (الفتاویٰ الهندية ۳۵۸/۱)

سوال (۵۱۶):- حضرت! مونچھ کے دونوں کنارے بلیڈ سے صاف کر سکتے ہیں؟

جواب:- ایسا کرنا بہتر نہیں ہے؛ بلکہ قینچی یا مشین سے کتر وانا چاہئے۔

قال ابن حجر: فيسن إحفاءه، حتى تبدو حمرة الشفة العليا ولا يحفيه من أصله، والأمر بإحفاءه محمول علىٰ ما ذكر. وخرج بقصه حلقه فهو مكروه. وقيل: حرام؛ لأنه مثلة. وقيل: سنة لرواية به حملت على الإحفاء بالمعنى المذكور. (مرقاة المفاتيح / باب السواك ۴/۲ تحت رقم: ۳۷۹ المكتبة الأشرفية ديوبند)

○ ناخون کاٹ کر کہاں ڈالیں

سوال(۵۱۷):- حضرت کٹے ہوئے ناخون کہاں ڈالنے چاہئیں؟

جواب:- زمین کے اندر دفن کردے یا کوڑے دان میں ڈال دے۔

وإذا أقلم أظافيره أو جزّ شعره، ينبغي أن يدفن ذٰلک الظفر والشعر المجزور، فإن رمى فلا بأس. (خانية على الفتاوىٰ الهندية ٤١١/٣، طحطاوي على الدر / كتاب الحظر والإباحة ٢٠٢/٤ المكتبة الأشرفية ديوبند)

○ بلوغ کے بعد ختنہ کرانا

سوال (۵۱۸):- بلوغت کے بعد ختنہ کرسکتا ہے یا نہیں؟ کیوں کہ سترِ عورت کا خیال رکھنا ضروری ہے، اِس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب:- چاہے تو کرسکتا ہے، لازمی نہیں ہے، مگر ختنہ نہ کرنے کی صورت میں غسل جنابت کے وقت زائد چمڑے کے اندر پانی پہنچانا ضروری ہے۔

الشيخ الضعيف إذا أسلم ولا يطيق الختان إن قال أهل البصر: لا يطيق يترک؛ لأن ترک الواجب بالعذر جائز فترک السنة أولىٰ. (الفتاوىٰ الهندية ٣٥٧/٥ كوئٹه)

قيل في ختان الكبير: إذا أمكن أن يختتن نفسه فعل وإلا لم يفعل. (الفتاوىٰ الهندية ٣٥٧/٥ كوئٹه)

ولا يجوز النظر إلى العورة إلا عند الضرورة وهي الاحتقان والختان.

(خلاصة الفتاوىٰ / كتاب الاستحسان ٤٤٠/٤ المكتبة الأشرفية ديوبند)

○ آپ ﷺ کی ختنہ کس نے کی؟

سوال(۵۱۹):- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختنہ کس نے کی اور کب کی؟

جواب:- آپ صلی اللہ علیہ وسلم مختون پیدا ہوئے ہیں۔

وقد اختلف في ختانه صلى اللّٰه عليه وسلم علىٰ ثلاثة أقوال: أحدها: أنه ولد مختونًا مسرورًا، وروي في ذٰلک حديث لا يصح، ذكره أبو الفرج ابن

الجوزي في الموضوعات. القول الثاني: أنه ختن صلى اللّٰه عليه وسلم يوم شق قلبه الملائكة عند ظئره حليمة. القول الثالث: أن جده عبد المطلب ختنه يوم سابعه وصنع له مادبة وسمّاه محمدًا. (زاد المعاد ۸۱/۱، البداية والنهاية ۲۱۳/۲)

○ عورتوں کے پُتلوں پر نظر ڈالنا

سوال (۵۲۰):- مارکیٹ میں بنی ہوئی عورتوں کے پتلے کو دیکھنا کیا بدنظری میں داخل ہے؟

جواب:- بالکل بدنظری اور گناہ ہے۔

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: إن اللّٰه كتب علىٰ ابن آدم حظه من الزنا أدرك ذٰلك لا محالة، فزنا العينين النظر، وزنا اللسان النطق، والنفس تمنى وتشتهي، والفرج يصدق ذٰلك أو يكذبه.

(صحيح البخاري، كتاب القدر / باب قول اللّٰه وحرام الخ ۹۷۸/۲ رقم: ٦٣٥٩ ف: ٦٤١٢، صحيح مسلم، كتاب القدر / باب قدر علىٰ ابن آدم حظه من الزنا وغيره ۳۳٦/۲)

هل يحرم بالنظر إلىٰ كونه تصويرًا؟ لأن الصورة المحرمة ما كانت منقوشة أو منعونة بحيث يصبح لها صفة الاستقرار على شيء. (تكملة فتح الملهم ١٦٤/٤)

إنما تحصل المعصية بفعل فاعل مختار. (شامي ٥٦٢/٩ زكريا)

○ دولہن کی بہن کا بہنوئی سے ہنسی مذاق کرنا

سوال (۵۲۱):- گیٹ میں سب سے پہلے دولہا یعنی بہنوئی کو بٹھایا جاتا ہے، دولہن کی بالغہ چھوٹی بہن خود چمچہ سے رس گلّا دولہا کو کھلاتی ہے، یہاں تک کہ پیسہ لے کر لوٹتی ہے، کیا یہ صحیح ہے؟

جواب:- یہ سب ناجائز رسومات ہیں، اِن سے بچنا لازم ہے۔ (فتاویٰ قاسمیہ ۲۴۴/۳، فتاویٰ محمودیہ ۹۵/۲۸ میرٹھ)

إن النساء أيضًا مأمورات بغض البصر عن الرجال الأجانب، كما أن الرجال مأمورون بغض البصر عن النساء الأجنبيات. (أحكام القرآن للتهانوي ٤٣/٣)

والإسلام قد حرم على المرأة أن تكشف شيئًا من عورتها أمام الأجانب خشية الفتنة. (روائع البيان ١٦٢/٢)

عن عقبة بن عامر رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إياكم والدخول على النساء. (صحيح البخاري، كتاب النكاح / باب لا يخلون رجل بإمرأة إلا ذو محرم ۷۸۷/۲ رقم: ٥٠٣٦)

سوال (۵۲۲):- نکاح پڑھانے کے بعد دولہن کی بہن بہنوئی کو انگوٹھی پہناتی ہے، اِس موقع پر دولہا کچھ پیسے دیتا ہے، کیا یہ جائز ہے؟

جواب:- یہ بے غیرتی کی بات ہے، اور نا جائز ہے۔

إن النساء أيضًا مأمورات بغض البصر عن الرجال الأجانب، كما أن الرجال مأمورون بغض البصر عن النساء الأجنبيات. (أحكام القرآن للتهانوي ۴۳/۳)

عن عقبة بن عامر رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إياكم والدخول على النساء. (صحيح البخاري / باب لا يخلون رجل بامرأة إلا ذو محرم ۷۸۷/۲ رقم: ٥٠٣٦)

○ ایک مشت داڑھی اور سر پر ٹوپی کا ثبوت

سوال (۵۲۳):- حضرت! ایک مشت داڑھی اور سر پر ٹوپی لگانے کے بارے میں اگر کوئی صریح حدیث ہو تو مہربانی فرما کر بتلا دیجئے؟

جواب:- ایک مشت داڑھی رکھنے کے لئے بخاری شریف کے اندر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا عمل ہے، وہی سب کے لئے حجت ہے۔ اور ٹوپی کے بارے میں ابوداؤد شریف وغیرہ میں صحابہ کرام کی روایت منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا کہ: ”ہمارے اور کافروں کے درمیان فرق یہ ہے کہ ہم ٹوپی لگاتے ہیں اور کافر ٹوپی نہیں لگاتے“۔ اِس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سر پر ٹوپی لگاتے تھے۔ (فتاویٰ قاسمیہ ۴۵۹/۲۳، ۶۲۹/۲۳، کتاب النوازل ۳۶۷/۱۵)

عن ابن عمر رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: خالِفوا

الـمشركين واحفوا الشوارب ووفّروا اللحىٰ. وكان ابن عمر إذا حج أو اعتمر قبض علىٰ لحيته فما فضل أخذه. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب تقليم الأظفار ٨٧٥/٢ رقم: ٥٦٦١ ف: ٥٨٩٠، صحيح مسلم، كتاب الطهارة / باب خصال الفطرة ١٢٩/١ رقم: ٢٥٩ بيت الأفكار)

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: أنهكوا الشوارب، وأعفوا اللحىٰ. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب إعفاء اللحية ٨٧٥/٢، رقم: ٥٦٦٤ ف:٥٨٩٣)

عن عبد اللّٰه ابن عمر رضي اللّٰه تعالىٰ عنهما أنه كان يقبض على لحيته ثم يقصّ ما تحت القبضة. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة. (كتاب الآثار / باب حف الشعر من الوجه ١٨٩)

عن أبي جعفر بن محمد بن ركانة عن أبيه رضي اللّٰه عنه أن ركانة صارع النبي صلى اللّٰه عليه وسلم فصرعه النبي صلى اللّٰه عليه وسلم. قال ركانة: سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: إن فرق ما بيننا وبين المشركين العمائم على القلانس. (سنن الترمذي، كتاب اللباس / باب العمائم على القلانس ٣٠٨/١ رقم: ١٧٨٤)

عن عبد اللّٰه بن سويد رضي اللّٰه عنه قال: رأيت النبي ﷺ وله قلنسوة طويلة، وقلنسوة لها اٰذان، وقلنسوة لاطية. (شمس الأفاق ١١٨، جامع الأحاديث ٥٥٨/٦ رقم: ١٦٨١٤)

عن أبي يزيد الخولاني رضي اللّٰه عنه قال: سمعت فضالة بن عبيد يقول: سمعت عمر بن الخطاب يقول: سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: الشهداء أربعة: رجل مؤمن جيد الإيمان لقي العدو فصدق اللّٰه فقتل، فذلك الذي ينظر الناس إليه، هكذا ورفع رأسه حتى سقطت قلنسوة رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم أو قلنسوة عمر. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ٣٣٠/١-٣٣١ رقم: ١٥٠ دار الحديث القاهرة)

○ جھاڑ پھونک میں مخلوط الفاظ کا استعمال

سوال (۵۲۴):- سانپ کے کاٹنے پر لوگ جھاڑ پھونک کراتے ہیں، اور اِس میں

طرح طرح کے الفاظ استعمال کرتے ہیں، کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

جواب:- مختلف الفاظ سے جھاڑ پھونک کی اجازت ہے؛ لیکن کوئی شرکیہ جملہ نہیں ہونا چاہئے۔ (فتاویٰ قاسمیہ ۳۳۲/۲۳)

عن عوف بن مالک الأشجعي رضي اللّٰہ عنه قال: کنا نرقي في الجاهلية، فقلنا یا رسول اللّٰہ! کیف تری في ذٰلک؟ فقال: أعرضوا علي رقاکم لا بأس بالرقي ما لم یکن فیه شرک. (صحیح مسلم / باب جواز الأخذ الأجرة علی الرقیة ۲۲٤/۲)

لا بأس بالمعاذات إذا کتب فیها القرآن أو أسماء اللّٰہ تعالیٰ ...... قالوا: وإنما تکره العوذة إذا کانت بغیر لسان العرب ولا یدري ما هو؟ (شامي / کتاب الحظر والإباحة ۵۲۳/۹ زکریا)

○ عورتوں کے لئے انگوٹھی میں ہیرا وغیرہ لگوانے کا حکم

سوال (۵۲۵):- عورتوں کے لئے انگوٹھی میں ہیرا یا دیگر پتھر لگوانا جائز ہے؟

جواب:- جائز ہے۔

ثم الحلقة في الخاتم هي المعتبرة؛ لأن قوام الخاتم بها ولا معتبر بالفص، حتی أنه یجوز أن یکون حجرًا أوغیره کذا في السراج الوهاج. (الفتاویٰ الهندیة / الباب العاشر في استعمال الذهب والفضة ۳۳۵/۵ زکریا قدیم، ۳۸۹/۵ جدید)

○ بلی پالنے کا حکم

سوال (۵۲۶):- گھر میں بلی پالنا کیسا ہے؟

جواب:- جائز ہے، اِس سے چوہوں سے حفاظت رہتی ہے۔

فقال: إن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال: إنها لیست بنجس، إنما هي من الطوافین علیکم أو الطوافات. (سنن الترمذي، أبواب الطهارة / باب ما جاء في سؤر الهرة ۲۷/۱)

وفي المرقاة: لأن نفعه صید الفارة. (مرقاة المفاتیح / کتاب البیوع ٤۱/٦ أشرفیة)

○ عورتوں کا بازار میں جانا

سوال (۵۲۷):- عورتوں کا بازار میں جانا کیسا ہے؟

جواب:- ضرورت کی بنا پر اگر پردہ کے ساتھ جائے تو گنجائش ہے۔

فيباح لها الخروج إلىٰ ما دونه لحاجة بغير محرم. (شامي / كتاب الحج ٤٦٥/٣ زكريا)

ولو لحاجة غزو أو حج أو مقصد ديني أو دنيوي لا بد لها منه، فلا بأس به (الدر المختار) وفي الشامية: أي بشرط أن تكون مستترة. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الحظر والإباحة / باب الاستبراء وغيره ٦٠٦/٩ زكريا)

فالحاصل أن المرأة مأمورة في القرآن بأن تستقرّ في بيتها، ولا تخرج إلا لحاجةٍ. ثم إن خرجت لحاجة، فهي مأمورة بستر الوجه بإدناء الجلباب أو البرقع ...... الخ. (تكملة فتح الملهم، كتاب السلام / باب جواز جعل الإذن ٢٦٩/٤ دار العلوم كراچی)

○ انجکشن سے گابھن کی گئی گائے کے دودھ کا حکم

سوال (۵۲۸):- جس گائے کو انجکشن سے گابھن کیا جائے، اُس کے دودھ کا کیا حکم ہے؟

جواب:- حلال ہے، اِس کے پینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (مستفاد: امداد الفتاویٰ ۲۶۲/۴-۲۶۳، فتاویٰ قاسمیہ ۱۴۶/۲۴)

واعلم أن الأصل في الأشياء كلها سوى الفروج ...... الإباحة، إنما تثبت الحرمة بعارض نصٍ مطلقٍ أو خبر مرويٍ، فما لم يوجد شيءٌ من الدلائل المحرمة فهي على الإباحة. (مجمع الأنهر ٢٤٤/٤ دار الكتب العلمية بيروت)

○ مشتبہ آمدنی والے شخص کی دعوت قبول کرنا

سوال (۵۲۹):- اگر کوئی شخص دعوت کرے اور معلوم ہے کہ اُس کے مال میں حرام ملا ہوا ہے، تو کیا دعوت قبول کی جائے گی یا نہیں؟

جواب:- اگر حرام غالب ہے تو دعوت میں نہ جائے، اور اگر حرام غالب نہیں ہے تو جا سکتا ہے۔

لا يجيب دعوة الفاسق الملعن ...... وكذا دعوة من كان غالب ماله من حرام ما لم يخبر أنه حلال، وبالعكس يجيب ما لم يتبين أنه حرام. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثاني عشر في الهدايا والضيافات ۵/۳٤۳ زكريا)

○ طلبہ کا ایک دوسرے کا صابون استعمال کرنا

سوال (۵۳۰):- طلبہ کپڑے دھونے کے بعد صابون چھوڑ دیتے ہیں، کیا ایک دوسرے کا صابون استعمال کر سکتے ہیں؟

جواب :- دیکھا جائے گا کہ دلالۃً اِجازت ہے یا نہیں؟ مطلب یہ کہ اگر پتہ چل جائے کہ میں نے صابون کو استعمال کیا، تو وہ غصہ تو نہیں ہوگا، اگر غصہ ہوگا تو بلا اجازت استعمال درست نہیں، اور اگر آپس میں مل جل کر رہتے ہیں تو کوئی حرج نہیں۔

المستفاد: وجد في البادية بعيرًا مذبوحًا قريب الماء لا بأس بالأكل منه إن وقع في قلبه أن مالكه أباحه. (شامي / كتاب اللقطة ٦/٤٤٦ زكريا)

○ طوطا اور کبوتر پالنا

سوال (۵۳۱):- طوطا اور کبوتر کو پالنا کیسا ہے؟ حالاں کہ دونوں میں فرق ہے کہ کبوتر آزادی میں رہتا ہے، اور طوطا قید کر کے رکھا جاتا ہے۔

جواب:- اگر کھلاؤ پلاؤ، اور کوئی تکلیف نہ دو تو کوئی بھی پرندہ پالنا ناجائز نہیں ہے۔

عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال: إن كان النبي صلى الله عليه وسلم ليخالطنا حتى يقول لأخ لي صغير: يا أبا عمير ما فعل النغير؟ قال الترمذي تحت هٰذا الحديث ...... فيه أن لا بأس أن يعطي الصبي الصغير الطير ليلعب به. (شمائل الترمذي ۱۵)

ومحله إذا علم أنه لا يعذبه. (حاشية على شمائل الترمذي ۱۵)

○ بیئر پینا کیسا ہے؟

سوال(۵۳۲):- بیئر پینا کیسا ہے؟

جواب:- اگر اُس میں نشہ کا مادہ نہ ہو تو جائز ہے، ورنہ جائز نہیں۔

عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: كل مسكر خمر، وكل مسكر حرام. (صحيح مسلم، كتاب الأشربة / باب بيان أن كل مسكر خمر الخ ١٦٧/٢، مشكاة المصابيح / باب بيان الخمر ووعيد شاربها ٣١٧/٢)

الشراب ما يسكر، والمحرم منها أربعة: الخمر، وهي النيء من ماء العنب إذا غلا واشتدّ ...... والطلاء ...... والسكر ...... ونقيع الزبيب. (البحر الرائق / كتاب الأشربة ٣٩٩/٨ زكريا، ٤٤٨/٨ رشيدية)

○ جو کتے خود بخود گھر میں آجاتے ہوں اُن کی وجہ سے ثواب میں کمی آئے گی یا نہیں؟

سوال (۵۳۳):- کچھ کتے صحن میں آکر بیٹھے رہتے ہیں، مار پیٹ کے باوجود صبح کے وقت غائب ہوجاتے ہیں؛ لیکن شام میں پھر حاضر ہوجاتے ہیں، تو کیا ثواب میں کمی آئے گی؟

جواب:- جو کتا خود بخود آجائے گا اُس کی وجہ سے ثواب میں کمی نہیں ہوگی اِن شاء اللہ تعالیٰ؛ لیکن اُسے پالا نہ جائے، اصل وعید پالنے پر ہے۔

عن أبي طلحة رضي الله عنه قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: لا تدخل الملائكة بيتًا فيه كلب ولا تصاوير. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب التصاوير ٨٨٠/٢ رقم: ٥٩٤٩ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة / باب تحريم تصوير صورة الحيوان الخ ١٩٩/٢ رقم: ٢١٠٦ بيت الأفكار الدولية)

عن عبد الله بن دينارٍ أنه سمع ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من اقتنى كلبًا إلا كلب صفارية أو ماشية، نقص من عمله كل يوم قيراطان. (صحيح مسلم، كتاب البيوع / باب الأمر لقتل الكلاب الخ ٢١/٢)

○ بوہنی سے پہلے اُدھار دینے کو منحوس سمجھنا

سوال (۵۳۴):- دوکان دار بوہنی نہ ہونے سے پہلے اُدھار نہیں دیتے، اور کہتے ہیں کہ ہمارے پورے دن کی بکری خراب ہوجائے گی؟

جواب:- یہ سب بدفالی ہے، جو درست نہیں۔

عن عبد اللّٰہ بن مسعود رضي اللّٰہ عنه عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال: الطیرة شرک، قاله ثلاثًا، وما منا إلاّ ولکن اللّٰہ یذهبه بالتوکل. (مشکاۃ المصابیح، کتاب الطب والرقی / باب الفال والطیرة ۳۹۲/۱، سنن أبي داؤد / باب في الطیرة رقم: ۳۹۱۵)

لا طیرة أي لا عبرة بالتطیر تشاؤمًا وتفاولاً ...... وقال شارح: لا یجوز العمل بالطیرة. (هامش مشکاۃ المصابیح، کتاب الطب والرقي / باب الفال والطیرة ۳۹۱/۱)

عن بریدة رضي اللّٰہ عنه أن النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم کان لا یتطیر من شيء. (مشکاۃ المصابیح، کتاب الطب والرقی / باب الفال والطیرة ۳۹۲/۱)

○ پرفیوم لگانے کا حکم

سوال (۵۳۵):- حضرت پرفیوم لگانا کیسا ہے؟ کیا پرفیوم لگا کر نماز پڑھ سکتے ہیں؟

جواب:- اگر ایسا پرفیوم ہو جس میں کھجور یا انگور کا الکحل پڑا ہوا ہو، تو وہ ناپاک ہے، اُس کو لگانے سے کپڑا ناپاک ہوجاتا ہے، اور اگر ایسا پرفیوم ہے جو اُن دونوں چیزوں کا نہ ہو، جیسے: چقندر، آلو اور گاجر کا ہے، تو ایسا پرفیوم لگانے کی گنجائش ہے۔

وإن معظم الکحول التي تستعمل الیوم في الأدویة والعطور وغیرها لا تتخذ من العنب أو التمر، إنما تتخذ من الحبوب أو القشور أو البترول وغیره، کما ذکرنا في باب بیع الخمر من کتاب البیوع، وحینئذٍ هناک فسحة في الأخذ بقول أبي حنیفة رحمه اللّٰہ عند عموم البلویٰ. (تکملة فتح الملهم، کتاب الأشربة / حکم الکحول المسکرة ۶۰۸/۳)

○ کھانے کے بعد میٹھی چیز کھانے کا التزام

سوال (۵۳۶):- کھانے کے بعد کوئی میٹھی چیز کھانا کیسا ہے؟

جواب:- مٹھائی کھا سکتا ہے؛ لیکن بعد میں کھانے کو ضروری نہ سمجھے؛ بلکہ درمیان اور شروع میں بھی کھا سکتا ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۸/۴۷ ڈابھیل، کتاب النوازل ۵۱/۱۶)

عن عكراش بن ذويب قال: أتى النبي صلى اللّٰه عليه وسلم بجفنة كثيرة الثريد والودک، فأقبلنا نأكل منها، فخبطتُ يدي في نواحيها، فقال يا عكراش! "كل من موضع واحد، فإنه طعام واحد" ثم أتينا بطبق فيه ألوان من الرطب، فجالت يدُ رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم في الطبق، وقال: يا عكراش! كل من حيث شئت؛ فإنه غير لون واحد. (سنن ابن ماجة / باب الأكل مما يليك ۲۳۵ رقم: ۳۲۷٤ المكتبة الأشرفية ديوبند، سنن الترمذي، أبواب الأطعمة / باب ما جاء في التسمية على الطعام ۷/۲ رقم: ۱۸٤۸)

○ مردہ شخص کی غیبت

سوال (۵۳۷):- مردہ کی غیبت کرنا کیسا ہے؟

جواب:- علماء نے لکھا ہے کہ میت کی غیبت کرنا یہ زندہ آدمی کی غیبت کے مقابلہ میں زیادہ خطرناک ہے؛ کیوں کہ زندہ آدمی سے معافی تلافی کی شکل موجود ہے کہ اُس کے پاس جاکر معافی مانگ لے؛ لیکن میت کی غیبت کی معافی تلافی کیسے ہوگی؟ (فتاویٰ محمودیہ ۳۹۶/۲۹ میرٹھ)

قال ابن بطال: سب الأموات يجري مجرى الغيبة، فإن كان أغلب أحوال المرء الخير ...... فالاغتياب له ممنوع ...... ويحتمل أن يكون النهي علىٰ عمومه فيما بعد الدفن، ...... وقد عملت عائشة رواية هٰذا الحديث بذٰلک في حق من استحق عندها اللعن، فكانت تلعنه وهو حي، فلما مات تركت ذٰلک ونهت عن لعنه. (فتح الباري، كتاب الجنائز / باب ما ينهىٰ من سب الأموات ۲۵۹/۳)

لا تسبوا الأموات؛ فإنهم قد أفضوا إلىٰ ما قدموا، وقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: أذكروا محاسن موتاكم وكفوا عن مساويهم. (سنن أبي داؤد، كتاب الأدب / باب في النهي عن سب الموتى ٦٧١/۲، الأذكار للنووي ۱۵۱)

سلام ومصافحہ

○ مصافحہ کے وقت دعائے مغفرت

سوال (۵۳۸):- لوگ مصافحہ کرتے وقت "یغفر اللّٰہ لنا ولکم" کہتے ہیں، یہ کیسا ہے؟

جواب:- مصافحہ کے بعد ہاتھ ملاتے ہوئے "یغفر اللّٰہ لنا ولکم" کہنا چاہئے۔ حدیث میں آتا ہے کہ جولوگ اِس طرح مصافحہ کریں تو اُن کے ہاتھ جدا ہونے سے پہلے پہلے اُن کے گناہوں کو معاف کردیا جاتا ہے۔

عن البراء رضي اللّٰه تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: إذا التقی المسلمان فتصافحا وحمد اللّٰه واستغفراه غُفر لهما. (سنن أبي داؤد، کتاب الأدب / باب في المصافحة ۲/۷۰۸ رقم: ۵۲۱۲)

عن البراء رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: ما من مسلمین یلتقیان فیتصافحان إلاّ غفر لهما قبل أن یفترقا. (سنن أبي داؤد، کتاب الأدب / باب في المصافحة ۲/۷۰۸)

○ مصافحہ کے بعد سینے پر ہاتھ پھیرنا

سوال (۵۳۹):- کچھ لوگ مصافحہ کرنے کے بعد سینے پر ہاتھ رکھتے ہیں؟

جواب:- سینے پر ہاتھ رکھنے کا ثبوت کہیں نہیں ہے۔

عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: قال النبي صلی اللّٰه علیه وسلم: من أحدث في أمرنا هٰذا ما لیس منه فهو رد. (صحیح البخاري / باب إذا اصطلحوا علی صلح

جور فهو مردود ۱/۳۷۱ رقم: ۲٦۱۹، صحيح مسلم ۷۷/۲)

عن أبي أمامة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ...... وتمام تحيتكم بينكم المصافحة. (سنن الترمذي، أبواب الآداب / باب ما جاء في المصافحة ۱۰۲/۲)

○ معانقہ کے وقت ایک طرف گردن ملائیں یا دونوں طرف؟

سوال (۵۴۰):- معانقہ کے وقت گردن ایک طرف ملائے یا دونوں طرف؟

جواب :- ایک طرف ملائے، اس بارے میں بعض نے کہا کہ دائیں طرف اور بعض نے کہا کہ بائیں طرف ملائیں، تو ہم نے کہا کبھی دائیں کرلو اور کبھی بائیں کرلو، بہرحال سنت ادا ہوجائے گی۔ اِسی طرح عطر کسی طرح بھی لگاؤ سنت ادا ہوجائے گی۔

المعانقة: وضع كل من الرجلين زقنه علىٰ كتف الآخر، وعنقه علىٰ عنقه، وضمه إليه بيديه. (معجم لغة الفقهاء ص: ٤٣٨ كراچي)

عن عائشة رضي الله عنها قالت: قدم زيد بن حارثة رضي الله عنه المدينة ورسول الله صلى الله عليه وسلم في بيتي، فأتاه فقرع الباب، فقام إليه رسول الله صلى الله عليه وسلم عريانًا يجرّ ثوبه، والله ما رأيته عريانًا قبله ولا بعده، فاعتنقه وقبّله. (سنن الترمذي، أبواب الآداب / باب ما جاء في المعانقة والقبلة ۱۰۲/۲)

وقال أبو يوسفؒ: لا بأس بالتقبيل والمعانقة لما روي أنه عليه السلام عانق جعفرًا حين قدم من الحبشة وقبّله بين عينيه. (شامي، كتاب الحظر والإباحة / باب الاستبراء وغيره ٥٤٦/٩ زكريا)

○ جدائی کے وقت ''خدا حافظ'' کہنا

سوال (۵۴۱):- آج کل لوگ جدائیگی کے وقت خدا حافظ کہتے ہیں، سلام نہیں کرتے، جب کہ سلام کا ثبوت ہے، اور خدا حافظ کا ثبوت نہیں ہے، تو کیا یہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب:- یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ خدا حافظ ثابت نہیں ہے؛ کیوں کہ جب آپ صلی اللہ

علیہ وسلم کسی کو رخصت فرماتے تھے تو ”اَسْتَوْدِعُ اللّٰہَ دِیْنَکُمْ وَأَمَانَتَکُمْ وَخَوَاتِیْمَ أَعْمَالِکُمْ“ کہتے، ”خدا حافظ“ اسی کا مخفف ہے، یعنی میں تمہیں اللہ کے سپرد کرکے جارہا ہوں، درمیان میں خدا حافظ کہنا منع نہیں ہے، مگر ابتداء وانتہاء میں سلام ہونا چاہئے، مثلاً: ”اچھا بھائی خدا حافظ السلام علیکم“۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: إذا لقي أحدكم أخاه فليسلم عليه، فإن حالت بينهما شجرة أو جدار أو حجر ثم لقيه، فليسلم عليه. (سنن أبي داؤد، كتاب الآداب / باب في الرجل يفارق الرجل الخ ٧٠٧/٢)

عن حذيفة رضي الله عنه قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: إذا لقي المؤمن المؤمنَ فقبض أحدهما علىٰ يد صاحبه، تناثرت الخطايا منهما، كما تناثر أوراق الشجر. (شعب الإيمان للبيهقي ٤٧٤/٦ رقم: ٨٩٥٣ بيروت)

عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا ودّع رجلاً أخذه بيده فلا يدعها حتى يكون الرجل هو يدع يد النبي صلى الله عليه وسلم ويقول: استودع الله دينک وأمانتک وآخر عملک. (سنن الترمذي، أبواب الدعوات / باب ما جاء إذا ودّع إنسانًا ١٨٢/٢)

متفرقات

○ بلا عذر مسلک تبدیل کرنا

سوال (۵۴۲):- اگر کوئی آدمی پہلے امام ابوحنیفہؒ کو مانتا تھا، اب اگر چاہے تو امام شافعیؒ کو مان سکتا ہے؟

جواب:- بلا عذر ہم اِس کی اجازت نہیں دیتے ہیں؛ کیوں کہ اِس سے دینی نظم وانتظام کے خطرہ میں پڑنے کا اندیشہ ہے۔

وأما تقليد مذهب من مذاهبهم الآن غير المذاهب الأربعة، فلا يجوز لا لنقصان في مذهبهم ورجحان المذاهب الأربعة عليهم؛ لأن فيهم الخلفاء المفضلين على جميع الأمة؛ بل لعدم تدوين مذاهبهم وعدم معرفتنا الآن بشروطها وقيودها، وعدم وصول ذٰلك إلينا بطريق التواتر. (خلاصة التحقيق في بيان حكم التقليد والتلفيق ص:۳، بحواله: تعليقاتِ فتاویٰ قاسميه ۱/۱۶۰)

○ چار ہی اِماموں کی اتباع کیوں؟

سوال (۵۴۳):- لوگوں نے چار ہی اِماموں کی اتباع کیوں کی؟ باقی اِماموں کی اتباع کیوں نہیں کی؟

جواب:- اس کی کوئی عقلی ونقلی دلیل تو ہے نہیں، کہ کسی حدیث میں آیا ہو کہ ان چاروں کی اتباع کرنا؛ البتہ قدرتی اور تکوینی طور پر یہ بات پیش آئی کہ سیکڑوں مجتہدین کے درمیان اِنہی چار مجتہدین کے مسائل از اول تا آخر مدون ہوسکے، جن پر اُمت نے اعتماد کرلیا، گویا کہ:

ع: یہ رتبۂ بلند ملا جس کو مل گیا

صرح في التحرير لابن الهمام: أن الإجماع إنعقد علىٰ عدم العمل بمذهب يخالف الأربعة لإنضباط مذاهبهم واشتهارها وكثرة إتباعها. (خلاصة التحقيق ص: ٤، بحواله: فتاویٰ قاسمیه ١/١٦٠)

○ کیا پیغمبر علیہ السلام کی والدہ نے زندہ ہوکر اِسلام قبول کیا تھا؟

سوال (۵۴۴):- مشہور ہے کہ جب اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر اپنی والدہ کی قبر مبارک پر ہوا، تو آپ نے اپنی والدہ کو اللہ کے حکم سے زندہ کیا اور اسلام سے سرفراز فرمایا، کیا حدیث سے ثابت ہے؟

جواب:- بعض حضرات کی رائے یہی ہے؛ لیکن دوسری رائے اِس کے خلاف ہے، اور ہمارا موقف اِس بارے میں توقف کا ہے۔ (فتاویٰ قاسمیہ ۲/۱۴۷، امداد المفتیین ۲۶۱)

ألا ترىٰ أن نبينا صلى الله عليه وسلم قد أكرمه الله تعالىٰ بحياة أبويه له حتى آمنا به، كما في حديث، صححه القرطبي. (شامي ٤/٢٣١ كراچی)

ووالدا رسول الله صلى الله عليه وسلم ماتا على الكفر هٰذا رد من قال أنهما ماتا على الإيمان، أو ماتا على الكفر ثم أحياهم الله تعالىٰ، فماتا في مقام الإيقان. (شرح الفقه الأكبر لملا علي القاري ١٣٠ المكتبة الأشرفية ديوبند)

ثم الجمهور علىٰ أن والديه صلى الله عليه وسلم ماتا كافرين، وهٰذا الحديث أصح ما روي في حقهما. (بذل المجهود، كتاب الجنائز / باب في زيارة القبور ١٠/٥٢٤ دار البشائر الإسلامية)

○ کیا گنبدِ خضریٰ کا سایہ نہیں ہے؟

سوال (۵۴۵):- ایک بریلوی کا کہنا ہے کہ گنبد خضریٰ کا سایہ نہیں ہوتا ہے، اِسی وجہ سے وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نوری ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں؟

جواب:- یہ سب جہالت کی باتیں ہیں، اور خلافِ واقعہ ہیں، گنبدِ خضراء کا سایہ صاف

نظر آتا ہے، وہ تو ایک مٹی کی چیز سے بنا ہوا ہے، تو سایہ کیوں نہیں ہوگا؟

○ شبِ برأت میں اجتماعی ذکر کرنا

سوال (۵۴۶):- شبِ برأت میں عشاء کے بعد اِجتماعی طور پر ذکر کرنا کیسا ہے؟

جواب:- خاص شبِ برأت میں اجتماعی ذکر کا کہیں ثبوت نہیں ہے، اِس دن انفرادی عبادات ہی انجام دینی چاہئیں۔ (مستفاد: کتاب النوازل ۵۳۲/۱)

ونص الشعراني في ذكر الذاكر للمذكور والشاكر للمشكور ما لفظه: وأجمع العلماء سلفًا وخلفًا علىٰ استحباب ذكر اللّٰه تعالىٰ جماعة في المساجد وغيرها من غير نكير إلا أن يشوّش جهرهم بالذكر علىٰ نائم، أو مصل، أو قارئ قرآن، كما مقرر في كتب الفقه. (طحطاوي علىٰ مراقي الفلاح، كتاب الصلاة / فصل في صفة الأذكار ص: ۳۱۸ مكتبه فيصل ديوبند)

كم من مباح يصير بالالتزام من غير لزوم، والتخصيص من غير مخصص مكروهًا. (السعاية / باب صفة الصلاة ۲۶۵/۲)

○ ۲۰؍ سال کی عمر ہوگئی؛ مگر بلوغ کی علامت ظاہر نہیں ہوئی

سوال (۵۴۷):- ۲۰؍ سال ہو چکے؛ لیکن ابھی تک بالغ نہیں ہوا ہے، کیا وہ نماز پڑھا سکتا ہے؟

جواب:- شریعت میں ۱۵؍ سال کی عمر کے شخص کو حکماً بالغ قرار دیا جاتا ہے، اِس لئے ۲۰؍ سال کی عمر کا آدمی بہر حال بالغ سمجھا جائے گا، اس کو نابالغ کہنا صحیح نہیں ہے۔ (کتاب النوازل ۵۱۷/۴)

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم عرضه يوم أحد وهو ابن أربع عشرة سنة فلم يجزني، ثم عرضني يوم الخندق وأنا ابن خمس عشُرة فأجازني، قال نافع: فقدمت على عمر بن عبد العزيز وهو خليفة، فحدثته هٰذا الحديث فقال: إن هٰذا لَحدٌّ بين الصغير والكبير، وكتب إلى عماله

أن يفرضوا لمن بلغ خمس عشرة. (صحيح البخاري، الشهادات / باب بلوغ الصبيان ٣٦٦/١ رقم: ٢٥٩٠ ف: ٢٦٦٤، صحيح مسلم، الإمارة / باب سن البلوغ ١٣١/٢ رقم: ١٨٦٨)

○ تہجد کے وقت اللہ تعالیٰ کے آسمان پر آنے کا مطلب

سوال (۵۴۸):- اللہ تعالیٰ کا تہجد کے وقت آسمانِ دنیا پر آنے کا مطلب کیا ہے؟

جواب:- اِس سے رحمتِ خداوندی کا نزول مراد ہے۔

قوله: ينزل ربنا تبارك وتعالىٰ كل ليلةٍ إلىٰ السماء الدنيا. وروى: يهبط من السماء العليا إلى السماء الدنيا، والنزول والهبوط والصعود والحركات من صفات الأجسام، والله تعالىٰ متعالٍ عنه، والمراد نزول الرحمة وقربه تعالىٰ بإنزال الرحمة، وإفاضة الأنوار وإجابة الدعوات وإعطاء المسائل ومغفرة الذنوب. (لمعات التنقيح شرح مشكاة المصابيح ٣٣٥/٣ دار النوادر، حاشية مشكاة المصابيح، كتاب الصلاة / باب التحريض علىٰ قيام الليل ١٠٩)

ينزل الله ينزل أمره أو ملائكته، وبأنه استعارة، ومعناه: التلطف بالداعين، والإجابة لهم ونحو ذٰلک ...... وقال القاضي البيضاوي: لما ثبت بالقواطع العقلية أنه منزه عن الجسمية والتحيز امتنع عليه النزول علىٰ معنى الانتقال من موضع أعلىٰ إلىٰ ما هو أخفض منه، فالمراد دنوّ رحمته. (عمدة القاري، كتاب التهجد / باب الدعاء في الصلاة من آخر الليل ٢٠٠/٧ بيروت)

○ موت کے بعد اپنے اعضاء کے بارے میں وصیت کرنا

سوال (۵۴۹):- مسلمان بھائی کا اپنے اعضاء کو مرنے کے بعد کسی کو دے دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:- جائز نہیں ہے۔

الانتفاع بأجزاء الآدمي لم يجز، قيل للنجاسة، وقيل: لكرامة، هو

الصحيح. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثامن عشر في التداوي الخ ٥/٣٥٤)

شعر الإنسان وعظمه طاهر، وقال الشافعي: نجس؛ لأنه لا ينتفع به، ولا يجوز بيعه، ولنا أن عدم الانتفاع والبيع لكرامته. (الهداية ١/٤٠)

○ قبر کا راحت وعذاب کس طرح ہوتا ہے؟

سوال (۵۵۰):- روح عالم ارواح میں چلی جاتی ہے، تو اس کا قبر پر عذاب کا کیا مطلب ہے؟

جواب:- قبر میں عذاب برحق ہے، اور اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ یہ عذاب روح اور بدن دونوں کو ہوتا ہے، مگر چوں کہ اس کا تعلق عالم برزخ سے ہے، جس پر پردہ پڑا ہوا ہے، اِس لئے اس کی اصل کیفیت سمجھنے سے ہم قاصر ہیں۔ موت کے بعد بلا شبہ روح عالم ارواح میں چلی جاتی ہے، مگر اس کا کچھ نہ کچھ تعلق قبر یا جزو بدن سے رہتا ہے، اس پر بلا کسی تفصیل کے ایمان لانا ضروری ہے۔ (کتاب النوازل ۱/۳۱۲-۳۱۹)

البرزخ ما بين كل شيئين، وفي الصحاح: الحاجز بين الشيئين، والبرزخ: ما بين الدنيا والآخرة قبل الحشر ومن وقت الموت إلى البعث، فمن مات فقد دخل البرزخ. وقال الفراء: البرزخ من يوم يموت إلىٰ يوم يبعث. (لسان العرب ٣/٨٠٩، بحواله: كتاب النوازل ١/٣١٢)

واعلم أن عذاب القبر: هو عذاب البرزخ، فكل من مات وهو مستحق للعذاب ناله نصيبه قبر أو لم يقبر أكلته السباع أو احترق حتى صار رماداً أو نسف في الهواء أو صلب أو غرق في البحر وصل إلى روحه وبدنه من العذاب ما يصل إلى القبور. (شرح العقيدة الطحاوية لابن أبي العز الدمشقي ٣٢٤ مؤسسة المختار، بحواله: كتاب النوازل ١/٣١٩)

○ قبرستان کے پیڑ وغیرہ کاٹنا

سوال (۵۵۱):- قبرستان کی صفائی کے لئے قبرستان پر جو پیڑ پودے وغیرہ ہیں، اس کو

کاٹ سکتے ہیں یا نہیں؟

جـواب:- کاٹ سکتے ہیں۔ پھر اگر وہ قیمتی ہوں تو فروخت کر کے اُن کی قیمت قبرستان میں لگا دی جائے۔

یـکـره أیـضًـا قـطـع الـنبات الرطب والحشيش من المقبرة دون اليابس.

(شامي، كتاب الصلاة / مطلب في وضع الجريد الخ ٢٥٢/٢ كراچی)

وكـره قـلـع الحشيش الرطب وكذا الشجر من المقبرة؛ لأنه ما دام رطبًا يسبـح الـلّـه تعالىٰ فيؤنس الميت وتنزل بذكر اللّٰه تعالىٰ الرحمة، ولا بأس بقلع اليـابس منهما أي الحشيش والشجر لزوال المقصود. (مراقي الفلاح، كتاب الصلاة / فصل في زيارة القبور ٣٤٢ كراچی، ٦٢٤ مكتبه فيصل ديوبند)

يـكـره قـلـع ما نبت على القبور ما دام رطبًا. (الـفتـاویٰ السراجية، كتاب الكراهية والاستحسان / باب العيادة والقبور ص: ٣٢٢ اتحاد ديوبند)

○ شبِ برأت میں قبرستان جانا

سوال (۵۵۲):- حضرت بتائیے کہ شبِ برأت میں خاص کر قبرستان جانا کیسا ہے؟

جواب:- قبرستان جانے کے لئے شبِ برأت کو لازم کر لینا بدعت ہے، بلا اِلتزام کبھی چلے جائیں تو حرج نہیں۔ (کتاب النوازل ۵۳۷/۱)

اعـلـم أنـا لـم نـجـد فـي الأحـاديـث لا إثبـاتًـا ولا نفيًا مما اشتهر بينهم من تخصيص الـخـامـس عشـر مـن رجب بالتعظيم والصوم والصلاة. (مـا ثبـت بالسنة ١٩٠-١٩٢، بحواله: كتاب النوازل ٥٢٥/١)

قـال ابـن الـمنير: فيه أن المندوبات قد تقلب مكروهات إذا ارتفعت عن رتبتها. (فتـح البـاري، كتاب الأذان / باب الانفتال والانصراف عن اليمين والشمال ٢٣٨/٢ تحت رقم الحديث: ٨٥٢ دار الفكر بيروت)

كـم مـن مباح يصير بالالتزام من غير لزوم والتخصيص من غير مخصص مكروهًا. (سعاية، كتاب الصلاة / باب صفة الصلاة ٢/ ٢٦٥)

اُوپر والے کی مہربانی

سوال (۵۵۳):- کسی کی خیریت پوچھنے پر اگر جواب میں کہا جائے کہ اوپر والے کی مہربانی سے ٹھیک ہوں، تو لفظ ''اوپر والے'' کہنا کیسا ہے؟

جواب:- کہہ سکتا ہے، مگر اللہ کا نام لینا بہتر ہے۔

عن عمر بن الحكم قال: أتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلت: ...... فقال لها رسول الله صلى الله عليه وسلم: أين الله؟ قالت: في السماء. الحديث. (السنن الكبرىٰ للنسائي، كتاب النعوت / باب المعافاة والعقوبة ٤/ ٤١٨ رقم: ٧٧٥٦)

کیا خودکشی کرنے والے کا ہمزاد شیطان دنیا میں رہتا ہے؟

سوال (۵۵۴):- کہا جاتا ہے کہ جو لوگ خودکشی کر کے مرتے ہیں، اُن کے ہمزاد شیطان بن کر اُن کی شکل میں ہوکر لوگوں پر سوار ہوتے ہیں۔

جواب:- یہ بالکل جہالت کی بات ہے۔

قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿كَلَّآ إِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ﴾ [المطففين: ٧]

قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ﴾ [المطففين: ١٨، تفسير ابن كثير ١٤١٨-١٤١٩]

الأرواح على أربعة أوجه: أرواح الأنبياء تخرج من جسدها وتصير مثل صورتها مثل المسك والكافور، وتكون في الجنة، تأكل وتشرب وتتنعم، وتأوى بالليل إلى قناديل معلقة تحت العرش، وأرواح الشهداء، تخرج من جسدها وتكون في أجواف طير خضر في الجنة تأكل وتتنعم وتأوى بالليل إلى قناديل معلقة بالعرش...... وأرواح العصاة من المؤمنين، تكون بين السماء والأرض في

الهواء، وأما أرواح الكفار فهي في سجين، في جوف طير سود، تحت الأرض السابعة، وهي متصلة بأجسادها، فتعذب الأرواح وتتالم الأجساد منه، كالشمس في السماء ونورها في الأرض. (شرح الصدور للسيوطي ۳۲۵ مكتبة دار التراث بيروت، عقائد أهل السنة والجماعة ١٦٧، بحواله: كتاب النوازل ٣٠٧/١، وكذا في روح المعاني ٢٣٣/٩ تحت سورة الإسراء آيت: ٨٥)

○ کیا جنات میں بھی رسول بھیجے گئے؟

سوال (۵۵۵):- کیا اِنسان کی طرح جنات میں بھی رسول بھیجے گئے ہیں؟

جواب:- پہلے جنات کی طرف ممکن ہے کہ مستقل رسول بھیجے گئے ہوں؛ لیکن بعثتِ محمدی کے بعد صرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو تمام جنات واِنسان سب کے لئے رسول بنا کر مبعوث کیا گیا۔

اختلفوا في أن الجن هل أرسل إليهم منهم؟ فسئل الضحاک عنه، فقال: بلیٰ! – إلی قوله – فإنه لم يبعث إلیٰ كافتهم إلا خاتم الرسل عليه السلام. (تفسير المظهري [الأنعام آيت: ١٣٠] ٣١٣/٣ زكريا)

وادعى بعض قيام الإجماع علیٰ أنه لم يرسل إلى الجن رسول منهم، وإنما أرسل إليهم من الإنس، وهل كان ذٰلک قبل بعثة نبينا عليه الصلاة والسلام أم لا الذي نصّ عليه الكلبي الثاني، قال: كان الرسل يرسلون إلى الإنس حتى بعث محمد صلى الله عليه وسلم إلى الإنس والجن. (روح المعاني [الأنعام: ١٣٠] ٤٢/٥)

○ بے جان پتھر کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کیوں مارا؟

سوال (۵۵۶):- حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پتھر کو مارنے کی وجہ کیا تھی؟ حالاں کہ وہ بے جان ہے؟

جواب:- بشری تقاضا یہی تھا کہ جانداروں جیسی حرکت کرنے والے بے جان پتھر کو سزا

دی جائے۔

قال ابن الجوزي: ...... وفيه معجزة ظاهرة لموسىٰ عليه السلام، وأن الآدمي يغلب عليه طبائع البشر؛ لأن موسىٰ علم أن الحجر ما سار بثوبه إلا بأمر من اللّٰه، ومع ذٰلک عامله معاملة من يعقل حتى ضربه. (فتح الباري / كتاب الأنبياء ٤٣٨/٦ تحت رقم الحديث: ٣٤٠٥ دار الفكر بيروت)

ضرورت مند کو خون دینا

سوال (۵۵۷):- کسی ضرورت مند کو خون دینا یا فروخت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:- فروخت کرنا جائز نہیں ہے، مفت میں دینا درست ہے۔

بيع الخمر والميتة والدم ...... باطل. (فتاویٰ قاضي خان، كتاب البيوع / فصل في البيع الباطل ١٣٣/٢)

وبيع ما ليس بمالٍ والبيع به باطل كالدم والميتة والحر. (ملتقى الأبحر مع مجمع الأنهر، كتاب البيوع / باب البيع الفاسد ٧٧/٣)

ويجوز للعليل شرب الدم والبول وأكل الميتة للتداوي إذا أخبره طبيب مسلم أن شفاءه فيه، ولم يجد من المباح ما يقوم مقامه. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثامن عشر في التداوي والمعالجات الخ ٣٥٥/٥ زكريا)

کیا اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھنا ممکن ہے؟

سوال (۵۵۸):- اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھنا ممکن ہے یا نہیں؟

جواب:- ممکن ہے۔

لو رأىٰ أحد في المنام ربه تعالىٰ علىٰ وصف يتعالىٰ عنه وهو يعلم أنه سبحانه منزه عن ذٰلک، ولا يعتقد في صفته تعالىٰ ذٰلک لا تضره تلك الرؤيا.

(مرقاة المفاتيح / كتاب الرؤيا ٢٥/٩ المكتبة الأشرفية ديوبند)

عـن مـعـاذ بن جبل رضي الله عنه قال: احتبس علينا رسول الله صلى الله عـليـه وسلم صلاة الغدوة حتى كادت الشمس تطلع، فلما صلى الغدوة قال إني صـليـت الـليـلة ...... ووضعت جنبي في المسجد، فأتاني ربي في أحسن صورة.

(مرقاة المفاتيح / كتاب الرؤيا ٢٦/٩ المكتبة الأشرفية ديوبند)

○ موبائل سے قرآنی سورتوں کو ڈیلیٹ کرنا

سـوال (۵۵۹):- اگر کسی نے قرآن اپنے موبائل کے اندر ڈال لیا ہو، تو اس کو ڈیلیٹ کرسکتا ہے؟

جواب:- کرسکتا ہے؛ تاہم قرآن موبائل کے اندر نہ رکھنا ہی اچھا ہے؛ کیوں کہ بے حرمتی کا اندیشہ رہتا ہے۔

إن الـمـرئي في المرآة مثاله لا هو. (شـامـي، كتـاب الـنكاح / فصل في المحرمات ١١٠/٤ زكريا)

مـحـا لـوحًـا يكتب فيه القرآن واستعمله في أمر الدنيا يجوز. (البحر الرائق، كتاب الطهارة / باب الحيض ٣٥١/١ زكريا)

○ توریت وغیرہ کس زبان میں نازل کی گئیں؟

سوال (۵۶۰):- توریت اور انجیل، یہ کتابیں کس زبان میں نازل ہوئی ہیں؟

جـواب :- اِمام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا مقولہ ہے کہ اصلاً ہر کتاب اور وحی عربی میں نازل ہوئی، پھر اُس کا ترجمہ ہر نبی نے اپنی زبان میں کیا، پس توریت کا ترجمہ عبرانی زبان میں کیا گیا، اور انجیل کا سریانی زبان میں؛ لیکن اَب اُن کے ترجمہ میں بھی بہت تحریفات ہوچکی ہیں۔

(مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۲۲۴/۷ میرٹھ)

وقـال سـفيـان الثوري: لم ينزل وحي إلا بالعربية، ثم ترجم كل نبي لقومه والـلسان يوم القيامة بالسريانية، فمن دخل الجنة تكلم بالعربية. (رواه ابن أبي حاتم،

تفسیر ابن کثیر ۳۴۷/۳ دار الفکر بیروت)

فإن عبّر عن كلامه تعالىٰ بالعربية كان قرآنًا، وبالسريانية كان إنجيلاً، أو بالعبرانية كان توراةً. (كتاب اليواقيت والجواهر للإمام الشعراني ۹٤/۱ مصر، بحواله: تعليقاتِ فتاوىٰ محموديه ۲۲٤/۷ ميرٹھ)

○ ڈاکٹر کا شرم گاہ دیکھنا

سوال (۵۶۱):- ڈاکٹر کا شرم گاہ دیکھنا کیسا ہے؟ جب کہ آپریشن کرتے وقت مرد وعورت سب کے سب دیکھتے ہیں، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب:- مجبوری میں دیکھ سکتے ہیں، مگر ڈاکٹر نگاہ جما کر نہ دیکھے۔

ما أبيح للضرورة يتقدر بقدرها. (الأشباه والنظائر / القاعدة الخامسة ۱٤۰ ياسر نديم)

امرأة أصابتها قرحة في موضع لا يحل للرجل أن ينظر إليه لا يحل أن ينظر إليها لكن تُعلمُ امرأةٌ تداويها، فإن لم يجدوا امرأة تداويها ...... وخيف عليها البلاءُ أو الوجعُ أو الهلاك، فإنه يستر منها كل شيء إلا موضع تلك القرحة ثم يداويها الرجل ويغضّ بصره ما استطاع إلا عن ذٰلك الموضع. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثامن فيما يحل للرجل النظر إليه الخ ۳۳۰/۵ زكريا)

إذا كان المرض في سائر بدنها غير الفرج يجوز النظر إليه عند الدواء؛ لأنه موضع ضرورة، وإن كان في موضع الفرج فينبغي أن يعلم امرأة تداويها فإن لم توجد وخافوا عليها أن تهلك أو يصيبها وجع لا تحتمله يستروا منها كل شيء إلا موضع العلة، ثم يداويها الرجل ويغض بصره ما استطاع إلا عن موضع الجرح. (شامي / كتاب الحظر والإباحة ۵۳۳/۹ زكريا)

○ کیا گنبدِ خضراء میں داخل ہونے کا کوئی دروازہ ہے؟

سوال (۵۶۲):- کیا گنبدِ خضراء میں کوئی دروازہ ہے، جس سے حضرت عیسیٰ علیہ

السلام کو دفنایا جائے گا؟

جواب:- فی الحال تو روضۂ اقدس علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام چاروں طرف سے بند ہے، اُس میں بالکل اندر تک پہنچنے کا کوئی دروازہ ہمارے علم میں نہیں ہے؛ لیکن یہ کوئی ناممکن بھی نہیں۔ بریں بنا جب وقت آئے گا تو راستہ نکال کر اُس میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تدفین ہونا کوئی مستبعد نہیں ہے۔

عن محمد بن يوسف بن عبد الله بن سلام عن أبيه عن جده رضي الله عنه قال: مكتوب في التوراة صفة محمد: وعيسىٰ بن مريم يدفن معه. قال: فقال أبومودود: قد بقي في البيت موضع قبر. قال الترمذي: هٰذا حديث حسن غريب. هٰكذا قال عثمان بن الضحّاك، والمعروف: الضحاك بن عثمان المديني. (سنن الترمذي / أبواب المناقب ۲/۲۰۲ رقم: ۳٦۱۷)

ولفظ الطبراني في روايته [عن عبد الله بن سلام]: يدفن عيسىٰ بن مريم عليه السلام مع رسول الله صلى الله عليه وسلم وأبي بكر وعمر رضي الله عنهما، فيكون قبرًا رابعًا، وفيه عثمان بن الضحاك وثقه ابن حبان وضعفه أبوداؤد. (خلاصة الوفاء ۲/۱٤۷ مدينة المنورة)

عن عبد الله بن عمرو رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ينزلُ عيسى ابن مريم إلى الأرض فيتزوج ويولد له، ويمكث خمسًا وأربعين سنة، ثم يموت، فيدفن معي في قبري، فأقوم أنا وعيسىٰ ابن مريم في قبرٍ واحدٍ بين أبي بكر وعمر. (مشكاة المصابيح، كتاب الفتن / باب نزول عيسى عليه السلام، الفصل الثالث ص: ٤٨۰، مرقاة المفاتيح، كتاب الفتن / الفصل الثالث ۱۰/۱٦٥ رقم: ٥٥۰۸ دار الكتب العلمية بيروت، ۱۰/۲۳۳ المكتبة الأشرفية ديوبند)

○ دعاء سے تقدیر بدلنے کا مطلب

سوال (۵٦۳):- دعاء سے تقدیر بدل سکتی ہے یا نہیں؟

جواب:- تقدیر معلق بدل سکتی ہے، مگر اللہ کے یہاں سب تقدیر مبرم ہی مبرم ہے۔

عن ثوبان رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: لا يرد القدر إلا الدعاء، ولا يزاد في العمر إلا البر. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ۲۷۷/۵)

أجرى اللّٰه القلم على اللوح المحفوظ بإيجاد ما بينهما من التعلق، وأثبت فيه مقادير الخلق ما كان، وما هو كائن إلى الأبد علىٰ وفق ما تعلقت به إرادته – إلىٰ قوله – وعين مقاديرهم تعيينًا بَتًّا، لا يتأتّى خلافه بالنسبة لما في علمه القديم المعبر عنه بأم الكتاب أو معلقًا كان يكتب في اللوح المحوظ. (مرقاة المفاتيح / باب الإيمان بالقدر ١٤٦/١ تحت رقم: ٧٩)

○ حوضِ کوثر کہاں ہوگا؟

سوال (۵۶۴):- حوضِ کوثر کہاں ہوگا؟

جواب:- میدانِ محشر میں۔

عن أنس بن مالک رضي اللّٰه عنه يقول: أغفىٰ رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم إغفاء ة، فرفع رأسه متبسمًا إما قال لهم وإما قالوا له، لم ضحكت؟ فقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إنه أنزلت عليّ آنفًا سورةٌ فقرأ: ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. اِنَّا اَعْطَيْنٰکَ الْکَوْثَرَ﴾ حتى ختمها، قال: هل تدرون ما الكوثر؟ قالوا: اللّٰه ورسوله أعلم، قال: هو نهر أعطانيه ربي عزوجل في الجنة، عليه خير كثير، يرد عليه أمتي يوم القيامة ...... الخ. (تفسير ابن كثير مكمل ص: ١٤٦٤ دار السلام رياض، المسند للإمام أحمد بن حنبل ١٠٢/٣ دار الفكر بيروت)

عن عبد اللّٰه بن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: الكوثر نهر في الجنة حافتاه من ذهب الخ. (سنن الترمذي / أبواب التفسير من سورة الكوثر ١٧٤/٢)

عـن أنس رضي اللّٰه عنه: ﴿اِنَّا اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ﴾ أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلـم قال: هو نهر في الجنة، قال: فقال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: رأيت نهرًا في الجنة الخ. (سنن الترمذي / أبواب التفسير من سورة الكوثر ۱۷۳/۲)

○ کیا حوضِ کوثر سے دیگر اُمتیں بھی سیراب ہوں گی؟

سـوال (۵٦۵):- کیا حوضِ کوثر سے صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت ہی سیراب ہوگی یا دیگر انبیاء کی اُمت بھی؟

جـواب :- ہر ایک نبی کے الگ الگ حوض ہوں گے۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ حوضِ کوثر سے صرف اُمتِ محمدیہ کے افراد ہی فیض یاب ہوں گے۔

عن سمرة رضـي الـلّٰـه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إن لـكـل نبـي حوضًا، وإنهم يتباهون أيهم أكثر واردة، وإني أرجو أن أكون أكثرهم واردة. (سنن الترمذي، أبواب الزهد / باب ما جاء في صفة الحوض ۷۰/۲، روح المعاني ٤٤١/١٦)

○ حوضِ کوثر سے مؤمن جنات کا فیض یاب ہونا؟

سوال (۵٦٦):- حضرت! حوضِ کوثر صرف اِنسان کے لئے ہے، یا جنات کیلئے بھی؟

جـواب :- نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جنات وانسان سب کے لئے نبی ہیں، اور آپ کی اُمت میں اِنسان اور جنات سب شامل ہیں، اور آپ کا حوضِ کوثر پوری اُمت کے لئے ہوگا۔ اِس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مؤمن جنات بھی آبِ کوثر کی سعادت سے بہرہ ور ہوں گے۔

عن سمرة رضـي الـلّٰـه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إن لـكـل نبـي حوضًا، وإنهم يتباهون أيهم أكثر واردة، وإني أرجو أن أكون أكثرهم واردة. (سنن الترمذي، أبواب الزهد / باب ما جاء في صفة الحوض ۷۰/۲، روح المعاني ٤٤١/١٦)

عن أنس بن مالک رضي اللّٰه عنه يقول: أغفى النبي صلى اللّٰه عليه وسلم إغفاءة فرفع رأسه مبتسمًا – إلىٰ أن قال – هو نهر أعطانيه ربي عزوجل في

الجنة، عليه خير كثير، ترد عليه أمتي يوم القيامة ...... الخ. (تفسير ابن كثير مكمل ص: ١٤٦٤ دار السلام رياض، ٥٥٢/٦ زكريا، المسند للإمام أحمد بن حنبل ١٠٢/٣ دار الفكر بيروت)

کسی اُمتی کو آنحضرت ﷺ کا بھائی کہنا

سوال (۵۶۷):- کسی مسلمان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی کہنا کس اعتبار سے ہے؟

جواب:- دینی اعتبار سے ہے۔ (مستفاد: کتاب النوازل ۷۰/۱)

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ﴾ أي في الدين والحرمة لا في النسب. (أحكام القرآن للقرطبي ٣٢٢/١٦ سورة الحجرات آيت: ١٠)

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ...... وكونوا عباد الله إخوانًا، المسلم أخو المسلم الخ. (صحيح مسلم، كتاب البر والصلة والأدب / باب تحريم ظلم المسلم الخ ٣١٧/٢، صحيح البخاري، كتاب الأدب / باب ما ينهىٰ عن التحاسد الخ رقم: ٥٨٢٩ ف: ٦٠٦٤)

لو كنت متخذًا خليلاً لاتخذت أبا بكر خليلاً، ولكن إخوة الإسلام. (تاريخ الطبري / السنة الحادية عشرة ذكر الأحداث التي كانت فيها ٢٢٨/٢، صحيح البخاري ٥١٦/١ رقم: ٣٥٢٧، المؤطا للإمام مالك ١٠)

اِمام ترمذیؒ کا اپنی کتاب میں اِمام ابوحنیفہؒ کا نام ذکر نہ کرنا؟

سوال (۵۶۸):- اِمام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں امام صاحب رحمہ اللہ کا نام کیوں ذکر نہیں کیا؟

جواب:- اِمام صاحبؒ کی روایات ان کو سنداً نہیں پہنچی ہیں، اِس لئے نام لینے میں احتیاط کرتے ہیں، صرف ایک دو جگہ نام لیا ہے، جہاں محقق طور پر بات پہنچی ہے۔ (تحفۃ الالمعی ۱۸۳/۱)

حجرِ اَسود کو جنت سے کب اُتارا گیا؟

سوال (۵۶۹):- حضرت! حجر اسود کو جنت سے کب اُتارا گیا؟

جواب:- جب حضرت ابراہیم واسماعیل علیہما السلام نے بیت اللہ شریف کے ستون بلند فرمائے، اُس کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام حجرِ اسود لے کر تشریف لائے تھے۔

فلما بلغا القواعد بنيا الركن، قال إبراهيم لإسماعيل: يا بني! أطلب لي حجرًا حسنًا أضعه ههنا، وقال: يا أبت! إني كسلان تعب، قال: عليّ بذلك فانطلق يطلب له حجرًا فجاءه بحجرٍ فلم يرضه، وقال ائتني بحجر أحسن من هذا، فانطلق يطلب له حجرًا وجاءه جبرئيل بالحجر الأسود من الهند.. (البداية والنهاية ۱۳۲/۱)

فبنى إبراهيم، وبقي الحجر، فذهب الغلام يبغي شيئًا، فقال إبراهيم: أبغني حجرًا كما آمرك، فانطلق الغلام يلتمس له حجرًا، فأتاه به فوجده قد ركب الحجر الأسود في مكانه، فقال: يا أبت! من أتاك بهذا الحجر؟ فقال: أتاني به من لم يتكل على بنائك، أتاني به جبرئيل من السماء فأتمّاه. (تفسير ابن كثير مكمل ۱۲۳ دار السلام رياض، تاريخ الطبري / ذكر أمر بناء البيت ۱۵۲/۱)

قال النبي صلى الله عليه وسلم: نزل الحجر الأسود من الجنة. (حجة الله البالغة ۱۷۷/۲ مكتبة حجاز ديوبند)

○ حضرت شیخ الاسلامؒ کا دورانِ درس نبی اکرم علیہ السلام کا دیدار کرنا

سوال (۵۷۰):- حضرت شیخ الاسلامؒ جب حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بحث کر رہے تھے، تو طلبہ کو شبہ ہوا، اُس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سراپا ظاہر ہوا، کیا یہ صحیح ہے؟

جواب:- یہ بات مشہور ہے؛ لیکن ہمارے علم میں اِس کا کوئی معتبر راوی نہیں ہے۔ جب تک کسی صحیح سند سے واقعہ ثابت نہ ہو، اُس کو بیان نہیں کرنا چاہئے۔

قال اللّٰه تعالىٰ: ﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ﴾ [بني إسرائيل، جزء آيت: ۳۶]

عن حفص بن عاصم رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: كفى بالمرء كذبًا أن يحدث بكل ما سمع. (مقدمة صحيح مسلم / باب النهي عن

الحديث بكل ما سمع (۸/۱)

○ حضور اکرم ﷺ کی نرینہ اولاد زندہ نہ رہنے کی مصلحت

سوال (۱۷۵):- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نرینہ اولاد زندہ نہ رہنے کی کیا مصلحت ہے؟

جواب:- مصلحت یہ ہے کہ آپ پر نبوت ختم ہوچکی اور عموماً لوگوں کا تعلق بڑی شخصیت کی اولاد سے بہت ہی عقیدت مندانہ ہوتا ہے، پہلے انبیاء بنی اسرائیل میں تو نسلاً بعد نسل نبوت چلتی تھی، باپ بھی نبی بیٹا بھی پوتا بھی نبی؛ لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت بند ہوگئی، اِس لئے حدیث میں آتا ہے کہ اگر نبوت باقی رہتی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام زندہ رہتے اور وہ نبی بنتے، اَب اگر بالفرض یہ صاحب زادے باحیات رہتے تو لازماً لوگ اُن کا اتنا احترام کرتے جو نبوت کا ہوتا ہے، اور ممکن ہے کچھ لوگ اُنہیں زبردستی نبی مان لیتے، جیسا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ شیعوں نے غلو اور افراط کا معاملہ کیا، اِس لئے حکمت الٰہی اس کی متقاضی ہوئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نرینہ اولاد باحیات نہ رہے

لو عاش إبراهيم لكان نبيًا. (قواعد المجموعة في أحاديث الموضوعة ١٤٤)

عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: لما مات إبراهيم بن رسول الله صلى الله عليه وسلم، وقال إن له مرضعًا في الجنة، ولو عاش لكان صديقًا نبيًّا الخ. (سنن ابن ماجة، أبواب ما جاء في الجنائز / باب ما جاء في الصلاة علىٰ ابن رسول الله صلى الله عليه وسلم ١٠٨)

عن عباس رضي الله عنهما أن الله تعالىٰ لمّا حكم أن لا نبيّ بعده لم يعطه ولدًا ذكرًا يعني رجلاً. (تفسير المظهري [الأحزاب: ٤٠] ٣٥٣/٧ زكريا)

الجواب:- إن ابن النبي صلى الله عليه وسلم لا بد أن يكون نبيًّا ولو عاش ولد من أبناء الحبيب لكان نبيًا بعده، ولو كان نبيًا بعده ما كان هو خاتم الأنبياء والمرسلين، إنها حكمة الرب سبحانه وتعالىٰ البالغة وقدرته وثناء ه المتناهية في العظمة وسموا الرفعة في التقدير، ولذا قرر القرآن العظيم هٰذه الحكمة وأجاب على المفسدين ودرع التامنين بقول الحق سبحانه وتعالىٰ:

﴿اِنَّا اَعْطَیْنَاکَ الْکُوْثَرَ﴾ (بحواله: شاملة / إخوان طريق الإسلام)

○ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ زیادہ افضل ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں نبی ہونے کی بات کیوں کہی گئی؟

سوال (۵۷۲):- ترمذی شریف کی حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہوتے، حالاں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت زیادہ ہے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نبی بنانے کی بات کیوں کہی گئی ہے؟

جواب:- اِس حدیث میں اِس جانب اِشارہ ہے کہ نبوت کے لئے اَسباب کے درجہ میں جن صفات کی ضرورت ہوتی ہے، وہ صفات حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ میں بکثرت پائی جاتی ہیں؛ لیکن نبوت کا تعلق چوں کہ اَسباب سے نہیں؛ بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خصوصی انتخاب پر ہے اِس لئے محض اسباب پائے جانے کی وجہ سے کوئی شخص نبی نہیں بن سکتا، اور یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ایک جزوی فضیلت ہے، اِس سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کلی فضیلت پر برتری لازم نہیں آتی۔

عن عقبة بن عامر رضي اللّٰه تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم: لو كان نبيٌّ بعدي لكان عمر بن الخطاب. (سنن الترمذي، أبواب المناقب / مناقب أبي حفص عمر بن الخطاب رضي اللّٰه عنه ۲۰۹/۲)

قوله: لو كان بعدي ...... ففيه إبانة عن فضل ما جعله اللّٰه تعالیٰ لعمرَ من أوصاف الأنبياء وخلال المرسلين وقرب حالهٖ منهم. وفيه إشارة إلیٰ أن النبوة ليست باستعدادٍ؛ بل يجتبي إليه من يشاء، فكأن النبي صلی اللّٰه عليه وسلم أشار إلیٰ أوصافٍ جُمعتُ في عمر لو كانت موجبةً للرسالة لكان بها نبيًّا. فمن أوصافه قوته في دينه وبذله نفسَه ومالَه في إظهار الحق وإعراضه عن الدنيا مع تمكنه منها. وخصَّ عمرَ مع أن أبا بكرٍ أفضل إيذانًا، بأن النبوة بالاصطفاء لا بالأسباب،

ذكـره الـكـلابـازي. وقال ابن حجر: خص عمر بالذكر لكثرة ما وقع له في زمن الـمـصطفىٰ من الواقعات التي نزل القرآن بها، ووقع له بعده عدة إصاباتٍ. (فيض القدير ۳۹۵/۵ تحت رقم: ۷٤۷۰ دار الفكر بيروت)

سوال (۵۷۳):- جب یہ بات واضح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی آخرالزماں ہیں، تو ''میرے بعد عمر نبی ہوتے'' کا کیا مطلب ہے؟

جواب:- حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خاص فضیلت بیان کرنا مقصود ہے۔ (حوالہ بالا)

○ قصداً ہولی کا تماشہ دیکھنا

سوال (۵۷۴):- اگر کوئی شخص قصداً جا کر ہولی کھیلنے والے کو دیکھتا ہے، تو کیا حکم ہے؟

جواب:- منع ہے؛ کیوں کہ اُس کی رونق بڑھانے کے مرادف ہے۔

من كثّر سواد قوم فهو منهم، ومن رضي عمل قوم كان شريكًا في عمله.

(كنز العمال، كتاب الأضحية / الباب الأول في الترغيب فيها ۱۱/۹ رقم: ۲٤۷۳۰)

○ ہولی کا رنگ کپڑوں پر لگ جائے

سوال (۵۷۵):- اگر کوئی شخص غیر مسلموں کے ساتھ مل کر رنگ کھیلتا ہے، یا کوئی اُس کے اوپر شرارةً رنگ ڈالتا ہے، تو کیا دونوں کا الگ الگ حکم ہے؟

جواب:- بالقصد رنگ کھیلنا ناجائز ہے؛ لیکن اگر بلا ارادہ ہولی کا رنگ لگ جائے تو اُسے دھولیا جائے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۵۷۲/۱۹ ڈابھیل)

الـخـروج إلـىٰ نيـروز الـمـجوس والموافقة معهم فيما يفعلون في ذٰلك اليوم من المسلمين يوجب الكفر الخ. (الفتاویٰ التاتارخانية ۳٤۷/۷ رقم: ۱۰٦۵۵ زكريا)

قـال الـعـلامة المناوي: من تشبه ...... أى تزيا في ظاهره بزيهم وفي تعرفه بـفـعلهم وفي تخلقه بخلقهم وسار بسيرتهم وهديهم في ملبسهم وبعض أفعالهم الخ. (فيض القدير ۵۷٤۳/۱۱ رقم: ۸۵۹۲)

○ بدکارعورت کا پیسہ مسجد یا مدرسہ میں لگانا

سوال (۵۷۶):- زانیہ پیشہ ورعورتوں کا پیسہ مدرسہ یا مسجد میں لگانا کیسا ہے؟

جواب :- اگرزنا کا کمایا ہوا پیسہ ہے، تو اُسے مسجد وغیرہ میں لگانا جائز نہیں؛ البتہ کسی اور قسم کا حلال پیسہ ہوتو جائز ہے۔

ولو كان الخبيث نصابًا لا يلزمه الزكاة؛ لأن الكل واجب التصدق عليه، فلا يفيد إيجاب التصدق ببعضه. (شامي، كتاب الزكاة / باب زكاة الغنم ۲۱۸/۳ زكريا)

عن رافع بن خديج رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ثمن الكلب خبيث، ومهر البغي وكسب الحجام خبيث. (مشكاة المصابيح، كتاب البيوع / باب الكسب وطلب الحلال ۲٤۱)

والمعنى مهر الزانية خبيث أي حرامٌ إجماعًا؛ لأنها تأخذه عوضًا عن الزنا المحرم، ووسيلة الحرام حرام، وسماه مهرًا مجازًا؛ لأنه في مقابلة البضع. (مرقاة المفاتيح، كتاب البيوع / باب الكسب وطلب الحلال ۳۸/٦ المكتبة الأشرفية ديوبند)

كل مسجد بنيَ مباهاة ...... أو بمال غير طيب، فهو لاحق بمسجد الضرار.

(مدارك التنزيل علىٰ هامش تفسير الخازن ۲۸۱/۲ بحواله: تعليقاتِ فتاوىٰ محموديه ۱۲۱/۱۵ ڈابھیل)

قال تاج الشريعة: أما لو أنفق في ذٰلک مالاً خبيثًا ومالاً سببه الخبيث والطيب فيكره؛ لأن الله تعالىٰ لا يقبل إلا الطيب، فيكره تلويث بيته بما لا يقبله.

(شامي، كتاب الصلاة / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ٦٥٨/۱ كراچی)

○ غیر مسلموں کو اُن کے تیوہار کی مبارک باد دینا

سوال (۵۷۷):- غیر مسلم کو ہولی، دیوالی وغیرہ کی مبارک باد دے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:- خوشی کا اظہار ظاہری طور پر تو کر سکتے ہیں، پھر بھی بچا جائے تو بہتر ہے۔

اجتمع المجوس يوم النيروز فقال مسلم: خوب رسمی نہادہ اند، **أو قال:** نیک

آ ئیں نہادہ اند يخاف عليه الكفر. (الفتاویٰ التاتارخانية ٣٤٨/٧ رقم: ١٠٦٥٧ زكريا)

ولو قال لمجوسي: يا استاد تبجيلاً كفر الخ (الدر المختار) وفي الشامية: قوله: تبجيلاً، قيد به؛ لأنه لو لم يكن كذٰلک؛ بل كان لغرض من الأغراض الصحيحة فلا بأس به ولا كفر. (شامي، كتاب الحظر والإباحة / باب الاستبراء وغيره ٥٩٢/٩ زكريا، ٤١٣/٦ كراچی)

○ عورت کا باپردہ اِسکول میں پڑھانا

سوال (۵۷۸):- عورت پردے میں رہ کر اسکول پڑھانے کے لئے جاتی ہے، کیا یہ درست ہے؟

جواب :- بچیوں کا اسکول ہے تو ٹھیک ہے، مردوں کے اسکول میں جاتی ہیں تو ضرور گناہ ہوگا۔ (کتاب النوازل ۲۸۰/۱۴)

وينبغي أن يعلم امرأة تداويها؛ لأن نظر الجنس إلى الجنس أخف. (الدرالمختار مع الشامي، كتاب الحظر والإباحة / فصل في النظر والمسّ ٥٣٣/٩ زكريا)

وتمنع المرأة الشابة من كشف الوجه بين الرجال لا لأنه عورة؛ بل لخوف الفتنة (الدر المختار) وفي الشامية: والمعنى تمنع من الكشف لخوف أن يرى الرجال وجهها فتقع الفتنة. (شامي، باب شروط الصلاة / مطلب في ستر العورة ٧٩/٢ زكريا)

قال الإمام الشاه ولي اللّٰه: اعلم أنه لما كان الرجال يهيّجهم النظر إلى النساء على عشقهن والتوله بهن، ويفعل بالنساء مثل ذٰلک، وكان كثيرًا ما يكون ذٰلک سببًا؛ لأن يبتغي قضاء الشهوة منهن على غير السنة الراشدة، كاتباع من هي في عصمة غيره، أو بلا نكاح، أو غير اعتبار كفاءة، والذي شوهد من هٰذا الباب يُغني عما سطر في الدفاتر، اقتضت الحكمة أن يسد هٰذا الباب. (حجة اللّٰه البالغة ٣٢٨/٢ ذكر العورات مكتبة حجاز ديوبند)

درأ المفاسد أولى من جلب المصالح، فإذا تعارضت مفسدة ومصلحة قدم دفع المفسدة غالباً. (الأشباه والنظائر / القاعدة الخامسة: الضرر يزال ص: ٢٦٤ زكريا)

○ موبائل میں باتصویر دینی بیان سننا

سوال (۵۷۹):- موبائل میں تصویر کے ساتھ بیان سننا جائز نہ ہونے کی کیا وجہ ہے؟

جواب:- اُس میں تصویر سے اشتغال ہے جو پسندیدہ نہیں ہے۔

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إن من حسن إسلام المرء تركه ما لا يعنيه. (سنن الترمذي ٥٨/٢ رقم: ٢٣١٧، شعب الإيمان للبيهقي ٢٥٥/٤ رقم: ٤٩٨٧، المعجم الكبير للطبراني ١٢٨/٣ قم: ٢٨٨٦)

○ دوکان دار کا اپنے سامان کی حقیقی تعریف کرنا

سوال (۵۸۰):- اگر دوکان دار سے کوئی سامان مانگا جاتا ہے اور اُس کے نہ ہونے پر کہتا ہے کہ یہ اُس سے اچھا ہے، تو اِس کا کیا حکم ہے؟

جواب:- اگر واقعۃً ایسا ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

عن أبي سعيد الخدري رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: التاجر الصدوق الأمين مع النبيين والصديقين والشهداء. (سنن الترمذي ٢٢٩/١)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ...... من غش فليس منا. (سنن الترمذي ٢٤٥/١)

○ پیتل کی مورتی بنانے والے کی آمدنی مسجد میں لگانا

سوال (۵۸۱):- ایک شخص پیتل کی مورتی بناتے ہیں، اور اُنہوں نے اُسی کمائی سے مسجد بنوائی ہے، تو کیا اُس مسجد میں نماز درست ہے یا نہیں؟

جواب:- پیتل کی مورتی بنانا تو ناجائز ہے؛ لیکن اُس کی آمدنی حرام نہیں ہے؛ کیوں کہ

وہ پیتل کا عوض ہے؛ لہٰذا مسجد بنانے میں جو پیسہ لگا وہ بھی درست ہے۔ (کتاب النوازل ۴۲۱/۱۰)

وفي نوادر هشام عن محمد رحمه الله تعالىٰ: رجل استأجر رجلاً ليصور له صورًا أو تماثيل الرجال في بيت أو فسطاط فإني أكره ذٰلك وأجعل له الأجرة.

(الفتاویٰ الهندية، كتاب الإجارة / الفصل الرابع: فساد الإجارة إذا كان المستأجر مشغولاً بغيره ٤٥٠/٤ زكريا)

القول الثالث: أنه يحرم تصوير ذوات الأرواح مطلقًا أي سواء أكان للصورة ظل أو لم يكن، وهو مذهب الحنفية والشافعية والحنابلة. (الموسوعة الفقهية ١٠٢/١٢ كويت)

○ قرض لینے کے بعد ''مقرض'' غائب ہوگیا

سوال (۵۸۲):- کسی نے کسی سے قرض لیا، پھر اُن دونوں کے درمیان ایسی جدائی ہوئی کہ ملنے کا امکان نہیں، تو کیا حکم ہے؟

جواب:- اتنا روپیہ کسی کارِ خیر میں لگا دے، یہ روپیہ لقطہ (گم شدہ) کے درجہ میں ہے۔

عليه ديون ومظالم جهل أربابها، وأيس من عليه ذٰلك من معرفتهم، فعليه التصدق بقدرها من ماله. (شامي / كتاب اللقطة ٤٣/٦ زكريا)

○ کیا جماعت میں جانا جہاد کے قائم مقام ہے؟

سوال (۵۸۳):- حضرت! کیا جماعت میں جانا جہاد کے قائم مقام ہے؟

جواب :- جہاد اسلام میں سب سے اونچے درجہ کا عمل ہے، اِس کا اجر وثواب بھی سب سے زیادہ ہے؛ کیوں کہ اس میں جانی اور مالی قربانی جس انداز کی پائی جاتی ہے، وہ اور کسی عمل میں متصور نہیں ہے، اِس لئے تبلیغ یا دیگر کسی بھی عبادت کو حقیقۃً جہاد کے درجہ میں تو نہیں رکھا جاسکتا؛ البتہ بعض احوال کے اعتبار سے مجازاً اس پر جہاد کا اطلاق کردیا جائے، تو وہ منع نہیں ہے۔

حدثني أبو صخر أن سعيد المقبري أخبره أنه سمع أبا هريرة رضي الله عنه يقول: إنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من دخل مسجدنا

هٰذا ليتعلم خيرًا أو يعلمه، كان كالمجاهد في سبيل الله الخ. (صحيح ابن حبان / ذكر التسوية بين طالب العلم ومعلمه وبين المجاهد في سبيل الله ١٥١/١ رقم: ٨٧ دار الفكر، المعجم الكبير للطبراني ١٧٥/٦ رقم: ٥٩١١ دار إحياء التراث العربي بيروت، مشكاة المصابيح ٣٤/١)

○ نفس کے جہاد کو جہادِ اکبر کہنے کی وجہ

سوال (۵۸۴):- نفس سے جہاد کرنے کو جہادِ اکبر کہنے کا کیا مطلب ہے؟

جواب:- اِس لئے کہ جب تک نفس سے جہاد نہ ہوگا، اصل جہاد کا ثواب نہیں مل سکتا؛ کیوں کہ نفس سے جہاد نہ ہوگا تو نیت میں فتور رہوگا، اور سارا عمل ضائع ہوجائے گا؛ لہٰذا اولاً جہادِ اکبر ہوگا اُس کے بعد ہی اصل جہاد کا ثواب ملے گا، اِس لئے اس کو جہادِ اکبر کہا جاتا ہے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رجلاً قال: يا رسول الله! رجل يريد الجهاد وهو يبتغي به عرضًا من الدنيا؟ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: (لا أجر له) فأعظم ذٰلک الناس، فقالوا للرجل: عد لرسول الله صلى الله عليه وسلم فلعلک لم تفهمه، فقال الرجل: يا رسول الله! رجل يريد الجهاد في سبيل الله وهو يبتغي من عرض الدنيا؟ فقال: (لا أجر له) فأعظم ذٰلک الناس، وقالوا: عد لرسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال له الثالثة: رجل يريد الجهاد وهو يبتغي من عرض الدنيا، فقال: (لا أجر له). (الترغيب والترهيب ٣٦٦/٢ رقم: ١٩٨٨)

○ ذاتی نل میں سے دوسروں کو پانی لینے سے روکنا

سوال (۵۸۵):- کسی کا ذاتی نل ہو، وہ لوگوں کے زیادہ استعمال کرنے کی وجہ سے خراب ہوتا ہو، تو کیا منع کرسکتے ہیں؟

جواب:- ہاں! کرسکتے ہیں؛ لیکن بلا وجہ ایسا کرنا مروت کے خلاف ہے۔

المالک هو المتصرف في الأعيان المملوكة كيف شاء. (بيضاوي شريف ٧)

القاعدة: أن القول للمملک في التمليک وعدمه. (عقود رسم المفتي ١٧٨ زكريا)

○ متعین پیداوار کے نفع پر بٹائی کا معاملہ درست نہیں

سوال (۵۸۶):- عموماً کھیت میں پندرہ بیس من دھان کی پیداوار ہوتی ہے، تو بھائی نے کہا کہ تم کھیتی کرلو اور مجھے پانچ من دھان دینا، کیا یہ درست ہے؟

جواب:- درست نہیں ہے، ہاں اگر چوتھائی یا تہائی متعین کرے تو درست ہے۔

فإن شرطا لأحدهما قفزانًا مسماةً فهي باطلة؛ لأن به تنقطع الشركة؛ لأن الأرض عساها لا تخرج إلا هٰذا القدر. (الهداية ٤٢٦/٤، كذا في البحر الرائق / كتاب المزارعة ٢٩٣/٨ بيروت)

ومتى فسدت فالخارج لرب البذر؛ لأنه نماء ملكه ويكون للآخر أجر مثل عمله أو أرضه ولا يزاد على الشرط. (الدر المختار / كتاب المزارعة ٤٠٣/٩-٤٠٤ زكريا)

فتبطل إن شرط لأحدهما قفزانًا مسماة. (تنوير الأبصار / كتاب المزارعة ٤٠٠/٩ زكريا)

○ لڑکیوں کے درمیان زیورات وغیرہ دینے میں برابری

سوال (۵۸۷):- شادی کے موقع پر گھر والے لڑکی کو زیورات وغیرہ دیتے ہیں، تو کیا اس میں بھی برابری ضروری ہے کہ دوسری لڑکی کو اتنا ہی دیا جائے؟

جواب :- ہاں اس میں بھی یہی ہونا چاہئے کہ پہلی لڑکی کو جتنا دیا ہے، اندازاً دوسری کو بھی اتنا ہی دینا چاہئے۔

فسوی بینهم یعطي البنت كالإبن عند الثاني وعليه الفتویٰ. (شامي ٥٠١/٨-٥٠٢ زكريا، ٦٩٦/٥ كراچی، الفتاویٰ الهندية ٣٩١/٤ قديم زكريا، ٤١٦/٤ جديد)

○ باپ کا بڑے بیٹے کو ۲؍ بیگھہ زمین ہبہ کرنا

سوال (۵۸۸):- زید غریب ہے، اُس کے بڑے بیٹے نے خود کما کر ۲۰؍ بیگھہ زمین باپ کے نام کی، اب زید نے خوشی خوشی بڑے بیٹے کو دو بیگھہ زمین دے دی، اُس کی گواہ ماں، بہن ہے اور مرضِ وفات میں بھی کہا کہ وہ دو بیگھہ لیلے، اب باقی بھائی اس پر راضی نہیں ہیں، کیا بڑے

بیٹے کے لئے لینا درست ہوگا یا نہیں؟

جواب:- اگر بیٹا لے کر قابض ہوجائے تو درست ہوگا، اور اگر قبضہ نہیں کیا اور باپ کا انتقال ہوگیا تو بعد میں لینے کی اجازت نہیں ہے؛ بلکہ وہ جگہ سبھی وارثین میں حسبِ حصص شرعیہ تقسیم ہوگی۔

عن النضر بن أنس قال: نحلني أبي نصف داره، فقال أبو بردة: إن سرك أن تجوز ذٰلك فاقبضه، فإن عمر بن الخطاب رضي الله عنه قضى في الأنحال أن ما قبض منه فهو جائز، وما لم يقبض منه فهو ميراث. (المصنف لابن أبي شيبة، كتاب البيوع والأقضية / من قال لا تجوز الصدقة حتى تقبض ۲۸۵/٤ رقم: ۲۰۱۲٤ دار الكتب العلمية بيروت)

الهبة تصح بالإيجاب والقبول وتتم بالقبض. (الهداية ۳۸۳/۳ المكتبة الأشرفية ديوبند، مختصر القدوري ۱۳۵)

○ مدعی نے بینہ پیش کیا اور مدعی علیہ نے انکار پر قسم کھالی تو قاضی کیا کرے؟

سوال (۵۸۹):- اگر مدعی نے بینہ بھی قائم کردیا اور منکر نے بھی قسم کھالی، تو قاضی کیا کرے گا؟

جواب:- بینہ پر فیصلہ ہوگا، بینہ کی موجودگی میں منکر کی قسم کا کوئی اعتبار نہیں۔

عن علقمة بن وائل عن أبيه قال: جاء رجل من حضرموت، ورجل من كنده إلى النبي صلى الله عليه وسلم، فقال الحضرمي: يا رسول الله! إن هٰذا غلبني علىٰ أرض لي، فقال الكندي: هي أرضي وفي يدي ليس له فيها حق، فقال النبي صلى الله عليه وسلم للحضرمي: ألك بينة؟ قال: لا، قال: فلك يمينه الخ.

وفي حديث آخر: أن النبي صلى الله عليه وسلم قال في خطبته: البينة على المدعي واليمين على المدعىٰ عليه. (سنن الترمذي، كتاب الأحكام / باب ما جاء في أن البينة على المدعي واليمين على المدعىٰ عليه ۲٤۹/۱)

فكتب ابن عباس رضي الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ...... ولكن البينة على المدعي واليمين على من أنكر. (السنن الكبرىٰ للبيهقي، كتاب الدعوىٰ والبينات / باب البينة على المدعي واليمين على المدعىٰ عليه ٤٧٧/١٠ رقم: ٢١٢٠١ دار الحديث القاهرة، ٣٩٣/١٦ رقم: ٢١٨٠٦ دار الفكر بيروت)

○ رکھی ہوئی اَمانت کو اگر مالک لینے نہ آئے تو کب تک انتظار کیا جائے گا؟

سوال (۵۹۰):- اگر کسی کے پاس اَمانت رکھ دے اور واپس لینے نہ آئے تو کتنے دن انتظار کیا جائے گا؟

جواب:- اُس چیز کو بعینہٖ محفوظ رکھا جائے گا، اور اگر بالکل نا اُمیدی ہو جائے تو اَمانت رکھنے والے کے وارثین کو وہ چیز لوٹا دی جائے گی۔

غاب المودع ولا يدري حياته ولا مماته يحفظها أبدًا حتى يعلم بموته وورثته، كذا في الوجيز للكردي، ولا يتصدق بها بخلاف اللقطة، كذا في الفتاوىٰ العتابية. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الوديعة / الباب السابع في رد الوديعة ٣٥٤/٤ قديم)

○ بدفالی لینا کیوں جائز نہیں

سوال (۵۹۱):- بدفالی لینا جائز کیوں نہیں ہے؟ آخر بدفالی، نیک فالی دونوں تو فال ہی ہیں، جائز ہوتا تو دونوں جائز ہونا چاہئے تھا، ناجائز ہوتا تو دونوں ناجائز ہونے چاہئے تھے، وضاحت فرمادیجئے۔

جواب:- اللہ تعالیٰ سے حسن ظن رکھو، اس اعتبار سے نیک فالی تو ٹھیک ہے، اور بدفالی میں بدظنی کی بات پیدا ہوتی ہے، اِس لئے وہ ناجائز ہے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: لا طيرة وخيرها الفأل، قالوا: وما الفأل؟ قال: الكلمة الصالحة يسمعها أحدكم. (مشكاة المصابيح، كتاب الطب والرقى / باب الفأل والطيرة ص: ٣٩١، مرقاة المفاتيح /

باب الفأل والطيرة ۲/۹ المكتبة الأشرفية ديوبند)

قال الطيبي: ومعنى الترخص في الفأل والمنع من الطيرة، هو أن الشخص لو راٰى شيئًا وظنه حسنًا وحرضه على طلب حاجته فليفعل ذٰلک، وإذا رأى ما بعده مشؤما ويمنعه من المُضي إلىٰ حاجته فلا يجوز قبوله. (مرقاة المفاتيح، كتاب الطب والرقى / باب الفأل والطيرة ۲۸۹۳/۷ تحت رقم: ٤٥٧٦ المكتبة الشاملة)

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

مرتب کی علمی کاوشیں

سیرتِ طیبہ:

❑ نعت النبی ﷺ نمبر (ماہنامہ ندائے شاہی):

۶۵۸؍صفحات پر مشتمل اس ضخیم نمبر میں علماء دیوبند اوران کے ہم مشرب شعراء کی حمد ونعت اورمنقبت پر مشتمل ۵۳۸؍نظمیں (عربی، فارسی اوراُردو) نہایت خوب صورتی سے جمع کردی گئی ہیں، بفضلہٖ تعالیٰ اس مجموعہ کے مطالعہ سے قارئین کے قلوب نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ومحبت سے معمور ہورہے ہیں،عشاقِ رسول کے لئے یہ ایک قیمتی سوغات ہے۔

❑ شمائلِ رسول:

یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شمائل طیبہ سے متعلق ۴۰؍اَحادیث کا مختصر مجموعہ ہے، اُردو ترجمہ مولانا مفتی محمد عفان منصورپوری زیدعلمہ نے کیا ہے، یہ رسالہ بار بار چھپ چکا ہے، اورکئی زبانوں میں اس کا ترجمہ بھی کیا گیا ہے۔ جیبی سائز، صفحات:۶۴

❑ خطباتِ سیرتِ طیبہ:

سرورعالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ کے مختلف گوشوں پر دس خطبات کا یہ مجموعہ خاص طور پرنو جوانوں اور عام مسلمانوں کے لئے شائع کیا گیا ہے، یہ خطبات مرادآباد کی ''مسجد ابراہیمی'' محلّہ کسرول میں بالترتیب دس روز تک جاری رہے، بعد میں انہیں کتابی شکل دے دی گئی۔ یہ کتاب اس قابل ہے کہ گھروں میں اس کی تعلیم ہو؛ تاکہ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت کے متعلق اہم معلومات مسلم معاشرہ کو حاصل ہوں۔ الحمد للہ یہ کتاب متعدد بار چھپ چکی ہے، نیز ہندی زبان میں بھی اس کی اشاعت ہوچکی ہے۔ صفحات :۲۴۰

❑ مسک الختام فی الصلوٰۃ علی خیر الانام:

اس رسالہ میں اولاً درود شریف کے مختصر فضائل جمع کئے گئے ہیں، بعد ازاں احادیثِ شریفہ اور سلفِ صالحین سے منقول درود شریف کے چالیس منتخب اور پسندیدہ کلمات یکجا کردئے گئے ہیں، اور اخیر میں چند مقبول دعائیں بھی درج ہیں، جن کی قبولیت کی بہت امید ہے، اِن شاء اللہ تعالیٰ۔ تمام عربی عبارتوں کا سلیس اور عام فہم ترجمہ بھی کیا گیا ہے؛ تاکہ عوام کے لئے سہولت ہو۔ جیبی سائز، صفحات: ۱۰۴

فقہ وفتاویٰ:

❑ کتاب المسائل (تین جلدیں، کتاب الطہارت تا کتاب الحج):

واقعہ یہ ہے کہ مسائل کا یہ مجموعہ ہر مسلمان گھرانے کی دینی ضرورت ہے، اور عوام وخواص سب کے لئے یکساں طور پر مفید ہے، اور چوں کہ ہر مسئلہ کے ساتھ اصل فقہی عبارات مذکور ہیں؛ اس لئے یہ کتاب حضراتِ علماء کرام اور مفتیانِ عظام کے لئے اصل ماٰخذ سے مراجعت میں سہولت کا ذریعہ بھی ہے۔ کتاب کی اصل افادیت کا اندازہ اس کے مطالعہ ہی سے ہوسکتا ہے، اس منصوبہ پر آگے بھی کام جاری ہے، اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے تکمیل کی توفیق عطا فرمائیں، آمین۔

صفحات جلدِ اول: ۵۹۰، جلدِ ثانی: ۳۵۲، جلدِ ثالث: ۵۲۸، ملنے کا پتہ: فرید بک ڈپو دریا گنج دہلی

❑ کتاب النوازل (۱۹؍جلد):

یہ کتاب مرتب کے اُن فتاویٰ کا منتخب مجموعہ ہے، جو دارالافتاء جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد سے گذشتہ پچیس سالوں میں جاری ہوئے ہیں، ترتیب وتحقیق کا کام مولانا مفتی محمد ابراہیم قاسمی سلمہ نے انجام دیا ہے۔ فتاویٰ کی زبان نہایت آسان اور اُسلوب دل نشیں ہے، اور ہر فتویٰ معتبر حوالہ جات سے بھرپور مزین ہے۔ ۱۹؍جلدیں شائع ہوچکی ہیں، جن میں طہارت سے لے کر فرائض تک کے مسائل جمع ہوگئے ہیں۔

صفحات جلدِ اول: ۶۸۸، صفحات جلدِ دوم: ۵۶۰، صفحات جلدِ ثالث: ۶۴۸، صفحات جلدِ رابع: ۶۳۲، صفحات جلدِ خامس: ۵۷۶، صفحات جلدِ سادس: ۶۲۴، صفحات جلدِ سابع: ۶۴۰، صفحات جلدِ ثامن: ۵۷۶، صفحات جلدِ تاسع: ۶۰۸، صفحات جلدِ عاشر: ۵۴۴، صفحات جلدِ حادی عشر: ۵۲۸، صفحات جلدِ ثانی عشر:

۶۴۰، صفحات جلدِ ثالث عشر: ۶۰۸، صفحات جلدِ رابع عشر: ۶۹۶، صفحات جلدِ خامس عشر: ۶۲۴، صفحات جلدِ سادس عشر: ۶۰۸، صفحات جلدِ سابع عشر: ۶۲۴، صفحات جلدِ ثامن عشر: ۵۲۸، صفحات جلدِ تاسع عشر: ۴۷۲۔

❑ دینی مسائل اور اُن کا حل:

دورِ حاضر کے اہم پیش آمدہ مسائل کے ۶۵۰؍ مختصر اور جامع جوابات پر مشتمل یہ قیمتی مجموعہ ہر گھر کی ضرورت اور قدم قدم پر رہنمائی کا ذریعہ ہے۔ یہ مسائل کئی سال سے رسالہ تحفۂ خواتین مرادآباد میں سوال وجواب کی صورت میں شائع ہورہے تھے، اب انہیں عربی عبارات اور حوالوں کے ساتھ جمع کر کے شائع کیا گیا ہے، جو عوام کے علاوہ اہل علم اور اربابِ افتاء کے لئے بھی مفید ہے۔ صفحات: ۴۱۶۔

❑ مسائلِ موبائل:

اِس رسالہ میں موبائل سے متعلق ضروری سوالات کے جوابات مدلل طور پر دیئے گئے ہیں، اپنے موضوع پر یہ ایک مقبول رسالہ ہے، کئی زبانوں میں اِس کی اِشاعت ہوچکی ہے، اور عوام وخواص اِس سے فائدہ اُٹھارہے ہیں۔ فالحمد للہ تعالیٰ۔

❑ فتویٰ نویسی کے رہنما اُصول:

یہ فقیہ العصر علامہ ابن عابدین شامیؒ کی معروف کتاب ''شرح عقود رسم المفتی'' کی روشنی میں اُصولِ افتاء پر ایک انوکھی کتاب ہے، جس میں ۳۴؍ اُصول متعین کر کے ہر اُصول کے اِجراء اور تمرین کے لئے رہنمائی کی گئی ہے۔ جو طلبہ افتاء نظر میں گہرائی اور مطالعہ میں گیرائی کے مشتاق ہیں، اُن کے لئے یہ کتاب قدم قدم پر معاون بن رہی ہے۔ نیز بفضلہٖ تعالیٰ تجربہ سے یہ طرزِ اِجراء بہت مفید ثابت ہوا ہے۔

کتاب کے شروع میں ایک قیمتی ابتدائیہ ہے، جس میں فقہ وحدیث اور تفسیر سے متعلق ماٰخذ کی ۱۱۹؍ کتابوں کا تعارف کرایا گیا ہے، جو طلبہ اور علماء کے لئے نہایت مفید اور کارآمد ہے۔

صفحات: ۴۲۹، ناشر: کتب خانہ نعیمیہ دیوبند

❑ فتاویٰ شیخ الاسلام:

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نوراللہ مرقدہٗ کی علمی اور فقہی آراء اور مکتوبات کا یہ

مرتب مجموعہ بالخصوص فقہ وفتاویٰ کے شائقین کے لئے گراں قدر تحفہ ہے۔ ہر مسئلہ حوالہ جات سے مزین ہے، اور نادر علمی نکات، فقہی تحقیقات اور قیمتی اِفادات کو بہت سلیقہ اور عمدگی سے مرتب کیا گیا ہے، یہ کتاب ہندوستان کے علاوہ پاکستان میں بھی شائع ہوچکی ہے۔ صفحات: ۲۵۱، ناشر: مکتبہ دینیہ دیوبند

❑ تحفۂ رمضان:

رمضان المبارک، رؤیتِ ہلال، صدقہ فطر، اعتکاف، زکوٰۃ اور عیدین وغیرہ سے متعلق فضائل ومسائل پر مشتمل یہ مختصر کتاب اپنے موضوع پر بہت جامع ہے، اور مرتب کے سلسلۂ تالیفات کی پہلی کڑی ہے، اور عرصۂ دراز سے مختلف کتب خانوں سے شائع ہورہی ہے۔ صفحات: ۱۷۲۔

❑ الفہرس الحاوی علی حاشیۃ الطحطاوی:

فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی نور اللہ مرقدہٗ نے فقہ حنفی کی مشہور کتاب ''حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح'' کی تفصیلی فہرست تیار فرمائی تھی، اُسی کو مختلف نسخوں سے ملاکر مرتب نے بہت اچھے انداز میں شائع کیا ہے، جس کی بنا پر اِس کتاب سے استفادہ بہت آسان ہوگیا ہے۔ حضرات اہل علم وطلبۂ افتاء بطور خاص اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

صفحات: ۲۰۰، ناشر: مرکز نشر وتحقیق لالباغ مرادآباد

❑ حج وزیارت نمبر (ندائے شاہی):

۲۳۲ رصفحات پر مشتمل یہ معلوماتی نمبر حجاجِ کرام کی رہنمائی میں ممتاز حیثیت رکھتا ہے، اور اپنی جامعیت کی وجہ سے نہایت مقبول ہے۔

❑ ایک مجلس کی تین طلاق کا مسئلہ دلائل کی روشنی میں:

یہ رسالہ خاص طور پر تین طلاق کے سلسلہ میں جمہور علماء اہل سنت کے موقف کی تائید میں تحریر کیا گیا ہے، اور اس میں فرقۂ غیر مقلدین کے پیش کردہ دلائل کا مناسب جواب دیا گیا ہے۔

دعوت واِصلاح:

❑ ایک جامع قرآنی وعظ:

یہ قرآنِ کریم کی ایک جامع ترین آیت: ﴿اِنَّ اللّٰهَ یَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ الخ﴾ کی

مبسوط ومفصل شرح پر مشتمل ایک ضخیم تالیف ہے، جس میں اسلام کی انسانیت نواز فطری تعلیمات کو بہت مثبت اور مؤثر انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ عوام وخواص بالخصوص داعیانِ قوم، ائمہ وعلماء کرام کے لئے اس کتاب میں بیش بہا مواد جمع کردیا گیا ہے، فالحمد کلہ للہ۔ صفحات: ۲۸۷۔

□ اللہ سے شرم کیجئے:

اِس کتاب میں اللہ تعالیٰ سے حیاء کرنے کے متعلق ایک جامع ارشادِ نبوی ﷺ کی تفصیلی شرح کے ضمن میں نہایت مفید اِصلاحی مضامین (آیاتِ قرآنیہ اَحادیثِ طیبہ اور اَحوال واَقوالِ سلف) خوبصورتی کے ساتھ جمع کردئے گئے ہیں، یہ کتاب مردہ ضمیر کو جھنجوڑنے، اور غفلت کے پردے ہٹانے میں تریاق کی حیثیت رکھتی ہے۔ جو شخص بھی صدق دل سے اور عمل کی نیت سے اِس کا مطالعہ کرے گا، اُسے اِن شاء اللہ یقیناً نفع ہوگا، کتاب کی زبان سادہ اور عام فہم ہے۔ ہر بات حوالہ جات سے مزین ہے۔ عوام وخواص کے لئے یکساں طور پر مفید ہے۔ اب تک ہندو پاک کے مختلف کتب خانوں سے اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہوچکے ہیں، اور مسلسل اِس کی اِشاعت جاری ہے۔ کئی زبانوں میں اِس کا ترجمہ بھی ہوچکا ہے، فالحمد کلہ للہ۔ صفحات: ۴۳۲، ناشر: فرید بک ڈپو دہلی وغیرہ

□ اللہ والوں کی مقبولیت کا راز:

اِس کتاب میں اَکابر واَسلاف کی مقبول صفات مثلاً: تواضع، زہد وتقویٰ، عفو ودرگذر، حلم وبردباری، جود وسخا اور خوف وخشیت سے متعلق پُر اَثر اور حیرت انگیز حالات وواقعات بیان کرکے اُن کی روشنی میں اپنے کردار کا مؤثر انداز میں جائزہ لیا گیا ہے۔ یہ کتاب علماء، طلباء اور اَپنی اِصلاح کے خواہش مند حضرات کے لئے اکسیر کی حیثیت رکھتی ہے۔ زبان بہت آسان اور عام فہم ہے، یہ کتاب بھی ہندو پاک کے متعدد کتب خانوں سے مسلسل شائع ہورہی ہے، الحمد للہ۔

صفحات: ۱۹۲، ناشر: فرید بک ڈپو دہلی وغیرہ

□ دعوتِ فکر وعمل:

یہ کتاب مختلف دینی، اِصلاحی، سماجی اور معاشرتی موضوعات پر مبنی ۹۷ رقیمتی مضامین کا

مجموعہ ہے، جن میں پوری قوت کے ساتھ فکری اِصلاح پر زور دیا گیا ہے۔ اِن مضامین کے مطالعہ سے اِصابت رائے اوراعتدال کے جذبات پروان چڑھتے ہیں، موجودہ دور میں دینی خدمات میں مشغول حضرات کے لئے اِس کتاب کا مطالعہ نہایت کارآمد ہے، اَکابر علماء کی تقریظات سے کتاب مزین ہے، متعدد کتب خانوں سے اِس کی اِشاعت ہورہی ہے۔

صفحات: ۵۴۰، ملنے کا پتہ: فرید بک ڈپو دہلی وغیرہ

❑ لمحاتِ فکریہ:

اِس کتاب میں ندائے شاہی مارچ ۲۰۰۳ء سے لے کر مئی ۲۰۰۵ء تک کے اِدارتی مضامین اور دو رسالوں ''اِسلام کی اِنسانیت نوازی'' اور ''اِسلامی معاشرت'' کو یکجا کر کے شائع کیا گیا ہے۔ اِس مجموعہ مضامین میں قرآن وسنت اور آثارِ صحابہ سے نہایت قیمتی ہدایات نقل کی گئی ہیں۔

صفحات: ۳۲۰، قیمت: ۱۰۰/روپے ناشر: فرید بک ڈپو دہلی

❑ مشعلِ راہ:

یہ کتاب بھی ماہنامہ ندائے شاہی مرادآباد کے اِدارتی مضامین ''نظر وفکر'' کا مجموعہ ہے، جس میں جون ۲۰۰۵ء سے ستمبر ۲۰۰۸ء تک کے مضامین شامل کئے گئے ہیں، اِس مجموعے میں خاص طور پر اُمت میں رائج کج فکری اور بدعملی پر نکیر سے متعلق مستند تحریریں شامل ہیں، جو علماء اور عوام سبھی کے لئے مفید ہیں۔ صفحات: ۴۰۰، ناشر: مرکز نشر وتحقیق لالباغ مرادآباد

❑ نظر کی پاکیزگی:

حیا اور پاک دامنی کے بارے میں اِسلام کی پاکیزہ تعلیمات سے متعلق اِس رسالہ میں مفید اور مستند معلومات جمع کردی گئی ہیں، یہ رسالہ اس قابل ہے کہ گھر گھر پہنچایا جائے؛ تاکہ فواحش کا سدِ باب ہوسکے۔

❑ نور نبوت:

یہ رسالہ ۹۹/ قیمتی اَحادیثِ طیبہ اور اُن کی مختصر تشریحات پر مشتمل ہے۔ جو حضرات اَحادیثِ

شریفہ کو یاد رکھنا چاہیں، اُن کے لئے یہ بہت مفید اور نفع بخش مجموعہ ہے۔

صفحات: ۲۰۷، ناشر: مرکز نشر و تحقیق لالباغ مراد آباد

❑ اِسلام کی اِنسانیت نوازی:

اِس مختصر رسالہ میں اختصار کے ساتھ اسلام کی اِنسانیت نواز تعلیمات کو بہت خوش اُسلوبی کے ساتھ اُجاگر کیا گیا ہے، اور اِسلام پر کئے جانے والے اعتراضات کا مناسب جواب دیا گیا ہے۔

❑ درسِ سورۂ فاتحہ:

یہ رسالہ سورۂ فاتحہ کی تفسیر پر مبنی مرتب کے درسی اِفادات پر مشتمل ہے، یہ ہفتہ واری درس ہر پیر کو عصر کے بعد مدرسہ احسن البنات محلّہ طویلہ میں گذشتہ بیس سال سے جاری ہے، فالحمد للہ۔ صفحات: ۲۰۷

سیر وسوانح:

❑ ذکرِ رفتگاں (۳/ جلدیں):

یہ ماہ نامہ ’’ندائے شاہی‘‘ مراد آباد میں گذشتہ (۱۹۸۹ء تا ۲۰۲۰ء) میں وفات پانے والی اُمت کی اہم اور مؤثر شخصیات پر شائع شدہ تعزیتی مضامین کا بیش قیمت مجموعہ ہے، جس میں بہت سے اکابر اور اہم حضرات کے مختصر سوانحی خاکے اور تأثرات جمع ہوگئے ہیں۔ تذکرۂ اکابر کے شائقین کے لئے یہ بیش بہا تحفہ اور سیر وسوانح کے باب میں قیمتی معلومات کا ذخیرہ ہے، جس کا مطالعہ انشاء اللہ ذہن میں تازگی اور روح میں بالیدگی کا سبب ہوگا۔

صفحات جلد اول: ۶۴۸، جلد دوم: ۵۲۰، جلد سوم: ۴۴۷

❑ تذکرۂ فدائے ملتؒ:

یہ امیر الہند، فدائے ملت حضرت مولانا سید اسعد صاحب مدنی نور اللہ مرقدہ صدر جمعیۃ علماء ہند کی یاد میں منعقدہ فدائے ملت سیمینار (منعقدہ ۲۰۰۸ء) میں پیش کردہ مقالات کا بہترین مجموعہ ہے، جس میں نہ صرف حضرت فدائے ملتؒ کے حالات اور قابلِ تقلید روشن کارنامے جمع ہوگئے ہیں؛ بلکہ ملتِ اسلامیہ ہند کی گذشتہ نصف صدی کی تاریخ کے اہم پہلو بھی اس مجموعۂ مضامین میں

جابجا بکھرے ہوئے ہیں۔ اکابر کی سوانح سے دل چسپی رکھنے والوں کے لئے یہ ایک قیمتی سوغات ہے، جسے جمعیۃ علماء ہند نے بہت اہتمام سے شائع کیا ہے، اور مختصر مدت میں اس کے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ صفحات: ۱۲۰۰، ناشر: جمعیۃ علماء ہند

❑ فدائے ملت نمبر (ندائے شاہی):

حضرت فدائے ملت مولانا سید اسعد صاحب مدنی نور اللہ مرقدہٗ کی حیاتِ طیبہ اور خدماتِ عالیہ پر یہ ایک تاریخی اور جامع دستاویز ہے، جس میں نصف صدی کی ملی تاریخ کے اہم واقعات یکجا ہوگئے ہیں۔ اس ضخیم نمبر کے صفحات کی تعداد ۷۸۸ ہے۔

❑ مشاہدات وتأثرات:

یہ کتاب حضرت مولانا سید حمید الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مختلف حضرات کے تأثراتی مضامین کا مجموعہ ہے، جسے مرتب نے حضرت مولانا سید رشید الدین حمیدیؒ سابق مہتمم جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد کے حکم سے ترتیب دیا تھا۔

❑ خصوصی ضمیمہ:

جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد کے مایۂ ناز مہتمم حضرت مولانا سید رشید الدین حمیدیؒ کی وفات پر یہ ضمیمہ شائع کیا گیا تھا، جس میں حضرت موصوف کی گراں قدر خدمات اور تأثراتی مضامین کا احاطہ کیا گیا ہے۔

❑ تحریک ریشمی رومال؛ ایک مختصر تعارف:

شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کی اِنقلابی تحریک ریشمی رومال کے متعلق تاریخی اور دستاویزی معلومات پر مشتمل یہ مقالہ مرتب نے طالبِ علمی کے زمانہ میں شیخ الہند سیمینار (منعقدہ جنوری ۱۹۸۶ء) کے لئے لکھا تھا، جو بعد میں رسالہ کی شکل میں شائع کیا گیا، اور موقع بموقع ہندوپاک میں اس کی اِشاعت ہوتی رہتی ہے۔ صفحات: ۴۱، ناشر: جمعیۃ علماء ہند

❑ پیکرِ عزم وہمت، اُستاذ اور شاگرد:

شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی اور شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی

نوراللہ مرقدہما کی سبق آموز حیاتِ طیبہ پر مشتمل کئی قیمتی مضامین اِس مختصر رسالہ میں شامل ہیں، جن کا مطالعہ علماء اور طلباء کے لئے بالخصوص مفید ہے۔

صفحات: ۸۰، ناشر: مرکز نشر و تحقیق لال باغ مرادآباد، ملنے کا پتہ: کتب خانہ نعیمیہ دیوبند

تاریخ:

❑ تحریک آزادیٔ ہند میں مسلم عوام اور علماء کا کردار:

ہندوستان کی تحریکات آزادی میں شروع سے لے کر اخیر تک مسلم عوام اور علماء نے جو عظیم ترین قربانیاں پیش کی ہیں، اُن کو نہایت اختصار اور جامعیت کے ساتھ سوال و جواب کے انداز میں اِس کتاب میں جمع کر دیا گیا ہے۔ انداز نہایت دلچسپ ہے، اور ہر بات حوالہ سے مدلل ہے۔ کتاب کے اَخیر میں مولانا معزالدین احمد صاحب کے قلم سے اُن حضرات کا جامع تعارف بھی شامل ہے، جن کا نام کتاب کے اندر کسی نہ کسی عنوان سے آیا ہے، اپنے اسلاف کے کارناموں سے واقفیت کے لئے نئی نسل کے حضرات کو اِس کتاب کا ضرور مطالعہ کرنا چاہئے۔

صفحات: ۲۲۸، ناشر: مرکز نشر و تحقیق لال باغ مرادآباد، ملنے کا پتہ: کتب خانہ نعیمیہ دیوبند

❑ تاریخ شاہی نمبر (ندائے شاہی):

جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی کی سوا سو سالہ تاریخ پر مبنی یہ نمبر دستاویزی حیثیت کا حامل ہے، اور نادر و نایاب تاریخی معلومات کو شامل ہے، اِس کی اہمیت کا اندازہ باذوق حضرات ہی لگا سکتے ہیں۔

ردِ قادیانیت:

❑ ردِ مرزائیت کے زریں اُصول:

یہ سفیرِ ختم نبوت حضرت مولانا منظور احمد صاحب چینوٹیؒ (پاکستان) کے اُن تربیتی محاضرات کا مجموعہ ہے، جو موصوف نے ۱۴۰۹ھ کو دارالعلوم دیوبند میں رونق اَفروز ہو کر علماء و طلباء کے بڑے مجمع کے سامنے دئے تھے۔ اُنہیں مرتب نے اپنے رفقاء: مولانا شاہ عالم گورکھپوری اور مولانا عزیز الحق

صاحب اعظمی کے تعاون سے از سر نو ترتیب دیا، اصل کتابوں سے مراجعت کر کے حوالہ جات نوٹ کئے، اور پھر صاحبِ محاضرات کی نظر کے بعد اُسے شائع کیا گیا، یہ اپنے موضوع پر ایک جامع کتاب ہے، جس کے متعدد ایڈیشن ہندوپاک میں شائع ہو چکے ہیں۔

صفحات: ۲۱۶، شائع کردہ: کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند

❑ قادیانی مغالطے:

یہ مختصر رسالہ اُن ہرزہ سرائیوں کے جوابات پر مشتمل ہے، جو قادیانی لوگ عام مسلمانوں کو بہکانے اور شکوک وشبہات میں مبتلا کرنے کے لئے عوام میں پھیلاتے رہتے ہیں۔ مرزائیوں کی تلبیسات کا اِس رسالہ میں مضبوط جواب دیا گیا ہے۔

صفحات: ۱۲۴، شائع کردہ: کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند

❑ منامی بشارتیں:

یہ مختصر رسالہ اُن منامی بشارتوں پر مشتمل ہے جو تحفظ ختم نبوت کے لئے کام کرنے والوں کے بارے میں معتبر ذرائع سے معلوم ہوئی ہیں، اُن کے مطالعہ سے اِس عظیم خدمت میں لگے ہوئے لوگوں کو حوصلہ ملتا ہے، اور عزم وہمت میں اِضافہ ہوتا ہے۔

❑ مہدیٔ موعود:

مسیلمۂ پنجاب مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٔ مہدویت کی تردید پر مبنی یہ رسالہ کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند کی طرف سے شائع کیا گیا ہے، اِس رسالہ میں اختصار کے ساتھ یہ ثابت کیا گیا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی ہرگز ہرگز وہ مہدی نہیں ہوسکتا، جس کے ظہور کی خبر اَحادیث میں دی گئی ہے۔

❑❖❑

رابطہ:

محمد ابوبکر صدیق منصورپوری 08791034667 محمد اسجد قاسمی 09058602750